بابت سنہ ۱۴۱۷ھ

محاضرۂ علمیہ

بسلسلۂ اہلِ کتاب

عیسائیت

(انجیل کی روشنی میں)

(جزوِ اوّل)

پیشکردہ

حضرت مولانا نعمت اللہ صاحب اعظمی

استاذِ حدیث دارالعلوم دیوبند

طارق ۶۰۶۹۶

فہرستِ مضامین

مضامین

عیسائی مذہب کے مآخذ و مصادر

(۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی لائی ہوئی انجیل ہی عیسائیت کا اصل ماخذ ہو سکتی تھی۔ مگر وہ انجیل جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ پر ان کی اور ان کی قوم کی زبان میں نازل کیا تھا۔ اس کے بارے میں کوئی شبہ نہیں کہ وہ ضائع ہو چکی ہے اور اب اس کا کوئی اثر و نشان بھی نہیں رہ گیا ہے۔ اور یہ ایسی مسلمہ حقیقت ہے کہ جس کو عیسائی بھی تسلیم کرتے ہیں۔

(۲) دوسرا ماخذ قرآن شریف، قرآن شریف کو عیسائیت کا ماخذ بنانا اور اس کے لئے اس کو مستند قرار دینا واقع و نفس الامر میں ایک علمی اور پر اعتماد طریقہ ہے جو مضبوط علمی بنیادوں پر قائم ہے، اس لئے کہ قرآن کی تاریخی حیثیت اور اس کے تسلسل و تواتر کے دوست و دشمن سب قائل ہیں، اور ہر منصف مزاج یہ کہنے پر مجبور ہے کہ موجودہ قرآن وہی قرآن ہے جسے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے درمیان تلاوت کرتے تھے۔

(۳) تیسرا ماخذ وہ کتابیں جن پر کلیسا کی عیسائیت کو اعتماد ہے اور وہ کتابیں حسب ذیل ہیں۔ (۱) بائبل قدیم (۲) حضرت عیسیٰ کی سیرت و تعلیمات پر مشتمل تاریخی کتابیں جس کو وہ لوگ انجیل اور تاریخی اسفار سے تعبیر کرتے ہیں۔ ایسی کتابیں عیسائیوں کے درمیان کثیر تعداد میں تھیں۔ مگر کلیسا نے ان میں سے صرف چار انجیل، انجیل متی، انجیل مرقس، انجیل لوقا

انجیل یوحنا کو مقدس و معتبر قرار دیا ہے۔ (۳) رسولوں کے اعمال اور خطوط جنہیں وہ لوگ تعلیمی اسفار سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور وہ تعداد میں بائیس ہیں۔ ان پر تفصیلی بحث اپنے مقام پر آئے گی۔

حضرت عیسیٰ کی لائی ہوئی انجیل کے مطابق عیسائیت کا بیان ممکن نہیں ہے۔ اس لئے کہ اس کتاب کا اثر و نشان ہی باقی نہیں رہا۔ کلیسا کی نظر میں جو کتابیں مستند ہیں، اس کی روشنی میں عیسائیت کا مطالعہ کرنے والا جب عیسائیت کا مطالعہ کرتا ہے تو دیکھتا ہے کہ انجیل میں حضرت عیسیٰ نے جس عیسائیت اور جس مذہب کی تعلیم دی ہے موجودہ عیسائیت (کلیسا کی عیسائیت) سے یکسر مختلف ہے دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں اس میں باہم کیسے فرق ہو گیا کس طرح تبدیلی ہو گئی۔ لوگوں نے کس طرح اس میں تحریف کی۔ اور کتنے ادوار و مراحل سے گذر کر عیسائیت کی یہ شکل ہوئی ہے اس کو بصیرت کے ساتھ جاننے کے لئے عیسائیت کی تاریخ کے مختلف ادوار کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ جن کو یہاں پر اختصار سے ذکر کیا جا رہا ہے۔

(۱) وہ عہد جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام لوگوں میں دعوت و تبلیغ کا کام کرتے رہے۔ اور لوگوں کو تعلیم دیتے رہے جس کو اناجیل اربعہ میں بیان کیا گیا ہے۔ (۲) دور ثانی تبدیلی و اختلاف کا دور حضرت عیسیٰ ع کے رفع سماوی کے بعد کا دور۔ اس دور میں اناجیل اربعہ میں بیان کردہ عیسائیت سے ہٹ کر پولس نے ایک نئے طرز کی عیسائیت کی طرح ڈالی، اور اس کی تبلیغ شروع کی ابتدا میں حواریوں نے حسن ظن سے کام لیتے ہوئے پولس کا ساتھ دیا۔ مگر جب انھیں اس کی اصلیت معلوم ہوئی تو انہوں نے شدت سے اس کی مخالفت شروع کی اس طرح عیسائی

دو گروپ میں بٹ گئے۔ ایک گروہ یہودی عیسائیت کا علمبردار تھا۔ دوسرا گروپ پالوی عیسائیت کا اور ان میں برابر کشتی رہی یہاں تک کہ قیصر ہیڈریان کے عہد ۱۲۵ء میں یہودی عیسائیت کا گروپ بالکل مغلوب ہوگیا۔ اور پالوی عیسائیت کا گروپ غالب آگیا۔ اس دور ثانی میں تمام عیسائی مغلوب تھے، سیاسی طور پر رومی مسلط تھے۔ ان کی حکومت تھی جس کی وجہ سے ان کو رومی یہودی دونوں طرح طرح سے ستاتے تھے اس لئے اس کو دور مظالم بھی کہا جاتا ہے۔ (۳) عہد مباحثات یہ قسطنطین اعظم کے عہد ۳۱۳ء سے لیکر گری گوری اول ۵۳۹ء تک ہے۔ اس زمانہ میں مذہبی اور دینی مسائل میں مباحثہ کا آغاز ہوا۔ اور اسکے تصفیہ کے لئے کونسلوں کا انعقاد ہوتا رہا، کونسلوں میں انجیل کی نصوص کو کوئی اہمیت نہیں دی گئی۔ بلکہ قرار دادوں میں ذاتی تعصبات اور عقلی پیچیدگیوں کو اہمیت رہی۔ اس طریقہ کار سے الہامی کتابوں کی الہامی حیثیت ختم ہوگئی۔ اور مذہب پر پادریوں کی اجارہ داری قائم ہوگئی۔ سب سے پہلی کونسل ۳۲۵ء میں قسطنطین اعظم کی صدارت میں بمقام نیقیا منعقد ہوئی جس میں حضرت عیسیٰ کی ابنیت کا مسئلہ طے ہوا اور آریوس اور اس کے موافقین نے مخالفت کی تو ان کو مذہب سے خارج کر دیا گیا۔ اس دور میں عیسائیوں میں رہبانیت کا رواج ہوا۔ (۴) دور رابع اس عہد کی شروعات ۵۹۰ء سے ۸۰۰ء تک ہے یعنی گری گوری اول کے پوپ بننے سے عہد شارلیمان تک اس عہد کو عہد مظلمہ (تاریک دور) کہا جاتا ہے اس لئے کہ یہ دور عیسائیت کی تاریخ میں علمی سیاسی اور مذہبی اعتبار سے تنزل وانحطاط اور عیسائیوں کے باہمی اختلاف کا دور ہے۔ اس لئے

عیسائی مورخین اس کو تاریک دور سے تعبیر کرتے ہیں۔ اصل میں اس دور میں عیسائیت کو اپنے ایک طاقتور حریف اسلام کا سامنا کرنا پڑا۔ اسلام حیرت انگیز سرعت کے ساتھ عرب سے نکل کر مصر و شام، فلسطین ایران میں پھیل گیا۔ اور ان ممالک سے عیسائیت کی بساط الٹ گئی۔ جب مشرقی ممالک میں عیسائیت کو زوال ہوا۔ تو انہوں نے مغربی ممالک میں عیسائیت کی اشاعت شروع کی اور اس تحریک کے زیر اثر پہلی مرتبہ جرمن و برطانیہ میں عیسائیوں کو کامیابی نصیب ہوئی۔ اور ان کی مسلسل چار صدیوں کی کوشش سے پورا یورپ عیسائی بن گیا۔

(۵) دور خامس قرون وسطیٰ ۸۰۰ء سے لے کر ۱۵۱۷ء تک کے زمانہ کو عیسائی تاریخ میں قرون وسطیٰ کہا جاتا ہے۔ قرون وسطیٰ میں پوپ اور حکومت وقت کے درمیان اقتدار کی کشمکش شروع ہوئی جو عرصہ دراز تک جاری رہی جس میں عہد شارلیمان سے گری گوری ہفتم ۱۰۷۳ء تک پوپ کو غلبہ حاصل رہا۔ اور حکومتِ وقت کا اقتدار مغلوب تھا۔ اور عہد گری گوری ہفتم ۱۰۷۳ء سے بونی فیس ۱۲۹۴ء تک میں نفاقِ عظیم ہوا۔ نفاق عظیم عیسائیوں کے یہاں ایک اصطلاح ہے۔ مشرق و مغرب کے کلیسا کے آپس میں زبردست اختلاف پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے مشرقی کلیسا نے مغربی کلیسا سے الگ ہو کر اپنا الگ نام رکھا آرتھوڈوکس چرچ اور صدر مقام قسطنطنیہ بنایا۔ اور مغربی کلیسا سے الگ ہو کر کے سربراہ کا نام بطریق رکھا۔ جب کہ مغربی کلیسا کا نام کیتھولک چرچ تھا۔ اور اس کا صدر مقام روم (اٹلی) اور اس کے سربراہ کا نام پوپ ہوتا ہے۔ اسی دور میں صلیبی جنگیں لڑی گئیں۔

عیسائیوں نے مذہبی نقطۂ نظر سے مشرق وسطیٰ میں مسلمانوں کے خلاف سات بڑی جنگیں لڑیں۔ جس میں بالآخر مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی۔ اسی دور میں صلیبی جنگوں کی وجہ سے پوپ کو اعلیٰ اختیار حاصل ہو گیا تو انہوں نے اس سے غلط فائدہ اٹھا کر مغفرت ناموں کی تجارت کو عام کر دیا۔ اور اپنے مخالفین کو جلا جلا کر اذیت رسانی کی انتہا کر دی۔۔۔ تو کچھ مصلحین اٹھے جنہوں نے اصلاح کی کوشش کی مگر اصلاحات کے لئے حالات سازگار نہیں تھے۔

(٦) دور سادس، عہد اصلاح ۱۵۸۱ء سے اصلاح کی تحریکوں میں زور رہوا اور ان کی قسمت میں کامیابی لکھی ہوئی تھی۔ مارٹن لوتھر نے جرمن میں اصلاحی تحریک شروع کر کے مغفرت نامون اور پاپاؤں کی اخلاقی بے اعتدالیوں اور ان کے مذہبی مظالم کے خلاف آواز بلند کی آہستہ آہستہ یہ تحریک کامیابی سے ہم کنار ہوئی اس تحریک کے ماننے والوں کو پروٹسٹنٹ کہا جاتا ہے۔

(۷) دور سابع دور عقلیت اس دور میں یورپ پوری طرح سیاسی علمی بیداری کی منزل پر پہنچ چکا تھا۔ مارٹن لوتھر وغیرہ جنھوں نے اصلاح کا بیڑا اٹھایا تھا۔ تو ان لوگوں نے بائبل کی تفسیر و تشریح میں پہلے لوگوں سے اختلاف کیا تھا مگر خود بائبل پر کوئی نکتہ چینی نہیں کرتے تھے مگر جوں جوں یہ تحریک آگے بڑھتی گئی اس کے زاویے بدلتے گئے لوگوں کو عیسائیت کے بنیادی عقائد اور اس کی مذہبی کتب اور انکی عبادات تک میں شک و شبہ پیدا ہونے لگا اور اس حد تک آگے بڑھے کہ کہنے لگے کہ جو باتیں ہماری عقل میں نہیں آئیں گی اور سائنس

کے اصولوں پر نہیں اتریں گی ہم اس کو نہیں مانیں گے تحریک عقلیت کے علمبرداروں کو عقلیت پرست کہا جانے لگا۔

(۸) تحریک تجدد و تحریک احیاء کا دور۔ تحریک عقلیت کا رد عمل دو طرح سامنے آیا۔ پہلا کچھ لوگوں نے تحریک عقلیت کے زیر اثر مذہب میں تبدیلیوں کو اصولی طور پر تسلیم کر لیا۔ اور بائبل کے نظریات کو جدید بنانے کی کوشش کی اس تحریک کو تحریک تجدد کہا جاتا ہے۔ دوسرا ردعمل مذہبی طبقے کی جانب سے سامنے آیا جنہوں نے اس تحریک کے جواب میں خالص رد من کیتھولک مذہب کی بحالی اور اس کے احیاء کی تحریک شروع کی اس تحریک نے کچھ لوگوں کو دوبارہ مذہب کی طرف لوٹایا، مگر مجموعی طور پر یہ تحریک کوئی خاص تاثر قائم نہ کر سکی۔ اٹھارہویں، انیسویں، بیسویں صدی میں کیتھولک اور پروٹسٹنٹ دونوں فرقوں نے یورپ کی استعماری طاقتوں کے ساتھ مل کر دنیا میں عیسائیت کی ترویج و اشاعت میں بڑا سرگرم حصہ لیا، فی الوقت عیسائیوں نے اپنے وسائل سے فائدہ اٹھا کر ترقی پذیر تیسری دنیا کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنایا ہے، ان میں مشنری اسکولوں اور مشنری، اداروں کا جال پھیلا رکھا ہے جن کو ان کے مرکزوں سے مالی امداد سمیت ہر قسم کے فوائد حاصل ہو رہے ہیں، اسی طرح علمی تکنیکی تربیت کے بہانے ان ممالک میں عیسائیت کی ترویج و اشاعت جاری ہے۔ جس کی وجہ سے اب پھر ضرورت ہے کہ عیسائیت کا علمی محاسبہ کیا جائے اور بتلایا جائے کہ حضرت عیسیٰ کی لائی ہوئی عیسائیت کی حقیقت انجیل کی روشنی میں کیا ہے۔ اور کلیسا کی عیسائیت انجیلی

عیسائیت سے کس طرح یکسر مختلف ہو گئی ہے۔ اس میں کیسی کیسی تبدیلیاں ہوئی ہیں۔ لوگوں نے کس طرح اس میں تحریف کر رکھی ہے، اسیطرح ان کتابوں کا علمی جائزہ لیا جائے اور ان کا محاسبہ کیا جائے جن کتابوں پر بطور ماخذ کلیسا کو اعتماد و اطمینان ہے، اس طرح یہ محاضرہ اصالتاً دو حصوں میں منقسم ہوگا۔

پہلا حصہ اس میں انجیلی عیسائیت کا بیان ہوگا اور اس کے ساتھ ساتھ عیسائیت کا سب سے مستند ترین ماخذ قرآن شریف اس کے ذریعہ اس کا تقابل بھی کیا جائے گا۔ اور دوسرا حصہ اس میں کلیسا کی عیسائیت، اس کے معتقدات، عبادات و رسوم، اسی طرح کلیسا کی نظر میں جو کتابیں مقدس اور مستند ماخذ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اس کا جائزہ لے کر ان کی علمی حیثیت کو بھی واضح کیا جائے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ قرآن شریف سے تقابل کر کے انکی تحریفات وتلبیسات کو ذکر کیا جائے گا۔

اللّٰھم وفقنا لما تحب وترضیٰ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے وقت بنی اسرائیل کی سیاسی حالت

بابل کی اسیری کے بعد بنی اسرائیل کی کوئی خود مختار حکومت نہیں قائم ہو سکی بلکہ بابل کی اسیری سے رہائی کے بعد حکومت فارس کی نگرانی میں حکمراں مقرر ہوتے تھے اور انہی کے حکم سے معزول بھی ہوتے۔ بس اتنی سہولت تھی کہ ان کا والی یہودی سے منتخب ہوتا تھا۔ بلکہ خاص بیت المقدس کے رہنے والے کا انتخاب ہوتا تھا۔ اور جو حاکم مقرر ہوتا۔ وہی انکا پیشوا بھی ہوا کرتا تھا۔ سکندر اعظم نے جب دارا اصغر کو شکست دیا۔ تو یہودی صوبہ سکندر اعظم کی ماتحتی میں آ گیا اور سکندر کے مرنے کے بعد اس کی ساری مملکت ان کے سپہ سالاروں میں تقسیم ہوئی۔ شام کا علاقہ ایک سپہ سالار کے اور مصر کا علاقہ دوسرے سپہ سالار کے قبضہ میں آیا۔ اور ابھی ان کی سرحدیں متعین نہیں تھیں اس لئے ان میں باہم خونریزی ہوا کرتی تھی۔ جس کی وجہ سے بیت المقدس کبھی مصر کے ماتحت ہو گیا۔ تو کبھی شام کے۔ اخیر میں شام کے علاقہ کے سپہ سالار کے قبضہ میں آ گیا تو ان میں ایک سپہ سالار انتی اوخس چہارم جو اَبی فانس کے نام سے مشہور تھا۔ اس کے زمانے میں یہودیوں پر بہت زیادہ ظلم و جور ہوا جس سے مجبور ہو کر مکابی خاندان میدان میں آیا۔ اور آزادی کی بہادرانہ جنگ لڑی

اور بالآخر یہود کی ایک مستقل حکومت قائم کرنے میں وہ خاندان کامیاب ہو گیا مگر ان کی حکومت کو زیادہ زمانہ نہیں گذرا کہ اس خاندان کے سرداروں میں خانہ جنگی شروع ہو گئی، جس سے یہ خاندان تباہ ہو گیا، ادھر رومیوں کا عروج ہو رہا تھا اور ان کا عمل دخل برابر فلسطین پر بڑھتا گیا۔ یہاں تک کہ انہی کی تجویز و حمایت سے کوئی حاکم بن سکتا تھا۔ کچھ دنوں بعد رومیوں نے ہرڈو کو یہود کا بادشاہ مقرر کیا اس نے مکابی خاندان کا خاتمہ کر دیا، اور نئے شاہی خاندان کی بنیاد ڈالی، جس کا پہلا بادشاہ خود ہوا۔ وہ بڑا ظالم مزاج اور عیاش طبع تھا۔ ظاہری شان و شوکت کی وجہ سے اعظم کا خطاب حاصل کیا۔ اس نے بیت المقدس کو از سر نو تعمیر کیا۔ اور یہودیوں کو خوش کرنے کے لئے اور بھی بہت سارے کام کئے۔ اور اپنے آپ کو یونانی مائل یہودی ثابت کرنے کی غرض سے یونانی طرز کی کئی ایک بستیاں تعمیر کیں بیت المقدس کے آس پاس تماشا گاہ اور تھیٹر بنوائے اور کئی شہروں میں مندر بنوائے جس کی وجہ سے یہودی اس سے ناخوش تھے، اس کے بارے میں ان کا گمان تھا کہ یہ فقط دکھانے کے لئے اپنے آپ کو شریعتِ موسوی کا پابند ثابت کرتا ہے، ورنہ حقیقت میں وہ بت پرست ہو گیا ہے۔

ہرڈو اعظم کے آخر زمانے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ہوئی، ہرڈو کا ۴ء میں انتقال ہوا جبکہ حضرت عیسیٰؑ کی عمر آٹھ سال کی رہی ہو گی۔ اس لئے کہ موجودہ سنہ عیسوی میں غلطی سے اس سن کا حساب اس وقت سے شروع کیا گیا۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر چار سال کی ہو چکی تھی۔ ہرڈو اعظم نے ایک وصیت نامہ کے ذریعہ ملک کو اپنے تین لڑکوں کے درمیان تقسیم کر دیا۔ قیصر روم اوگوسٹس نے اس کی وصیت کے مطابق

فیصلہ کر دیا۔ ارکابیوس یہودیہ اور سامریہ کا حاکم ہوا۔ انطی پاس جلیل وغیرہ کا حاکم ہوا۔ فلپ یردن پار کے علاقہ کا حاکم ہوا۔ ارکابیوس جو یہودیہ اور سامریہ کا بادشاہ تھا۔ نو برس حکومت کرنے پایا تھا۔ کہ اس کے خلاف الزامات پر روم میں مقدمہ چلا۔ اور اس کو جلاوطن کر کے فرانس کے کسی علاقہ میں بھیج دیا گیا اور اب بیت المقدس اور یہودیہ کا پورا علاقہ براہ راست رومی حکومت کے ماتحت ہو گیا۔ اور اس کے انتظام کے لئے رومی کلکٹر مقرر کیا گیا۔ قیصر روم اوگوستس کے زمانے میں جلد جلد کلکٹر بدلتے رہے اس کے بعد قیصر طبر یوس ہوا اس کی مدت حکومت میں کل دو کلکٹر ہوئے، دوسرا کلکٹر پونطیوس جس کو پلاطیس بھی کہتے ہیں۔ اور حضرت عیسیٰؑ کے سولی دینے کا واقعہ جیسا کہ انجیل میں مذکور ہے۔ اسی کلکٹر کے زمانے میں پیش آیا۔ قیصر اوگوستس نے جس وقت بیت المقدس ارض یہودا اور سامریہ کے علاقہ کو براہ راست رومی حکومت کے ماتحت کر دیا۔ تو یہودیوں کے جوش وخروش کو کم کرنے کے لئے مجلس صنہادرین جو بنی اسرائیل میں عرصۂ دراز سے قائم تھی۔ اس کو باقاعدہ کچھ اختیارات دیکر دوبارہ جاری کر دیا۔ مذہبی معاملات میں اسی کونسل کا فیصلہ نافذ ہوتا تھا۔ اور انتظامی امور کی نگہداشت رومی والی کرتا تھا۔ اس کونسل کے ارکان کی تعداد اکہتر ہوتی تھی جس میں ہر طرح کے ارکان ہوتے، کچھ علماء و احبار ہوتے، کچھ بنی لاوی کے ہوتے، اور کچھ قوم کے سربراہ لوگ ہوتے۔

بنی اسرائیل کی مذہبی حالت

بنی اسرائیل میں اجتماعی انفرادی ہر قسم کے عیوب پیدا ہو گئے تھے وہ لوگ اعتقاد، اعمال دونوں طرح کی گمراہی کے شکار تھے۔ جھوٹ، فریب، بغض، حسد، جیسی بداخلاقیوں پر شرمسار ہونے کے بجائے اس پر فخر

کرتے تھے۔ علماء و احبار دنیا کے حد سے زیادہ حریص تھے، عوام سے نذر و نیاز حاصل کرنے کے لئے حرام کو حلال، حلال کو حرام بنانے سے بھی دریغ نہیں کرتے تھے۔ شریعت موسویہ کے ساتھ بہت سی جدید رسموں کو بڑھا دیا تھا دین محض ایک رسم اور دکھاوا رہ گیا تھا، جو لوگ ساری شریعت کے ماننے سے قاصر تھے۔ ان کے لئے طرح طرح کے کفارے تجویز کرتے تھے۔ حضرت عیسیٰ نے یہودیوں کو ملامت کرتے ہوئے کہا۔ کہ یسعیاہ نبی نے تم ریاکاروں کے حق میں کیا خوب نبوت کی جیسا کہ لکھا ہے۔ یہ امت منھ سے تو میری تعظیم کرتی ہے۔ لیکن ان کے دل مجھ سے دور ہیں اور بے فائدہ میری پرستش کرتے ہیں، کیوں کہ انسانی احکام کی تعلیم دیتے ہیں۔ تم خدا کے حکم کو ترک کر کے آدمیوں کی روایت کو قائم کرتے ہو۔ اور ان سے کہا کہ تم اپنی روایت کو ماننے کے لئے خدا کے حکم کو بالکل رد کر دیتے ہو، کیونکہ موسیٰ نے فرمایا ہے کہ اپنے باپ کی اور اپنی ماں کی عزت کرو اور جو کوئی ماں و باپ کو برا کہے وہ ضرور جان سے مارا جائے لیکن تم کہتے ہو اگر کوئی ماں باپ سے کہے کہ جس چیز کا تجھے مجھ سے فائدہ پہنچ سکتا ہے وہ قربان یعنی خدا کی نذر ہو چکی ہے۔ تو اسے ماں باپ کی کچھ مدد نہیں کرنے دیتے ہو۔ یوں تم خدا کے کلام کو اپنی روایت سے باطل کرتے ہو، اور ایسے بہتیرے کام کرتے ہو۔ (مرقس۔ باب ۷ ۵ تا ۹) (متی باب ۱۵ ۳ تا ۹)

مسیح کا انتظار

جس صدی میں حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے، مکابی حکومت کے قیام سے ایک طرح کی امید ہو گئی تھی کہ شاید بنی اسرائیل کی عظمت رفتہ لوٹ آئے، مگر بہت جلد ان میں خاندانی جھگڑوں کی وجہ سے خانہ جنگی شروع ہو گئی اور ملک میں ہر طرح کی ابتری و

بدامنی پھیل گئی، اور ان کی امیدیں مایوسی سے بدل گئیں۔ اسی لئے من جانب اللہ قائم شدہ حکومت کا خیال یعنی مسیح کی بادشاہت کا تصور زیادہ زور پکڑنے لگا اور اس کے ظہور کے لئے آرزو کرنے لگے، اور دعائیں کرتے حضرت یحییٰ نے جب بپتسمہ دینا شروع کیا۔ تو یہودیوں کی ایک بھیڑ جمع ہوگئی۔ بیت المقدس کے یہودی و لاوی ان کے پاس پہونچے کہ شاید یہ مسیح ہو۔

انجیل یوحنا میں ہے کہ لاوی و کاہن بیت المقدس سے پوچھنے آئے کہ کیا تو مسیح ہے۔ یا کون ہے۔ تو اس نے اقرار کیا کہ میں تو مسیح نہیں ہوں، (باب ۱ / ۱۹ تا ۲۰)

اس سے جہاں قوم میں مسیح کے استقبال کا جوش پیدا ہو رہا تھا۔ وہاں بہتوں کے دل میں خود مسیح بن جانے کی بھی خواہش جوش مارنے لگی ایسے بہت لوگ ظاہر ہونے لگے جو مسیحیت کے دعویدار ہوئے اور رومی فوجوں سے مقابلہ کر کے شکست کھاتے اور قتل ہوتے تھے۔

حضرت عیسیٰ ؑ کی تاریخ کا ماخذ

حضرت عیسیٰ ؑ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح کسی امی قوم میں نہیں پیدا ہوئے تھے۔ اور نہ ایسے ملک میں جہاں تصنیف و تالیف کا رواج نہیں تھا۔ حضرت عیسیٰ ؑ کا مولد تو تہذیب و تمدن علم و فضل کا مرکز تھا۔ جو مؤرخین آپ کے حالات لکھ سکتے تھے۔ وہ رومی بھی ہو سکتے ہیں۔ جو ان دنوں بہت کثرت سے ارضِ یہودا اور بیت المقدس میں تھے اور خود یہودی قوم جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے، اس لئے کہ ان میں بھی قدیم زمانے سے تاریخ نویسی کا رواج تھا۔ اور وہ عیسائی بھی آپ کی تاریخ پر قلم اٹھا سکتے تھے۔ جو حضرت

عیسیٰ ع پر ایمان لائے، اور ان کی انجیل کو دیکھا اور حضرت عیسیٰ ع کی تقریروں کو سنا۔ اور ان کے ساتھ دعوت و تبلیغ میں شریک رہے ان سب کے بعد قرآن جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا اور اس کی علمی حیثیت غیروں کے حلقہ میں بھی مسلم ہے قرآن کی تاریخیت اور اس کا استناد اس کا تسلسل و تواتر ہر منصف آدمی کو مجبور کرتا ہے کہ وہ کہے کہ موجودہ قرآن وہی قرآن ہے۔ جسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تلاوت کرتے تھے، مگر ہم دیکھتے ہیں کہ نہ رومی مؤرخین نے اس سلسلہ میں کچھ لکھا اور نہ یہودیوں نے آپ کی تاریخ قلم بند کی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں خود ان پر نازل شدہ کتاب انجیل میں کچھ معلومات مل سکتی تھیں مگر بدنصیبی کی بات ہے کہ حضرت عیسیٰ ع پر نازل شدہ انجیل ضائع ہو چکی ہے اس کا کوئی اثر و نشان نہیں ملتا ہے، اور اس کا گمشدہ ہونا موافق و مخالف سب کا متفقہ قول ہے۔

رہے عیسائی جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق لکھا ہو تو اس کو عیسائی لوگ مذہبی اعتبار سے دو قسموں پر منقسم کرتے ہیں، ایک جس کو کلیسا نے مستند قرار دیا ہے اور وہ بھی چار انجیل ہیں۔ انجیل متی۔ انجیل لوقا۔ انجیل مرقس۔ انجیل یوحنا۔ اور رسولوں کے خطوط۔ دوسری قسم جس کو کلیسا نے رد کر دیا اور اس کو غیر مستند قرار دیا۔ مسترد شدہ انجیلیں ان کی مقدار بھی خاصی ہے، مگر مسترد شدہ اناجیل کمیاب ہیں، اس لئے کہ ان کتابوں کا پڑھنا کلیسا کی طرف سے ممنوع تھا۔ پھر بھی آج کے دور میں انہیں سے بہت سی انجیلوں کا پتہ چلا ہے اردو زبان میں ان میں سے بعض انجیل کا ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔ حضرت عیسیٰ اور ان کی تعلیمات کا سب سے مستند ماخذ قرآن مجید ہے، اس لئے کہ قرآن کی طرح کوئی آسمانی

کتاب ہو یا انسانی کتاب ایسی موجود نہیں ہے۔ جس کا علمی مقام اس طرح اور اتنے عرصہ تک قائم و باقی ہو کہ اس کے حروف ورسم الخط و اختلافِ قرأت تک محفوظ ہوں، حضرت عیسیٰ کی تاریخ اور ان کی تعلیمات کو انہی ماخذوں سے ترتیب دیا جائیگا۔

حضرت عیسیٰ ؑ کی پیدائش

حضرت عیسیٰ ؑ کی شخصیت ہی موجودہ عیسائیت کی بنیادی اینٹ ہے۔ اور خوش قسمتی کی بات ہے کہ ان کی پیدائش کے واقعہ کو انجیل نے بھی بیان کیا ہے، اور قرآن نے بھی ہم دونوں کے بیان کو نقل کریں گے۔ تاکہ قاری خود موازنہ کر کے فیصلہ کرے کہ کس کا بیان قرین عقل و قیاس ہے۔

دنیا میں ولادت کا معروف طریقہ

حضرت آدم ؑ سے ابتک معروف و مشہور طریقہ یہی رہا ہے کہ میاں بیوی کی مواصلت سے اولاد پیدا ہوتی رہی ہے۔ اب اللہ تعالیٰ کو اپنی قدرت کاملہ کا اظہار مقصود ہوا کہ اللہ قادر مطلق فعالٌ لمایشاء ہے اس دنیا میں سبب و مسبب کا جو سلسلہ قائم ہے وہ خدا کا بنایا ہوا ہے۔ چیزوں کا وجود و ظہور اس کی قدرت اور اس کے ارادے سے ہوتا ہے علت سے معلول سبب سے مسبب کا وجود از خود نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ جب اس کے ساتھ ارادۂ خداوندی متعلق ہوتا ہے اس وقت اسکا وجود ہوتا ہے خود خدا کسی علت و سبب کا پابند نہیں ہے، ایسی قوم جس پر مادی اسباب اور ایسے فلسفہ کا غلبہ تھا۔ جس کی بنیاد اللہ تعالیٰ کے فاعل بالایجاب پر تھی۔ کہ اللہ تعالےٰ سے مخلوقات کا ظہور و صدور بلا اختیار اسی طرح ہوتا ہے

جیسے علت سے معلول کا وجود ہوتا ہے، ایسی قوم میں حضرت عیسیٰ ؑ کو اس طرح پیدا کر کے اپنی قدرت و ارادہ کا اعلان مقصود تھا کہ وہ ذات قادر مطلق ہے۔ فعال لما یشاء ہے۔ اسباب عادیہ کی محکوم نہیں ہے اس کے ساتھ ہی اسرائیل نے توریت کے اس حصہ کو ضائع کر دیا تھا۔ جس میں آخرت، جنت وجہنم، حساب وکتاب کا ذکر تھا جس کی وجہ سے انسان ان کی نظر میں صرف جسم کا نام تھا۔ جسم کے علاوہ روح کوئی الگ شیئی نہیں ہے بلکہ یہود روح کو جانتے ہی نہ تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اس طرح پیدائش عالم ارواح کا بھی اعلان واظہار تھا وَجَعَلْنَاهَا وَابْنَهَا آيَةً لِّلْعَالَمِينَ (انبیاء ۹۱)

حضرت عیسیٰ ؑ کی اس طرح پیدائش کے تذکرہ میں فطری طور پر واقعہ کی ترتیب میں پہلے حضرت عیسیٰ ؑ کی ماں کا تذکرہ آنا چاہیئے، جس میں ان کی عفت وعصمت کا غیر معمولی تذکرہ ہو۔ تاکہ شک وشبہ کرنے والوں کے شکوک ختم ہو سکیں۔ اور ہدایت حاصل کرنے والوں کے لئے راستہ صاف وہموار رہے اور اس کے ساتھ کچھ ایسی بھی نشانی ہو تاکہ جو حضرت مریم ؑ کے حال کو جاننے والے ہوں، یا ناواقف ہوں سب کے شکوک وشبہات کا قلع قمع کر سکے۔ ویسے بھی حالات سے واقف آدمی کے سامنے اچانک جب ایسا حادثہ پیش آتا ہے جس کی کوئی نظیر نہیں ملتی ہے تو ایسے وقت آدمی ایک طرح حواس باختہ ہو جاتا ہے۔ ماضی وحال میں موازنہ ومقابلہ نہیں کر پاتا ہے۔ اس کا بھی تقاضا ہے کہ اس کے علاوہ کوئی نشانی ہو۔ کہ جس کے بعد ان کی ماضی کی زندگی نظروں میں آجائے، اور اس کا ذہن ہر طرح کے شکوک وشبہات سے صاف ہو جائے۔

حضرت مریمؑ کی پیدائش
قرآن کا بیان

حضرت مریمؑ کی ماں نے محسوس کیا۔ کہ وہ حاملہ ہیں تو انہوں نے نذر مان لی کہ جو بچہ پیدا ہوگا اس کو ہیکل کی خدمت کے لئے وقف کردونگی، جب مدت حمل پوری ہوئی۔ اور ولادت ہوگئی۔۔۔ تو معلوم ہوا کہ ان کے لطن سے لڑکی پیدا ہوئی ہے، ان کے لئے یہ لڑکی لڑکے سے کسی طرح کم نہیں تھی۔ مگر ان کو افسوس ضرور ہوا کہ میں نے جو نذر مانی ہے کیسے پوری ہوگی۔ لڑکی ہیکل کی خدمت کیسے کرے گی۔ اللہ تعالےٰ نے یہ کہہ کر ان کے افسوس کو ختم کردیا کہ ہم نے تیری لڑکی ہی کو اس کیلئے قبول کرلیا ہے۔ حضرت مریم کی ماں نے ان کا نام مریم رکھا۔

مقدس ہیکل کی یہ امانت کس کے حوالے کی جائے اس میں کاہنوں کے درمیان اختلاف ہوا۔ ہر ایک اس کا امیدوار تھا۔ کہ حضرت مریم میری کفالت میں رہیں۔ آخر میں قرعہ اندازی کے ذریعہ فیصلہ ہوا اور حضرت زکریاؑ کے نام قرعہ نکلا۔ جو رشتہ میں اُن کے خالو ہوتے ہیں۔

اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرَانَ رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ وَضَعْتُهَاۤ اُنْثٰی وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ وَلَیْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰی. وَاِنِّیْ سَمَّیْتُهَا مَرْیَمَ وَاِنِّیْۤ اُعِیْذُهَا بِكَ وَذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ.

فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ وَّاَنْبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا وَّكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا، آل عمران ۳۶
وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ۔ (آل عمران ۴۴)

حضرت مریم حضرت زکریا علیہ السلام کی کفالت و نگرانی میں رہنے لگیں ان کیلئے ہیکل سے متصل ایک کمرہ مخصوص کر دیا گیا تاکہ وہ اس میں رہ کر خدا کی عبادت میں مشغول رہا کریں۔ حضرت زکریا علیہ السلام ضروری نگہداشت کے سلسلہ میں کبھی ان کے حجرے میں جاتے تو ان کو عجیب باتیں نظر آتیں کہ بے موسم کا پھل اور کھانے پینے کی چیزیں دیکھیں۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے سوال کیا کہ یہ کہاں سے آیا ہے حضرت مریم نے کہا، میرے خدا کا فضل و کرم ہے وہ جس کو چاہتا ہے بے گمان رزق دیتا ہے، حضرت مریم نے مقدس ہیکل میں ایسی پاک صاف زندگی بسر کی کہ مقدس ہیکل کے سب سے مقدس مجاور حضرت زکریا بھی ان کے زہد و تقویٰ سے بیحد متاثر ہوئے۔ حضرت مریم پر جب وہ اپنی ماں کے پیٹ میں تھیں اسی وقت سے عبادت زہد و تقویٰ و طہارت کا سایہ رہا۔ یہاں تک کہ ان کا تقویٰ زہد و طہارت لوگوں کے درمیان معروف و مشہور ہو گیا۔ یہاں تک کہ وہ بالغہ ہو گئیں۔

وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ يَا مَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا۔ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ آل عمران ۳۷ اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يَا مَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفَاكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفَاكِ عَلٰى نِسَاءِ الْعٰلَمِيْنَ يَا مَرْيَمُ اقْنُتِىْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِىْ وَارْكَعِىْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ، آل عمران ۴۲

حضرت مریم کے حالات سے چاروں انجیل خاموش ہیں، البتہ مسترد انجیل میں سے انجیل پیدائش مریم میں ان کا تذکرہ ہے۔

انجیل پیدائش مریم

باب اول میں ہے کہ مریم داؤد کی شاہی نسل اور خاندان کی شہر ناصرہ میں پیدا ہوئیں اور یروشلم میں خدا کے بیت المقدس میں پرورش پائی تھیں اس کے باپ کا نام جوشیم تھا۔ اور ماں کا نام حنہ تھا۔ اور اس کے باپ کا خاندان فریہ ناصرہ ضلع گلیلی میں تھا۔ اور اس کی ماں شہر بیت لحم کے خاندان سے تھی۔ بیس سال تک میاں بیوی عفت کے ساتھ زندگی بسر کرتے رہے اور ان کے کوئی لڑکا لڑکی پیدا نہ ہوئی۔ تب انھوں نے ایک منت مانی کہ خدا اگر ان کو بچہ عطا کرے۔ تو اس کو خدا کی منت کے لئے نذر چڑھائیں گے اس کے لئے ہر سال عید کے موقع پر بیت المقدس جایا کرتے تھے، باب سوم میں ذکر ہے کہ خدا کا فرشتہ اطلاع دینے کے لئے آیا کہ تیری دعا سنی گئی باب چہارم میں ذکر ہے کہ اس کے بعد وہی فرشتہ جوشیم کی بیوی حنہ پر ظاہر ہوا۔ میاں بیوی دونوں کو جو خوشخبری دی گئی ہے اس میں ذکر ہے کہ تمہارے ایک لڑکی پیدا ہوگی۔ جس کا نام مریم ہوگا۔ حتیٰ کہ اس میں مریم سے یسوع کے پیدا ہونے کا بھی ذکر ہے، باب پنجم میں مریم کی پیدائش کا ذکر ہے، باب ششم میں ذکر ہے کہ حضرت مریم جب تین سال کی ہوگئیں تب ان کو بیت المقدس لے گئے۔ والدین نے حضرت مریم کو پہلی سیڑھی پر بٹھا دیا۔ حضرت مریم بغیر کسی دوسرے کی رہنمائی اور مدد کے ایک ایک کرکے سب سیڑھیاں چڑھ گئیں۔ میاں بیوی نے شریعت کے دستور کے مطابق قربانی کرکے اور منت پوری کرکے لڑکی کو بیت المقدس کے اندر اور دوسری کنواری لڑکیوں کے ساتھ پرورش پانے کے لئے داخل کیا اور ماں باپ گھر واپس

چلے گئے۔ اور اس کے باب ہفتم میں ہے کہ خدا نے اس کی خبرداری کی اور روز فرشتے اس کے پاس آیا کرتے تھے۔ اور اس کو عالم غیب کے اسرار دکھائی دیتے تھے۔ جس کے باعث وہ ہر ایک برائی سے محفوظ رہی۔ جب ان کی عمر چودہ سال کی ہوئی۔ تب امام نے اعلان کیا کہ تمام باکرہ لڑکیاں جو بیت المقدس میں پرورش پا رہی ہیں اپنے اپنے گھروں کو چلی جائیں، دوسری لڑکیاں انھوں نے خوشی خوشی اس حکم کی تعمیل کی۔ مریم نے اس حکم کی تعمیل سے عذر کیا کہ میرے والدین نے خدا کی خدمت کے لئے مجھکو نذر کر دیا ہے میں اس عہد کو توڑنا نہیں چاہتی۔ پھر مریم کے نکاح کا تذکرہ ہے۔ اس کے بعد مریم اپنے گھر آگئیں۔ اس کے بعد باب نہم میں مریم کے حاملہ ہونے کا ذکر ہے۔ اور فرشتہ کی آمد کا ذکر ہے۔ باب دہم میں یوسف کے ساتھ بہودیہ سے گلیلی آنے کا ذکر ہے، اسی طرح مریم کے حاملہ ہونے کا اور جب یوسف کو مریم کے حاملہ ہونے کا علم ہوا تو اس کو اضطراب و خلجان ہوا۔ تو اور انجیلوں کی طرح سے ذکر ہے کہ فرشتے نے خواب میں آکر ان سب باتوں کو بتلا دیا، اسی طرح مریم کی پیدائش کا ذکر انجیل متقدم میں بھی ہے۔

حضرت یحییٰ علیہ السّلام کی پیدائش کا ذکر قرآن میں

حضرت زکریاؑ ضروری نگہداشت کے سلسلہ میں کبھی کبھی حضرت مریم کے حجرہ میں تشریف لے جاتے اور حضرت مریم کے پاس بے موسم کے پھل دیکھتے اور پوچھتے کہ یہ بے موسم کا پھل کہاں سے آگیا تو حضرت مریم کہتیں یہ میرے پروردگار کا فضل ہے تو حضرت زکریاؑ کے دل میں یہ تمنا پیدا ہوئی کہ

جس خدا نے اپنی قدرت کاملہ سے یہ پھل بے موسم پیدا کر دیئے ہیں، کیا وہ میرے بڑھاپے اور بیوی کے بانجھ ہونے کے باوجود مجھکو بے موسم پھل یعنی بیٹا نہیں عطا کر سکتا ہے، یہ سوچ کر انہوں نے بارگاہ ربانی میں دعا کی اور اس دعا کو اللہ نے شرف قبولیت بخشا۔

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ فَنَادَتْهُ الْمَلٰئِكَةُ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي الْمِحْرَابِ أَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ قَالَ رَبِّ أَنّٰى يَكُوْنُ لِي غُلَامٌ وَّقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَأَتِي عَاقِرٌ قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّي آيَةً قَالَ آيَتُكَ أَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ أَيَّامٍ إِلَّا رَمْزًا وَّاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ (آل عمران)

قرآن نے حضرت یحییٰ کی پیدائش کا ذکر کرتے ہوئے ان کو عیسیٰ کا منادی بتلایا ہے، مصدقا بکلمۃ اللہ چاروں انجیلوں میں سے صرف لوقا کی انجیل میں حضرت عیسیٰ کی پیدائش کے تذکرہ سے پہلے حضرت یحییٰ کی پیدائش کا تذکرہ ہے مگر قرآن کی بیان کردہ تفصیل سے تھوڑے فرق کے ساتھ مذکور ہے، اور تینوں انجیل اس واقعہ کے بیان سے خاموش ہیں۔

جب وہ خدا کے حضور اپنے فریق کی باری پر کہانت کا کام انجام دیتا تھا، خوشبو کے مذبح کے داہنی طرف ایک فرشتہ کھڑا دکھائی دیا، اس نے خوشخبری دی کہ تیری دعا سن لی گئی۔ اور تیرے لئے تیری بیوی الیشبع کے بیٹا ہوگا۔ تو اس کا نام یوحنا رکھنا پھر اس لڑکے کچھ اوصاف بیان کی۔ زکریا نے فرشتہ سے کہا میں کیسے جانوں میں تو بوڑھا ہوں اور میری بیوی عمر رسیدہ ہے، فرشتے نے اس سے جواب میں کہا، کہ میں جبرئیل ہوں، خدا

کی طرف سے بھیجا گیا ہوں، کہ تم کو ان باتوں کی خوشخبری دوں اور دیکھ جس دن تک یہ باتیں واقع نہ ہوں گی تو بول نہ سکے گا۔ اس دن سے وہ اشارہ ہی کرتا رہا۔ اور گونگا رہا اس کی بیوی حاملہ ہوئی۔ پانچ مہینے تک اس نے اپنے حمل کو چھپائے رکھا۔ (لوقا۔ باب ۱)۔

حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی پیدائش کا ذکر قرآن میں،

حضرت مریم اپنی خلوت کدہ میں مشغول عبادت رہتی تھیں ایک مرتبہ کسی ضرورت سے شرقی جانب کسی گوشہ تنہائی میں بیٹھی تھیں کہ خدا کا فرشتہ جبرئیل انسانی شکل میں بے حجابانہ ان کے سامنے ظاہر ہوا ایک اجنبی شخص کے اس طرح بے حجابانہ سامنے آنے سے حضرت مریم گھبرا گئیں اور کہا کہ اگر تجھ میں کچھ بھی خوف خدا ہے، تو اس خدا کا واسطہ دے کر تجھ سے پناہ چاہتی ہوں، فرشتہ نے کہا اے مریم خوف نہ کھاؤ، میں انسان نہیں ہوں بلکہ خدا کا فرستادہ فرشتہ ہوں، تجھ کو لڑکے کی بشارت دینے کے لئے آیا ہوں، حضرت مریم نے یہ سنکر از راہ تعجب کہا۔ میرے لڑکا کیسے ہوگا۔ جبکہ مجھکو آج تک کسی شخص نے ہاتھ نہیں لگایا۔ اس لئے کہ میں نے نکاح نہیں کیا ہے۔ اور نہ ہی میں زانیہ ہوں، فرشتہ نے جواب دیا میں خدا کا فرستادہ ہوں، اس نے مجھ سے اسی طرح کہا ہے، اور یہ بھی فرمایا ہے کہ میں اس لئے ایسا کروں گا کہ تجھکو اور تیرے لڑکے کو دنیا والوں کے لئے اپنی قدرت کاملہ کا نشان بناؤں۔ اور لڑکا میری جانب سے رحمت ثابت ہوگا۔ اور یہ میرا فیصلہ اٹل ہے۔ مریم! اللہ تعالیٰ تجھکو ایسے لڑکے کی بشارت دیتا ہے جو اس کا کلمہ ہوگا۔ اس کا لقب مسیح اور نام عیسیٰ ہوگا

اور وہ دنیا و آخرت میں با وجاہت ہوگا۔ اور خدا کے مقربین میں سے ہوگا اور وہ اللہ کی نشانی کے طور پر ماں کی گود میں لوگوں سے گفتگو کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو کتاب وحکمت اور تورات وانجیل عطا کرے گا۔ اور بنی اسرائیل کی جانب رسول ہوگا۔ یہ سب کچھ اس لئے ضرور ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کا قانونِ قدرت یہ ہے۔ کہ جب کسی چیز کو وجود میں لانا چاہتا ہے تو محض اس کا ارادہ اور حکم ہوتا ہے ہوجا۔ تو وہ شئی نیست سے ہست ہوجاتی ہے۔ لہٰذا ایسا ہوکر رہے گا۔ اور فرشتہ کے ذریعہ یا براہ راست پھونک ماردی اور استقرار حمل ہوگیا۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ إِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُونِهِمْ حِجَابًا فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا. قَالَتْ إِنِّي أَعُوذُ بِالرَّحْمَٰنِ مِنْكَ إِنْ كُنْتَ تَقِيًّا. قَالَ إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ لِأَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا. قَالَتْ أَنَّىٰ يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ وَلَمْ أَكُ بَغِيًّا. قَالَ كَذَٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَلِنَجْعَلَهُ آيَةً لِلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِنَّا وَكَانَ أَمْرًا مَقْضِيًّا. (مریم ع ۱۶ تا ۲۱)

إِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ. وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَمِنَ الصَّالِحِينَ. قَالَتْ رَبِّ أَنَّىٰ يَكُونُ لِي وَلَدٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ قَالَ كَذَٰلِكِ اللَّهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ. إِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ وَيُعَلِّمُهُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ وَرَسُولًا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ ۔ آل عمران ع ۴۵ تا ۴۸

وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ الَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيهِ مِنْ

رُوحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمَاتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهِ وَكَانَتْ مِنَ الْقَانِتِينَ (التحریم ۱۲)

حضرت مریم کا حاملہ ہونا انجیل مرقس و انجیل یوحنا اس کے تذکرے سے بالکل خاموش ہیں۔ انجیل متی و لوقا میں اس کا تذکرہ ہے، انجیل لوقا میں باب ۱ـــ

یسوع کے پیدا ہونے کی پیشین گوئی۔ چھٹے مہینے (حضرت زکریا کی بیوی کے حمل کے) جبرائیل فرشتہ خدا کی طرف سے گلیل کے ایک شہر میں جس کا نام ناصرہ تھا۔ ایک کنواری کے پاس بھیجا گیا جس کی منگنی داؤد کے گھرانے کے ایک مرد یوسف نام سے ہوئی تھی۔ اور اس کنواری کا نام مریم تھا۔ اور فرشتے نے اس کے پاس اندر آکے کہا سلام تجھ پر جس پر فضل ہوا ہے، خداوند تیرے ساتھ ہے۔ وہ اس کلام سے گھبرا گئی اور سوچنے لگی کہ یہ کیسا سلام ہے فرشتہ نے اس سے کہا اے مریم خوف نہ کر کیوں کہ خدا کی طرف سے تجھ پر فضل ہوا ہے۔ اور دیکھ تو حاملہ ہوگی۔ اور بیٹا جنے گی۔ اس کا نام یسوع رکھنا وہ بزرگ ہوگا اور خدائے تعالیٰ کا بیٹا کہلائے گا۔ اور خداوند خدا اس کے باپ داؤد کا تخت اسے دیگا۔ وہ یعقوب کے گھرانے پر ابد تک بادشاہی کرے گا۔ اور اس کی بادشاہت کا آخر نہ ہوگا۔ مریم نے فرشتے سے کہا۔ یہ کیوں کر ہوگا اس حال میں کہ میں مرد کو نہیں جانتی، اور فرشتے نے جواب میں اس سے کہا۔ روح القدس تجھ پر نازل ہوگا۔ اور خدائے تعالےٰ کی قدرت تجھ پر سایہ ڈالے گی۔ اور اس سبب سے پاکیزہ جو پیدا ہونیوالا ہے۔ خدا کا بیٹا کہلائے گا اور دیکھ تیری رشتہ دار الیشبع کے بھی بڑھاپے میں بیٹا ہونے والا ہے۔ اب اس کو جو بانجھ کہلاتی تھی۔ چھٹا مہینہ ہے۔

کیوں کہ جو قول خدا کی طرف سے ہے وہ ہرگز بے تاثیر نہ ہوگا۔

انجیل متی باب ۱ میں ہے یسوع کی پیدائش اس طرح ہوئی کہ جب اس کی ماں مریم کی منگنی یوسف کے ساتھ ہوگئی۔ تو ان کے اکھٹے ہونے سے سے پہلے وہ روح القدس کی قدرت سے حاملہ پائی گئی۔ پس اس کے شوہر نے جو راست باز تھا اور اسے بدنام کرنا نہیں چاہتا تھا۔ چپکے سے اس کو چھوڑ دینے کا ارادہ کیا۔ وہ ان باتوں کو سوچ رہا تھا۔ کہ خداوند کے فرشتے نے اسے خواب میں دکھائی دیکر کہا۔ اے یوسف۔ !۔ اپنی بیوی مریم کو اپنے یہاں لانے سے مت ڈر، کیوں کہ جو اس کے پیٹ میں ہے۔ وہ روح القدس کی قدرت سے ہے۔ وہ بیٹا جنے گی۔ اور تو اس کا نام یسوع رکھنا کیوں کہ وہی اپنے لوگوں کو ان کے گناہوں سے نجات دیگا یوسف نے نیند سے جاگ کر ویسا ہی کیا۔ جیسا خداوند کے فرشتے نے اسے حکم دیا تھا۔ اور اپنی بیوی کو اپنے یہاں لے آیا۔ اور اس کو نہ جانا جب تک اس کے بیٹا نہ ہوا۔ اس کا نام یسوع رکھا۔

انجیل لوقا میں ہے حضرت مریم حاملہ ہونے کے بعد حضرت زکریا کی بیوی الیشبع کے یہاں گئیں۔ اور ان کو سلام کیا۔ جوں ہی مریم کا سلام سنا تو ایسا ہوا کہ بچہ اس کے رحم میں اچھل پڑا۔ اور الیشبع روح القدس سے بھر گئی۔ اور بلند آواز سے پکار کر کہنے لگی۔ کہ تو عورتوں میں مبارک اور تیرے رحم کا پھل مبارک۔ اور مجھ پر یہ فضل کہاں سے ہوا، کہ میرے خداوند کی ماں میرے پاس آئی، کیوں کہ دیکھ جوں ہی تیرے سلام کی آواز میرے کان میں پڑی، بچہ مارے خوشی کے میرے رحم میں اچھل پڑا اور مبارک ہے جو ایمان لائے، کیوں کہ جو باتیں خداوند کی طرف سے اس سے

کہی گئیں تھیں۔ وہ پوری ہوں گی۔ حضرت مریم تین مہینے کے قریب اس کے ساتھ رہ کر اپنے گھر لوٹ گئیں۔

وضع حمل

وضع حمل و ولادت، قرآن میں

حضرت مریم نے جب خود کو حاملہ محسوس کیا تو بتقاضائے بشریت ان پر اضطراری کیفیت طاری ہوگئی۔ اور مدت حمل ختم ہونے کے قریب یہ صورت شدید تر ہوگئی انہوں نے سوچا کہ یہ واقعہ قوم کے اندر رہ کر پیش آیا تو قوم کو چوں کہ حقیقت حال کا پتہ نہیں ہے۔ اس لئے لوگ نہ معلوم کس کس طرح بدنام کرنے کی کوشش کریں گے۔ اس لئے مناسب یہ ہے کہ لوگوں سے دور کسی جگہ چلے جانا چاہیئے اور یہ سوچ کر ایک ٹیلہ پر چلی گئیں۔ جہاں دردزہ شروع ہوا۔ تکلیف واضطراب کی حالت میں کھجور کے ایک درخت کے نیچے اس کے تنے کے سہارے بیٹھ گئیں پیش آنے والے واقعہ کا اندازہ کر کے انتہائی قلق واضطراب میں کہنے لگیں کہ کاش میں اس سے پہلے مر چکی ہوتی۔ میری ہستی کو لوگ بالکل فراموش کر چکے ہوتے۔ تو اس کے نشیب سے خدا کے فرشتہ نے پکارا کہ مریم غمگین نہ ہو دیکھ تیرے پروردگار نے تیرے نیچے نہر جاری کر رکھی ہے۔ اور اس کھجور کے درخت کا تنہ پکڑ کر اپنی جانب ہلاؤ، تو پکے تازہ کھجور کے خوشے تجھ پر گریں گے۔ اس کو کھاؤ پیو۔ اور بچہ کو دیکھ کر اپنی آنکھوں کو ٹھنڈی کرو رنج و غم بھول جاؤ۔ فرشتہ کی تسلی آمیز پکار اور حضرت عیسیٰ کے نظارے سے وہ اضطراب ختم ہوگیا۔ تاہم یہ خیال ہر وقت کھٹکتا تھا کہ لوگ اگرچہ

میری عصمت و پاکدامنی سے ناآشنا نہیں ہیں پھر بھی اس حیرت کو کیسے ختم کیا جاسکتا ہے کہ بن باپ کے ماں کے پیٹ سے بچہ ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتے کے ذریعہ مریمؑ کو پیغام دیا کہ جب تم اپنی قوم کے پاس پہنچو اور قوم تم سے اس معاملہ میں سوالات کرے تو تم خود کوئی جواب نہ دینا بلکہ تم اشارہ بتلا دینا کہ میں روزے سے ہوں، اس لئے آج کسی سے بات نہیں کرسکتی ہوں۔ تم کو جو پوچھنا ہے اس بچہ سے پوچھ لو۔ حضرت مریم کو وحی الٰہی سے پورا اطمینان ہو گیا۔ بچہ کو گود میں لے کر گھر آگئیں لوگوں نے مریم کو اس حالت میں دیکھ کر ہر طرف سے گھیر لیا۔ اور کہنے لگے، مریم ؑ یہ کیا کیا تم نے بھاری تہمت کا کام کیا۔ اے ہارون کی بہن تیرا باپ بُرا آدمی نہیں تھا۔ اور تیری ماں بھی بدچلن نہیں تھی۔ مریم نے حکم خداوندی کی تعمیل کرتے ہوئے بچہ کی طرف اشارہ کیا۔ لوگوں نے انتہائی تعجب کے ساتھ کہا بچہ سے ہم کس طرح پوچھ لیں۔ مگر بچہ فوراً بول پڑا ایک شیر خوار بچہ کی زبان سے جب حکیمانہ کلام سُنا تو لوگ حیرت میں پڑ گئے اور سب کو حضرت مریم کی پاکدامنی کا یقین ہو گیا۔ اور اسی طرح اس بات کا بھی یقین ہو گیا کہ بچہ کی پیدائش کا معاملہ بھی یقیناً منجانب اللہ ایک نشانی ہے۔

وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ الَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيهِ مِن رُّوحِنَا (التحریم ۱۲) فَحَمَلَتْهُ فَانتَبَذَتْ بِهِ مَكَانًا قَصِيًّا فَأَجَاءَهَا الْمَخَاضُ إِلَىٰ جِذْعِ النَّخْلَةِ قَالَتْ يَا لَيْتَنِي مِتُّ قَبْلَ هَٰذَا وَكُنتُ نَسْيًا مَّنسِيًّا فَنَادَاهَا مِن تَحْتِهَا أَلَّا تَحْزَنِي قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا وَهُزِّي إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا فَكُلِي وَاشْرَبِي وَقَرِّي عَيْنًا فَإِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ أَحَدًا فَقُولِي إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَٰنِ صَوْمًا فَلَنْ أُكَلِّمَ الْيَوْمَ

اِلَیۡہَا فَاَتَتۡ بِہٖ قَوۡمَہَا تَحۡمِلُہٗ قَالُوۡا یٰمَرۡیَمُ لَقَدۡ جِئۡتِ شَیۡئًا فَرِیًّا۔ یٰۤاُخۡتَ ہٰرُوۡنَ مَا کَانَ اَبُوۡکِ امۡرَاَ سَوۡءٍ وَّ مَا کَانَتۡ اُمُّکِ بَغِیًّا فَاَشَارَتۡ اِلَیۡہِ قَالُوۡا کَیۡفَ نُکَلِّمُ مَنۡ کَانَ فِی الۡمَہۡدِ صَبِیًّا۔ قَالَ اِنِّیۡ عَبۡدُ اللّٰہِ اٰتٰنِیَ الۡکِتٰبَ وَ جَعَلَنِیۡ نَبِیًّا (مریم ۲۲-۳۰) وَ جَعَلۡنَا ابۡنَ مَرۡیَمَ وَ اُمَّہٗۤ اٰیَۃً وَّ اٰوَیۡنٰہُمَاۤ اِلٰی رَبۡوَۃٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّ مَعِیۡنٍ۔ (المؤمنون ۵۰)

وضع حمل و ولادت مبارک انجیل میں

مریم کی منگنی داؤد کے گھرانے کے ایک مرد یوسف نامی سے ہوئی تھی۔ قیصر روم اوگسٹس نے اپنے زمانے میں اپنی مملکت میں حکم جاری کیا کہ جو جہاں کا باشندہ ہے۔ وہیں پر مردم شماری ہو کر ان کا نام درج رجسٹر ہوگا۔ اس لئے سب لوگ اپنے اپنے وطن گئے۔ تاکہ مردم شماری کے رجسٹر میں اپنا اپنا نام درج کرا سکیں تو یوسف بھی مریم کو لیکر ناصرہ سے اپنے شہر بیت لحم کو گیا۔ سب لوگ اِدھر اُدھر سے اپنے وطن آئے ہوئے تھے۔ اس لئے شہر میں کوئی جگہ نہیں ملی۔ اسی دوران حضرت مریم کو دردِ زہ شروع ہوا اور حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے۔ انجیل لوقا باب ۲۔

ان دنوں میں ایسا ہوا کہ قیصر روم اوگسٹس کی طرف سے یہ حکم جاری ہوا کہ ساری دنیا کے لوگوں کے نام لکھے جائیں گے۔ یہ پہلی اسم نویسی سوریہ کے حاکم کورنیس کے عہد میں ہوئی۔ اور سب لوگ نام لکھوانے کے لئے اپنے اپنے شہر کو گئے۔ پس یوسف بھی گلیل کے شہر ناصرہ سے داؤد کے شہر بیت لحم کو گیا۔ جو یہودیہ میں ہے اس لئے کہ وہ داؤد کے گھرانہ اور اولاد سے تھا۔ تاکہ اس منگیتر کے ساتھ جو حاملہ تھی۔ نام لکھوائے، تو جب وہ وہاں تھے تو ایسا ہوا کہ اس کے جننے کا وقت آپہونچا، اور وہ پہلوٹا

بیٹا جنی اور اس کو لپیٹ کر چرنی میں رکھا، کیوں کہ ان کے واسطے سرائے میں جگہ نہ تھی۔

انجیل متی باب ۱ آیت ۱۸ سے قصہ شروع ہوتا ہے کہ مریم کی منگنی یوسف کے ساتھ ہو گئی تو ان کے اکٹھے ہونے سے پہلے وہ روح القدس کی قدرت سے حاملہ پائی گئی۔ پس اس کے شوہر یوسف نے جو راست باز تھا۔ اور اسے بدنام نہ کرنا چاہتا تھا۔ چپکے سے اس کو چھوڑ دینے کا ارادہ کیا۔ تو خدا کے فرشتہ نے اس کو خواب میں دکھائی دیکر کہا۔ اے یوسف اپنی بیوی مریم کو اپنے یہاں لانے سے نہ ڈر کیوں کہ جو اس کے پیٹ میں ہے، وہ روح القدس کی قدرت سے ہے۔ وہ بیٹا جنے گی۔ اور اس کا نام یسوع رکھنا پس یوسف نے نیند سے جاگ کر ویسا ہی کیا۔ جیسا کہ خداوند کے فرشتہ نے اسے حکم دیا تھا۔ اپنی بیوی کو اپنے یہاں لایا۔ اور اس کو نہ جانا جب وہ بیٹا جنی تو اس کا نام یسوع رکھا۔

فرشتوں کا بشارت دینا

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش پر اس علاقہ کے چرواہوں نے دیکھا کہ فرشتوں کی ایک جماعت خدا کی حمد اور حضرت عیسیٰ کی پیدائش کی خوشخبری سنانی جارہی ہے۔ چرواہے بیت لحم آئے۔ اور یوسف و مریم سے ملاقات کی اور بچہ کو چرنی میں پڑا پایا انہوں نے جو کچھ دیکھا تھا مریم کو بتلا دیا۔ اور دوسرے لوگوں کو بتلایا۔ کہ اس لڑکے سے متعلق ہم نے اس طرح کی بات سنی ہے۔ انجیل لوقا باب ۲ میں ہے۔ اسی علاقہ میں چرواہے تھے جو رات کو میدان میں رہ کر اپنے گلے کی نگہبانی کر رہے تھے اور خداوند کا فرشتہ ان کے پاس آکر کھڑا ہوا۔ اور خداوند کا جلال

جو ان کے گرد چمکا۔ وہ نہایت ڈر گئے۔ مگر فرشتوں نے ان سے کہا، کہ ڈرو نہیں کیوں کہ دیکھو میں تمہیں بڑی خوشی کی بشارت دیتا ہوں، جو ساری امت کے واسطے ہو گی۔ کہ آج داوٗد کے شہر میں تمہارے لئے ایک منجی پیدا ہوا یعنی مسیح خداوند اور اس کا تمہارے لئے یہ پتہ ہے کہ تم ایک بچہ کو کپڑے میں لپٹا اور چرنی میں پڑا ہوا پاوٗ گے۔ اور یکایک اس فرشتہ کے ساتھ آسمانی لشکر کا ایک گروہ خدا کی حمد کرتا اور یہ کہتا ہوا کہ عالم بالا پر خدا کی تمجید ہو اور زمین پر ان آدمیوں میں جن سے وہ راضی ہے صلح۔

جب فرشتے ان کے پاس سے آسمان پر چلے گئے تو ایسا ہوا کہ چرواہوں نے آپس میں کہا آوٗ بیت لحم تک چلیں اور یہ بات جو ہوئی ہے، اور جس کی خداوند نے ہمکو خبر دی ہے، دیکھیں، پس انہوں نے جلدی سے جا کر مریم اور یوسف کو دیکھا اور اس بچہ کو چرنی میں پڑا پایا۔ اور انہیں دیکھ کر وہ بات جو اس لڑکے کے حق میں ان سے کہی گئی تھی مشہور کی، اور سب سننے والوں نے ان باتوں پر جو چرواہوں نے ان سے کہی تعجب کیا۔

مگر انجیل متی میں ان سے مختلف قصہ نقل کیا گیا ہے، کہ پورب سے کچھ مجوسی آئے انہوں نے کہا کہ ہم نے ایک ستارہ دیکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودیوں کا کوئی بادشاہ پیدا ہوا ہے، ہم اس کو سجدہ کرنے آئے ہیں۔ وہ کہاں ہے، اس وقت بادشاہ ہیرودیس۔ تھا۔ ہیرودیس نے اپنے علماء اور فقہاء سے پوچھ کر بتلایا کہ وہ بیت لحم میں ہے۔ اس کی تحقیق کر کے تم لوگ مجھکو بھی بتلاوٗ، مجوسی بیت لحم گئے اور مریم سے ملاقات کی اور بچہ کو دیکھا اس کو سجدہ کیا اور کچھ ہدیہ پیش کیا۔ ان کو بذریعہ خواب ہدایت ہوئی کہ ہیرودیس کے پاس جا کے نہ بتلاوٗ۔ اس لئے وہ دوسرے

راستے سے اپنے وطن واپس چلے گئے۔ انجیل متی باب ۲

مجوسیوں کا مشرق سے مسیح کے پاس آنا

دیکھو کئی مجوسی پورب سے یروشلم میں یہ کہتے ہوئے آئے کہ یہودیوں کا بادشاہ جو پیدا ہوا ہے وہ کہاں ہے کیوں کہ پورب کا ستارہ دیکھ کر ہم اسے سجدہ کرنے آئے ہیں، یہ سنکر ہیرودیس بادشاہ اور اس کے ساتھ یروشلم کے سب لوگ گھبرا گئے۔ اور اس نے قوم کے سرداروں کاہنوں اور فقیہوں کو جمع کر کے پوچھا کہ مسیح کی پیدائش کہاں ہونی چاہیئے۔ انہوں نے کہا کہ یہودیہ کے بیت لحم میں کیوں کہ نبی کی معرفت یوں لکھا گیا ہے کہ اے بیت لحم یہوداہ کے علاقہ میں تو یہوداکے حاکموں میں ہرگز سب سے چھوٹا نہیں ہے کیوں کہ تجھ میں ایک سردار نکلے گا جو میری امت اسرائیل کی گلہ بانی کرے گا۔ اس پر ہیرودیس نے مجوسیوں کو چپکے سے بلاکر ان سے تحقیق کیا۔ کہ وہ ستارہ کس وقت دکھائی دیا تھا۔ اور یہ کہہ کر انھیں بیت لحم بھیجا۔ کہ جاکر اس بچہ کی بابت ٹھیک ٹھیک دریافت کرو۔ اور جب وہ ملے تو مجھے بھی خبر دو تاکہ میں بھی آکر اسے سجدہ کروں، وہ بادشاہ کی بات سنکر روانہ ہوئے۔ اور دیکھو جو ستارہ انہوں نے پورب میں دیکھا تھا۔ وہ ان کے آگے آگے چلا یہاں تک کہ اس جگہ کے اوپر جاکر ٹھہر گیا۔ جہاں وہ بچہ تھا۔ وہ ستارہ کو دیکھ کر نہایت خوش ہوئے اور اس گھر میں پہونچکر اس کی ماں مریم کے پاس دیکھا اور اس کے آگے گر کر سجدہ کیا۔ اور اپنے ڈبے کھول کر سونا اور لوبان اور مر اس کو نذر کیا۔ اور ہیرودیس کے پاس پھر نہ جانے کی ہدایت خواب میں پاکر دوسری راہ سے اپنے وطن کو روانہ ہوئے۔ انتہی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے سلسلہ میں آپ نے قرآن کریم میں

ذکر کردہ تفصیلات کا بھی مطالعہ کیا۔ اور انجیل میں درج تفصیلات سے بھی آگاہی حاصل کی۔

چوں کہ حضرت عیسیٰ ع کی ولادت صرف ماں کے ذریعہ ہوئی تھی، اور خدا کی طرف سے معجزانہ صورت میں یعنی باپ کے بغیر پیدائش کی بات حیرت و استعجاب کا سبب تھی۔ اس لئے انجیل میں استعجاب کو دور کرنے کے لئے۔ یوسف سے ان کی منگیتر ہونے کی بات بنائی گئی تاکہ عوامی سطح پر یہ پیدائش حیرت کا سبب نہ رہے البتہ اس صورت میں یہ واقعہ یوسف کے لئے بڑی پریشانی اور اضطراب کا سبب بنتا ہے اس لئے اس کو مطمئن کرنے کے لئے منامی بشارتوں کا سہارا لیا گیا۔

اور انجیل مقدم میں استعجاب دور کرنے کے لئے ایک دوسرا واقعہ نقل کیا ہے، فقیہ انّاس کو مریم کے حاملہ ہونے کا علم ہوا تو اس نے جاکر کاہن سے کہا کہ یوسف نے پوشیدہ اس سے تکمیل نکاح کیا۔ اور اس امر کا بنی اسرائیل میں اعلان نہیں کیا۔ کاہن نے بلاکر یہ بات پوچھی۔ یوسف نے کہا کہ میں اس سے پاک ہوں، کاہن نے کہا کہ میں تم دونوں کو لعنت کا پانی پلاؤں گا۔ تاکہ تمہارا گناہ تمہاری آنکھوں کے سامنے ظاہر ہو جائے۔ کاہن نے پانی پلاکر دونوں کو باری باری پہاڑ پر بھیج دیا، مگر وہ دونوں صحیح سلامت واپس آئے۔ اور کوئی گناہ ظاہر نہیں ہوا۔ تو لوگوں کو تعجب ہوا۔ اور کاہن نے کہا۔ جب خدا نے تمہارے گناہ ظاہر نہیں کئے، تو میں بھی تم کو سزا نہیں دیتا ہوں اور اس نے ان کو بری کر دیا۔ (انجیل مقدم باب ۱۵، ۱۶)

البتہ انجیل طفولیت باب اول میں لکھا ہے کہ ہم یوسف ربانی کی کتاب یعنی جو مسیح کے زمانے میں زندہ تھا پاتے ہیں کہ مسیح نے اس وقت

بھی کلام کیا تھا جب وہ مہد میں تھا۔ قرآن کریم میں اس حیرت واستعجاب کے ازالہ کے لئے پہلے تو حضرت مریم کا کردار اور ان کی پاکیزگی کا بیان ہے پھر پیدائش کے بعد لوگوں کی طرف سے حیرت واستعجاب کے اظہار پر ازالہ کی یہ صورت بیان کی گئی ہے۔ کہ لوگ پوچھیں گے تو تم اس نومولود کی طرف اشارہ کردینا۔ پھر نومولود کے بارے میں بتایا گیا کہ ان کو گویائی کی قوت دی گئی۔ اور انہوں نے معجزانہ طور پر جو صفائی دی اس سے سب لوگ مطمئن ہوگئے اور ظاہر ہے کہ قرآن کی ترتیب اور اس کا انداز بیان سب لوگوں کے لئے عقلی طور پر اطمینان بخش ہے۔

حضرت عیسیٰ ع کا ختنہ

جب آٹھ دن ہوئے اور اس کے ختنہ کا وقت آیا تو اس کا نام یسوع رکھا گیا، جو فرشتہ نے اس کے پیٹ میں پڑنے سے پہلے رکھا تھا۔ (انجیل لوقا باب ع۲)

جب حضرت مریم نفاس سے پاک ہوئیں تو موسوی شریعت کے مطابق کہ سب پہلوٹھے۔ خدا کے لئے مقدس ہوں، یعنی سوختنی قربانی کے لئے برہ ایک سال کا اور خطا کی قربانی کے لئے کبوتر کا بچہ یا قمری جماعت کے خیمہ کے دروازے پر کاہن کے پاس لائے اور وہ اسے خداوند کے سامنے گذارے، اگر برہ لانے کا مقدور نہ ہو۔ تو دو قمریاں یا دو کبوتر کا بچہ ایک سوختنی قربانی کے لئے اور ایک خطا کی قربانی کے لئے لائے۔ جس کی وجہ سے حضرت مریم نے بچہ کو یروشلم میں لاکر دونوں قربانیاں دیں۔ جب حضرت مریم بچہ کو ہیکل میں لائیں۔ تو شمعون نامی ایک شخص نے ان کو گود میں لے کر خدا کی حمد کی

(لوقا باب ع۲ آیت ع۲۲ تا ۳۹ میں پوری تفصیل موجود ہے)

حضرت عیسیٰؑ کا لڑکپن

اسی انجیل لوقا باب ۲ آیت ۴۱ تا ۵۲ میں ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کو ان کے ماں باپ ہر سال عید فسح کے موقعہ پر یروشلم میں لیجایا کرتے تھے، جب وہ بارہ سال کے ہوئے۔ عید کے دستور کے مطابق یروشلم گئے۔ اور ان دنوں کا کام پورا کر کے ان کے ماں باپ گھر واپس آنے لگے۔ تو یہ سمجھ کر کہ قافلہ میں حضرت عیسیٰؑ بھی موجود ہوں گے۔ ایک منزل آگے نکل گئے۔ تب معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰؑ قافلہ میں نہیں ہیں تو ان کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے یروشلم آئے تو دیکھا کہ حضرت عیسیٰؑ ہیکل میں استاذوں کے درمیان بیٹھے ہیں۔ اور ان سے سوال و جواب کر رہے ہیں۔ لوگ حضرت عیسیٰؑ کی باتوں کو سنکر دنگ تھے لوقا کی انجیل کے مطابق حضرت عیسیٰؑ کا بچپن اپنے وطن میں گذرا اور ان کی ماں ان کو لیکر کسی اور ملک میں نہیں گئیں، مگر متی کی انجیل میں اس کے بالکل برعکس قصہ نقل کیا ہے۔ جب مجوسی ہیرودیس کے پاس نہیں آئے تو اس کو بڑا غصہ آیا مجوسیوں کے ستارہ دیکھنے کے حساب سے بیت لحم اور ان کی ساری سرحدوں کے ان سب لڑکوں کو جو دو برس یا اس سے کم کے تھے۔ سب کو قتل کرا دیا۔ ادھر فرشتہ نے یوسف کو خواب میں دکھائی دے کر کہا کہ تم لوگ فوراً بھاگ کر مصر چلے جاؤ۔ اور جب تک میں تجھ سے نہ کہوں وہیں رہنا۔ کیوں کہ ہیرودیس اس بچہ کی تلاش میں ہے تا کہ اس کو قتل کر دے۔ وہ لوگ راتوں رات وہاں سے بھاگ کر مصر روانہ ہوئے اور مصر ہی میں مقیم رہے یہاں تک کہ ہیرودیس کا انتقال ہوا۔ جب وہ

مرگیا تو خداوند کا فرشتہ پھر یوسف کو خواب میں نظر آیا اور اس سے کہا کہ بچہ اور اس کی ماں کو لیکر اسرائیل کے ملک میں چلا جا۔ اس لئے کہ جو بچہ کو قتل کرنا چاہتا تھا وہ مرگیا ہے تو یوسف اور مریم بچہ کو لے کر اسرائیل کے ملک میں آئے۔ ہیرودیس کے مرنے کے بعد اس کا ملک اس کے تین بیٹوں میں تقسیم ہوگیا تھا۔ یہودیہ کا بادشاہ ارخلاؤس تھا۔ اس کے ملک میں جانے سے ڈرا اور خواب میں ہدایت پاکر گلیل کے علاقہ میں ناصرہ نامی شہر میں آکر قیام کیا۔ (دیکھو متی باب ۲، آیت ۱۳ تا ۲۳)

ان دونوں انجیل کے بیان میں کس قدر تفاوت و تناقض ہے۔ دونوں کا بیان صحیح ہو یہ ممکن نہیں۔ یہ ہے ان کی الہامی کتاب۔ بھلا الہامی کتاب میں اس طرح کا تناقض ہوتا ہے۔ اس وقت تو اس کو ایک تاریخی کتاب ہی کی حیثیت سے ذکر کیا جارہا ہے انجیل کی بابت ایک مستقل باب قائم کرکے اس کے جعلی و محرف ہونے پر گفتگو کی جائے گی۔

حضرت یحییٰ کی نبوت کا ظہور اور لوگوں کو اصطباغ دینا

یہودیوں میں بیعت لینے اور توبہ کرانے کا یہ طریقہ تھا۔ جس کو بیعت کرنا، توبہ کرانا ہے اس کو پانی میں غوطہ دیتے تھے۔ اور غسل کرنے کا حکم دیتے تھے۔

حضرت یحییٰ اونٹوں کے بال کا کپڑا پہنتے تھے اور چمڑا کا پٹکا باندھتے ٹڈی اور جنگلی شہد کھاکر زندگی بسر کرتے تھے، ریاضت و نفس کشی سے عجیب بے نفسی چہرہ سے ظاہر ہوتی تھی۔ انہوں نے اعلان کرنا شروع کیا لوگو۔ ا۔ آسمان کی بادشاہت نزدیک آگئی ہے۔ ان کی آواز

میں ایک خاص اثر تھا۔ ہر طرف سے یہودی مرد اور عورتیں جوق در جوق آتے۔ اور حضرت یحییٰ کے ہاتھ پر بیعت ہوتے، توبہ کرتے اور اصطباغ و بپتسمہ لیتے۔ ان سے پوچھا گیا ہے کہ آپ مسیح ہیں، یا ایلیاہ ہیں یا وہ نبی ہیں۔ تو انہوں نے کہا نہ میں مسیح ہوں، نہ ایلیاہ ہوں نہ وہ نبی ہوں۔ بلکہ انہوں نے کہا کہ میں یسعیاہ نبی نے کہا ہے، بیابان میں پکارنے والے کی آواز ہوں، کہ تم خدا کی راہ کو سیدھا کرو۔

انجیل یوحنا باب ۱ آیت ۱۹، جب یہودیوں نے یروشلم سے کاہن و لیوی یہ پوچھنے کے لئے اس کے پاس بھیجے کہ تو کون ہے، تو اس نے اقرار کیا اور انکار نہ کیا۔ بلکہ اقرار کیا کہ میں تو مسیح نہیں ہوں، انہوں نے اس سے پوچھا۔ پھر کون ہے، کیا ایلیاہ ہے۔ اس نے کہا۔ میں نہیں ہوں۔ کیا وہ نبی ہے۔ اس نے جواب دیا۔ کہ نہیں۔ پس انہوں نے اس سے کہا۔ پھر تو کون ہے، تاکہ اپنے بھیجنے والوں کو جواب دیں۔ تو اپنے حق میں کیا کہتا ہے، اس نے کہا، میں جیسا یسعیاہ نبی نے کہا ہے، بیابان میں ایک پکارنے والے کی آواز ہوں کہ تم خداوند کی راہ سیدھا کرو فریسیوں کی طرف سے جو بھیجے گئے تھے انہوں نے اس سے سوال کیا کہ اگر تو مسیح نہیں ہے۔ نہ ایلیاہ، نہ وہ نبی، تو بپتسمہ کیوں دیتا ہے۔ یوحنا نے جواب دیا، میں پانی سے بپتسمہ دیتا ہوں، تمہارے درمیان ایک شخص کھڑا ہے، جسے تم نہیں جانتے، یعنی میرے بعد کا آنیوالا جس کی جوتی کا تسمہ میں کھولنے کے لائق نہیں، اور دوسری انجیلوں میں کاہنوں کا یوحنا سے سوال کرنا مذکور نہیں ہے۔ بلکہ انجیل متی و مرقس میں اس قسم کی کوئی بات منقول نہیں ہے، البتہ انجیل لوقا میں ہے، جب لوگ منتظر

تھے اور سب اپنے دل میں یوحنا کی بابت سوچتے تھے، کہ آیا وہ مسیح ہے یا نہیں۔ تو یوحنا نے ان سب سے جواب میں کہا، کہ میں تو تمہیں پانی سے بپتسمہ دیتا ہوں، مگر جو مجھ سے زور آور ہے۔ وہ آنے والا ہے میں اسکی جوتی کا تسمہ کھولنے کے لائق نہیں۔ وہ تمہیں روح القدس اور آگ سے بپتسمہ دے گا۔

اور انجیل مرقس میں ان لوگوں کے سوچنے کا بھی ذکر نہیں ہے۔ ایسی ہے۔ اور یہ منادی کرتا تھا۔ کہ میرے بعد وہ شخص آنیوالا ہے، جو مجھ سے زور آور ہے، میں اس لائق نہیں ہوں کہ جھک کر ان کی جوتیوں کا تسمہ کھولوں، میں نے تمہیں پانی سے بپتسمہ دیا، مگر وہ تمہیں روح القدس سے بپتسمہ دے گا۔

انجیل متی میں ہے کہ فریسیوں اور صدوقیوں کو بپتسمہ کے لئے اپنے پاس آتے دیکھا۔ تو ان سے کہا کہ اے سانپ کے بچو، تمہیں کس نے بتا دیا کہ آنے والے غضب سے بھاگو۔ پس توبہ کے موافق پھل پاؤ۔ اپنے دلوں میں یہ کہنے کا خیال نہ کرو۔ کہ ابراہیم ہمارا باپ ہے، کیوں کہ میں تم سے کہتا ہوں۔ خدا ان پتھروں سے ابراہیم کے لئے اولاد پیدا کر سکتا ہے۔ اب درختوں کی جڑ پر کلہاڑا رکھا ہوا ہے۔ پس جو درخت اچھا پھل نہیں لاتا۔ وہ کاٹا اور آگ میں ڈالا جائے گا۔ میں تمہیں توبہ کے لئے پانی سے بپتسمہ دیتا ہوں، لیکن جو میرے بعد آتا ہے وہ مجھ سے زور آور ہے۔ میں اس کی جوتیاں اٹھانے کے لائق نہیں، وہ تمہیں روح القدس اور آگ سے بپتسمہ دے گا۔

انجیل لوقا میں سانپ کے بچوں والی بات نقل کیا، بپتسمہ والی

بات ان لوگوں کے خیال معلوم کرنے کے بعد کہی۔

حضرت عیسیٰ کا یوحنا سے اصطباغ لینا

حضرت یحییٰ جب لوگوں کو بپتسمہ دیتے تھے تو ان دنوں حضرت عیسیٰ بھی ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ مجھکو بھی اصطباغ دیجئے، ابتداءً حضرت یحییٰ ؑ نے انکار کیا، پھر ان کو بپتسمہ دیا۔ جب دریا سے نہا کر اوپر آئے، تو ان پر کبوتر کی شکل میں روح القدس کا نزول ہوا اور آسمان سے آواز آئی کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے اور میں اس سے خوش ہوں، حضرت یحییٰ سے اصطباغ لینے کا واقعہ صرف انجیل متی و لوقا و مرقس میں مذکور ہے مگر انجیل یوحنا اصطباغ کے واقعہ کو نقل نہیں کرتا ہے، شاید اس میں حضرت عیسیٰ ؑ کی توہین محسوس کرتا ہے، انجیل یوحنا میں صرف یوحنا کی شہادت و گواہی کا تذکرہ ہے۔

انجیل متی باب ع۳ ۱۳۔ میں اس وقت یسوع گلیل سے یردن کے کنارے یوحنا کے پاس بپتسمہ لینے آیا، مگر یوحنا اسے یہ کہہ کر منع کرنے لگا کہ میں اب تجھ سے بپتسمہ لینے کا محتاج ہوں اور تو میرے پاس آیا ہے یسوع نے جواب میں اس سے کہا کہ اب تو ہونے ہی دے۔ کیوں کہ ہمیں اسی طرح ساری راست بازی پوری کرنی مناسب ہے، اس پر ہونے دیا اور یسوع بپتسمہ لے کر فی الفور پانی کے پاس سے اوپر آگیا۔ اور دیکھو اس کے لئے آسمان کا دروازہ کھل گیا۔ اور اس نے خدا کی روح کو کبوتر کے مانند اترتے دیکھا، اور اپنے اوپر آتے دیکھا، اور دیکھو۔

آسمان سے آواز آئی کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے جس سے میں خوش ہوں۔

انجیل مرقس اور لوقا دونوں میں قریب قریب اسی طرح ہے، دونوں میں اتنا فرق ہے کہ مرقس و لوقا کی انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کو خطاب کیا کہ یہ میرا بیٹا ہے۔ اور انجیل یوحنا میں حضرت عیسیٰ کہتے ہیں کہ میں نے روح کو کبوتر کی طرح آسمان سے اُترتے دیکھا ہے۔ یہ اختلاف وحی و الہام میں نہیں ہو سکتا۔

حضرت عیسیٰ کا جنگل میں چالیس روز تک ریاضت کرنا۔

حضرت یحییٰ سے بپتسمہ لینے کے بعد فوراً چالیس روز جنگل میں جا کر ریاضت میں مشغول ہو گئے اسی دوران شیطان نے فتنہ میں مبتلا کرنا چاہا مگر آپ اس پر غالب رہے۔ انجیل متی کا بیان روح اسی وقت جنگل لے گیا۔ تاکہ ابلیس سے آزمایا جائے۔ چالیس دن اور چالیس رات فاقہ کرتے رہے۔ آخر میں ان کو بھوک لگی۔ اور آزمانے والے نے پاس آکر اس سے کہا کہ اگر تو خدا کا بیٹا ہے۔ تو فرما یہ پتھر روٹیاں بن جائیں۔ اس نے جواب میں کہا کہ، لکھا ہے کہ آدمی صرف روٹی ہی سے جیتا نہ رہے گا۔ بلکہ ہر بات سے جو خدا کے منہ سے نکلتی ہے۔ تب ابلیس اسے مقدس شہر میں لے گیا اور ہیکل کے کنگرے پر کھڑا کر کے اس سے کہا کہ اگر تو خدا کا بیٹا ہے تو اپنے تئیں نیچے گرا دے، کیوں کہ لکھا ہے کہ وہ تیری بابت فرشتوں کو حکم دے گا۔ اور وہ تجھے ہاتھوں پر اٹھا لیں گے۔ ایسا نہ ہو کہ تیرے پاؤں کو پتھر کی ٹھیس لگے۔ یسوع نے کہا، یہ بھی لکھا ہے کہ تو خداوند اپنے خدا کی آزمائش نہ کر۔ پھر ابلیس اسے بہت اونچے پہاڑ پر لے گیا اور

دنیا کی ساری بادشاہتیں اوران کی شان وشوکت اسے دکھائی، اور
اس سے کہا کہ اگر تو مجھے جھک کر سجدہ کرے تو یہ سب کچھ تجھے دیدوں گا
یسوع نے اس سے کہا، اے شیطان دور ہو۔ کیوں کہ لکھا ہے کہ تو
خداوند اپنے خدا کو سجدہ کر۔ اور صرف اس کی عبادت کر تب ابلیس
اس کے پاس سے چلا گیا۔ اور دیکھو فرشتے آکر ان کی خدمت کرنے لگے
باب ع۴ انجیل مرقس باب ع۱ آیت ع۱۲ میں اس واقعہ کو بہت ہی
اختصار سے ذکر کیا ہے۔ اور انجیل لوقا باب ع۴ میں اس کو انجیل متی
کی طرح تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ مگر اس میں ہے کہ ابلیس تمام آزمائش
کر چکا تو کچھ عرصہ کے لئے اس سے جدا ہوا۔

مگر انجیل یوحنا میں یوحنا سے اصطباغ پانے کو اور شیطان سے
آزمائے جانے کو، دونوں کو حذف کر دیا، اس لئے کہ اس میں تو صاف
مسیح کو انسان بنانا پڑتا ہے۔ جس کی وجہ سے اس کا ذکر ہی اڑا دیا۔

حضرت عیسیٰ کی نبوت کا ظہور اور ان کا لوگوں کو دعوت دینا۔

انجیل متی و لوقا و مرقس میں ہے کہ چالیس دن کی ریاضت کے بعد
مسیح واپس آئے اور جلیل شہر کو گئے اور وہاں پر انہوں نے دعوت و
تبلیغ کا کام انجام دینا شروع کیا۔ انجیل لوقا باب ع۴ آیت ع۱۴ میں ہے
پھر یسوع قوت سے بھرا ہوا گلیل کو لوٹا۔ اور گرد و نواح میں اس کی
شہرت پھیل گئی۔ اور وہ ان کے عبادت خانوں میں تعلیم دیتا رہا۔ اور
سب اس کی بڑائی کرتے رہے، انجیل مرقس باب ع۱ آیت ع۱۴ میں پھر
یوحنا کے پکڑوائے جانے کے بعد یسوع نے گلیل میں خدا کی خوشخبری کی

منادی کی اور کہا کہ وقت پورا ہو گیا ہے۔ اور خدا کی بادشاہت نزدیک آگئی ہے۔ توبہ کرو۔ اور خوشخبری (انجیل) کو جانو۔ انجیل متی باب ۴ آیت ۱۲ میں ہے۔ اور جب اس نے سنا کہ یوحنا پکڑوا دیا گیا ہے، تو گلیل کو روانہ ہوا۔ اور ناصرہ کو چھوڑ کر کفرنحوم میں جا بسا جھیل کے کنارے جوزبولون اور نفتالی کی سرحد پر ہے۔ اس وقت سے یسوع نے منادی کرنی اور یہ کہنا شروع کیا۔ توبہ کرو۔ کیوں کہ آسمان کی بادشاہت نزدیک آگئی ہے۔

مگر انجیل یوحنا سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح نے چالیس دن جنگل میں جاکر ریاضت نہیں کی بلکہ حضرت یحییٰ نے حضرت عیسیٰ پر روح کو کبوتر کی شکل میں اترتے دیکھا۔ اس کے تیسرے دن گلیل کو چلے گئے۔ یوحنا نے پہلے دن گواہی دی۔ پھر دوسرے دن گواہی دی کہ یہ خدا کا برہ ہے۔ تو یوحنا کی بات سنکر ان کے دو شاگرد ایک بے نام کا یعنی خود انجیل کا مصنف یوحنا دوسرا اندریاس مسیح کے ساتھ ہو لئے۔ دوسرے دن یسوع نے گلیل میں جانا چاہا۔ اور فلپس سے مل کر کہا، میرے پیچھے ہو لے۔

(انجیل یوحنا باب ۱ آیت ۳۵ تا ۴۴)

پھر انجیل متی سے معلوم ہوتا ہے کہ یسوع ناصرہ میں گئے۔ اس کے بعد کفرنحوم میں جا بسے، اور دیگر انجیلوں سے صرف گلیل میں جانا ثابت ہوتا ہے۔

حضرت مسیح کی نبوت کا زمانہ

انجیل متی و مرقس و لوقا سے مسیح کی مدت نبوت تین ماہ کے قریب ثابت ہوتی ہے اس لئے کہ حضرت یحییٰ کا اصطباغ دینے کا اعلان قیصر روم طبریوس کی حکومت کے پندرہویں سال میں ثابت ہے۔ اور اس وقت

حناہ اور کائفا سردارِ کاہن تھے۔ (انجیل لوقا باب ۳)

اور حضرت عیسیٰ نے حضرت یحییٰ سے بپتسمہ اس دوران میں لیا۔ اس وقت ان کی عمر تیس سال کی تھی، اور مسیح کی پیدائش ۲۵ر دسمبر کو ہے اس لئے اس لحاظ سے اصطباغ کا زمانہ بھی قریب قریب انہی تاریخوں میں ہوگا۔ اصطباغ لینے کے بعد پہلی عید مارچ میں ہے، اور ان تینوں انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ اس پہلی عید کو مسیح یروشلم میں گئے تھے، اور اسی موقع پر صلیب دیئے گئے اگر اس میں سے جنگل میں ریاضت کی مدت جو چالیس روز ہے اس کو نکال دیا جائے، تو یہ مدت اور کم ہو جاتی ہے۔ یعنی کل ڈیڑھ پونے دو ماہ، برخلاف انجیل یوحنا کے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ مسیح کی تعلیم کا زمانہ سوا تین سال کے قریب ہے، اسلئے کہ اس انجیل میں تین یا چار مرتبہ عید کے موقع پر یروشلم جانا بیان کیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ اس کو الہام و وحی سے نہیں لکھا گیا ہے۔ بلکہ جس کو جس طرح یاد تھا۔ یا جیسا دل میں آیا ویسا لکھ دیا۔

حضرت مسیح پر سب سے پہلے ایمان لانے والے

جنگل سے نکلنے کے بعد گلیل پہونچے وہاں پر آپنے منادی کی اور کہنا شروع کیا کہ توبہ کرو، کیوں کہ آسمانی بادشاہت قریب آچکی ہے۔ یسوع تمام گلیل میں پھرتا رہا، اور ان کے عبادت خانوں میں تعلیم دیتا رہا اور بادشاہت کی خوشخبری کی منادی کرتا رہا اور لوگوں کی ہر طرح کی بیماری، اور ہر طرح کی کمزوری دور کرتا رہا۔ اور اس کی شہرت تمام سوریہ میں پھیل گئی اور لوگ سب بیماروں کو جو طرح طرح کی بیماریوں اور تکلیفوں

ہیں گرفتار تھے اور انھیں جن میں بدروحیں تھیں، اور مرگی والوں اور مفلوجوں کو اس کے پاس لائے۔ اس نے انہیں اچھا کیا، گلیل اور دکپلس اور یروشلم اور یہودیہ اور یردن پار سے بڑی بھیڑ اس کے پیچھے ہولی۔

(انجیل متی باب ۴ ۲۴-۲۵)

گلیل کی جھیل کے کنارے حضرت عیسیٰ کھڑے تھے اور بھیڑ اس پر گری پڑتی تھی، اور خدا کا کلام سنتی تھی، حضرت عیسیٰ نے جھیل کے کنارے دو کشتیاں لگی دیکھیں، اور مچھلی پکڑنے والے اُتر کر جال دھور ہے تھے حضرت عیسیٰ نے شمعون کی کشتی پر بیٹھ کر شمعون سے کہا کہ کنارے سے ذرا ہٹا لے چل اور بیٹھکر لوگوں کو کشتی پر سے تعلیم دینے لگا۔ جب کلام ختم ہوا تو شمعون سے کہا گہرے میں لے چل۔ اور تم شکار کے لئے اپنا جال ڈالو شمعون نے جواب میں کہا۔ اے صاحب، ہم نے رات بھر محنت کی اور کچھ ہاتھ نہ آیا۔ مگر تیرے کہنے سے جال ڈالتا ہوں انھوں نے جال ڈالا، اور مچھلیوں کا بڑا غول گھیر لائے اور ان کے جال پھٹنے لگے۔ انھوں نے اپنے ساتھیوں کو جو دوسری کشتی میں تھے، اشارہ کیا کہ آؤ، ہماری مدد کرو، پس انھوں نے آکر دونوں کشتیاں یہاں تک بھر دیں کہ ڈوبنے لگیں۔ شمعون یہ دیکھ کر یسوع کے پاؤں پر گرا اور کہا۔ اے خداوند میرے پاس سے جا۔ اس لئے کہ میں گنہگار آدمی ہوں، کیوں کہ مچھلیوں کے اس شکار سے وہ اور اس کے سب ساتھی حیران ہوئے اسی طرح زبدی کے دونوں بیٹے یوحنا و یعقوب جو شمعون کے شریک تھے حیران ہوئے یسوع نے شمعون سے کہا خوف نہ کر اب سے تو آدمیوں کا شکار کیا کریگا۔ وہ کشتیوں کو کنارے پر لائے اور سب کچھ چھوڑ کر اس کے پیچھے ہو لئے۔ (لوقا باب ۵)

اور انجیل مرقس و متی میں اس واقعہ کو دوسرے انداز سے ذکر کیا ہے۔ جس میں کثرت سے مچھلیوں کے پکڑے جانے کا معجزہ مذکور نہیں۔ گلیل کی جھیل کے کنارے دو بھائیوں کو یعنی شمعون جو پطرس کہلاتا ہے اور اس کے بھائی اندریاس کو جھیل میں جال ڈالتے دیکھا۔ کیوں کہ وہ ماہی گیر تھے، ان سے کہا کہ میرے پیچھے چلے آؤ۔ میں تم کو آدم گیر بناؤں گا۔ وہ فوراً جال چھوڑ کر ان کے پیچھے ہو لئے، اور وہاں سے آگے بڑھ کر اس نے اور دو بھائیوں کو دیکھا، یعقوب اور یوحنا جو دونوں زبدی کے بیٹے تھے جو اپنے باپ کے ساتھ کشتی میں اپنے جالوں کی مرمت کر رہے تھے۔ ان کو بلایا، وہ فوراً کشتی اور اپنے باپ کو چھوڑ کر اس کے پیچھے ہو لئے۔

(انجیل متی باب نمبر۴ و مرقس باب نمبر۱)

اور انجیل یوحنا میں مچھلی کے واقعہ کو یا جال کی مرمت کرنے کی بات اس میں کسی کا ذکر نہیں ہے، بلکہ گلیل کی جھیل کا بھی ذکر نہیں ہے۔ بلکہ حضرت یحییٰ نے جب دوسرے دن بھی گواہی دی، کہ یہ خدا کا برہ ہے۔ تو اس کے دو شاگرد جس میں ایک بے نام کا یعنی انجیل یوحنا کا مصنف دوسرا اندریاس حضرت مسیح کے ساتھ ہو لئے، اور اندریاس اپنے بھائی شمعون کو یسوع کے پاس لایا۔ تو یسوع نے اس پو نگاہ کر کے کہنا۔ تو یوحنا کا بیٹا شمعون ہے تو کیفا۔ یعنی پطرس کہلائے گا۔ (باب نمبر۱ آیت ۳۵ تا ۴۲)

حضرت عیسیٰ کا بارہ ۱۲ شاگردوں کو منتخب کرنا

حضرت عیسیٰ مختلف شہروں اور گاؤں میں اور عبادت خانوں میں جا جا کر تبلیغ و تعلیم دیتے اور اپنے معجزات سے طرح طرح کی بیماریوں کو دور کرتے، اور لوگوں کو شفا ہوتی، جس کی وجہ سے حضرت عیسیٰ کے پاس ایک بھیڑ لگی رہتی۔ اس بھیڑ کو دیکھ کر حضرت عیسیٰ کو بہت ترس آیا۔ کہ یہ ان بھیڑوں کے مانند ہیں جن کا کوئی چرواہا نہ ہو، حضرت عیسیٰ نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ فصل تو بہت ہے۔ لیکن مزدور تھوڑے ہیں۔ پس فصل کے مالک کی منت کرو کہ وہ اپنی فصل کاٹنے کے لئے مزدور بھیج دے۔ پھر پہاڑ پر چلے گئے اور خدا سے برابر رات بھر دعا مانگتے رہے جب دن ہوا تو اپنے شاگردوں کو اوپر بلایا اور ان میں سے بارہ افراد کو منتخب فرمایا۔ تاکہ وہ مسیح کی تعلیم پھیلائیں۔ اور اس کی منادی کریں۔ اور ان کو ناپاک روحوں پر اختیار بخشا کہ ان کو نکالیں، اور ہر طرح کی کمزوری کو دور کریں، اور انکو بہت ساری باتوں کی تلقین کی۔ اور نصیحت کی، اور ان کو روانہ کرتے وقت کہا کہ غیر قوموں کی طرف نہ جانا، اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا بلکہ اسرائیل کے گھرانوں کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا اور چلتے چلتے یہ منادی کرنا کہ آسمان کی بادشاہت نزدیک آگئی ہے، بیماروں کو اچھا کرنا، مردوں کو جلانا، کوڑھیوں کو پاک وصاف کرنا تم نے مفت پایا ہے، مفت دینا۔ دیکھو میں تمہیں بھیجتا ہوں، گویا بھیڑوں کو بھیڑیوں کے بیچ میں، پس سانپوں کے مانند ہوشیار اور

کبوتروں کے مانند بھولے بنو مگر آدمیوں سے خبردار رہو کیوں کہ وہ تمہیں عدالتوں کے حوالہ کریں گے۔ اور اپنے عبادت خانوں میں تمہیں کوڑے ماریں گے۔ یاد رکھو شاگرد اپنے استاد سے بڑا نہیں ہوتا ہے۔ اور نوکر اپنے مالک سے، شاگرد کے لئے یہ کافی ہے کہ اپنے استاذ کے مانند ہے۔ اور نوکر کے لئے یہ کہ اپنے مالک کے مانند جب انھوں نے گھر کے مالک کو بعلزبول کہا تو اس کے گھرانے کے لوگوں کو کیوں نہ کہیں گے۔ پس ان سے ڈرو، کیوں کہ کوئی چیز ڈھکی نہیں ہے جو کھولی نہ جائیگی۔ اور نہ کوئی چیز چھپی ہے جو جانی نہ جائے گی۔ جو کچھ میں اندھیرے میں کہتا ہوں، اُجالے میں کہو۔ جو کچھ تم کان میں سنتے ہو، کوٹھوں پر اس کی منادی کرو، جو بدن کو قتل کرتے ہیں۔ اور روح کو قتل نہیں کر سکتے ہیں۔ ان سے نہ ڈرو۔ بلکہ اس سے ڈرو جو روح وبدن دونوں کو ہلاک کرسکتا ہے، پس جو کوئی آدمیوں کے سامنے میرا اقرار کرے گا۔ میں بھی اپنے باپ کے سامنے جو آسمان پر ہے اقرار کروں گا۔ مگر جو کوئی آدمیوں کے سامنے میرا انکار کرے گا۔ میں بھی اپنے باپ کے سامنے جو آسمان پر ہے اس کا انکار کروں گا۔

(انجیل لوقا باب ۶۔ ومرقس باب ۳ وانجیل متی باب ۱۰)

بارہ حواریوں کے نام

(۱) شمعون جو پطرس کہلاتا ہے۔ (۲) اس کا بھائی اندریاس (۳) یعقوب (۴) ویوحنا جو دونوں زبدی کے بیٹے ہیں۔ (۵) فلپس (۶) برتلمائی (۷) لوقا (۸) متی محصول لینے والا (۹) یعقوب حلفئ کا بیٹا (۱۰) تدی، (۱۱) شمعون قنانی (۱۲) یہوداہ اسکریوتی جس نے اسے پکڑوایا۔

انجیل متی باب ۱۰ انجیل مرقس میں یہی نام ہے، باب ۳، انجیل لوقا میں

ندی کی جگہ یہوداہ یعقوب کا بیٹا ہے باب ۶، مستر دا انجیل برنابا میں بھی
بارہ نام ہیں مگر توما کی جگہ پر خود برنابا کا نام ہے۔

ستر شاگردوں کا انتخاب

تبلیغ کی ضرورت کے لئے حضرت عیسیٰ نے اس کے بعد پھر ستر آدمیوں
کا انتخاب کیا۔ اور ان کو تبلیغ کے لئے روانہ کیا۔ اور ان لوگوں نے اپنا
اپنا کام کر کے حضرت عیسیٰ کو اس کی رپورٹ دی، اس پر حضرت عیسیٰ بہت
خوش ہوئے۔

ان باتوں کے بعد خداوند نے ستر آدمی اور مقرر کئے اور جس
جس شہر اور جگہ کو خود جانیوالے تھے وہاں انھیں دو دو کر کے اپنے آگے
بھیجا، لوقا باب ۱۰۔ وہ ستر خوش ہو کر پھر آئے اور کہنے لگے۔ اے
خداوند تیرے نام سے بدروحیں بھی ہمارے تابع ہیں۔ اس نے ان سے کہا
میں شیطان کو بجلی کی طرح آسمان سے گرا ہوا دیکھ رہا تھا، دیکھو میں نے
تم کو اختیار دیا۔ کہ سانپوں اور بچھوؤں کو کچلو۔ اور دشمن کی ساری قدرت
پر غالب آؤ۔ اور تم کو ہرگز کسی چیز سے ضرر نہ پہونچے گا۔ تو بھی اس سے
خوش نہ ہو کہ روحیں تمہارے تابع ہیں۔ بلکہ اس سے خوش ہو کہ تمہارے
نام آسمان پر لکھے ہوئے ہیں۔ (لوقا باب ۱۰)

حضرت عیسیٰؑ کے معجزات

انبیاء کرام اپنے پیغام کی صداقت
اور حقانیت کو دلائل و براہین کے
ذریعہ ثابت کرتے ہیں۔ مگر عام طور پر انبیاء کرام کے ہاتھوں ان براہین
و دلائل کے ساتھ من جانب اللہ ان کی صداقت کی تائید میں عام قانون

قدرت سے جدا بغیر اسباب و وسائل کے ان کے ہاتھوں امور عجیبہ کا مظاہرہ بھی اس طرح ہوا ہے کہ عوام کیا خواص سب اس کے مقابلہ سے عاجز و درماندہ ہوتے ہیں۔ یہ طریقہ انسان کی عقل و فکر کو ایسا متأثر کرتا ہے کہ اسکا وجدان اس کو یہ تسلیم کرنے پر مجبور کرتا ہے، کہ یہ عمل اس کا اپنا عمل نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ خدا کی قوت کام کر رہی ہے اور وہ اس کی صداقت کا خدائی نشان ہے اسی کو معجزہ کہا جاتا ہے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بہت سے معجزات کا ظہور و صدور ہوا کتنے کوڑھیوں، اندھوں کو خدا کے حکم سے شفا بخشی، اور مُردہ کو زندہ کیا پانی پر چلے، دو روٹی میں پانچ ہزار آدمیوں کو کھانا کھلایا۔

اندھے کو بینا بنادینا

اور وہ یریحو میں آئے اور جب وہ اور اس کے شاگرد اور ایک بڑی بھیڑ یریحو سے نکلتی تھی، تو تمائی کا بیٹا برتمائی ایک اندھا فقیر راہ کے کنارے بیٹھا ہوا تھا۔ یہ سُنکر کہ یہ یسوع ناصری ہے چلا چلا کر کہنے لگا کہ اے ابن داؤدؑ اے یسوع مجھ پر رحم کر اور بہتوں نے اسے ڈانٹا کہ چُپ رہ مگر وہ اور بھی زیادہ چلایا۔ کہ اے ابن داؤدؑ مجھ پر رحم کر یسوع نے کھڑے ہو کر کہا اسے بلاؤ۔ پس انھوں نے اس اندھے کو یہ کہکر بلایا کہ خاطر جمع رکھ، اٹھ وہ تجھے بلاتا ہے۔ وہ اپنا کپڑا پھینک کر اُچھل پڑا۔ اور یسوع کے پاس آیا۔ یسوع نے اس سے کہا تو کیا چاہتا ہے کہ میں تیرے لئے کروں، اندھے نے اس سے کہا اے میرے استاذ۔ یہ کہ میں بینا ہو جاؤں، یسوع نے اس سے کہا جا تیرے ایمان نے تجھے اچھا کر دیا وہ فی الفور بینا ہو گیا (مرقس باب ۱۰) اسی سے ملتا جلتا مضمون متی باب ۲۰ اور لوقا باب ۱۸ میں ہے

کوڑھیوں کو شفا دینا

جب وہ پہاڑ سے اترا تو بہت سی بھیڑ اس کے پاس ہو ئی اور دیکھو ایک کوڑھی نے اس کے پاس آکر اسے سجدہ کیا۔ اور کہا اے خداوند اگر تو چاہے تو مجھے پاک صاف کر سکتا ہے اس نے ہاتھ بڑھاکر اسے چھوا اور کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ تو پاک صاف ہو جا وہ فوراً کوڑھ سے پاک صاف ہو گیا۔ (متی باب ع۸، لوقا باب ع۵، مرقس باب ع۱)

مُردہ کو زندہ کرنا

لعزر نام کا ایک شخص جو مریم اور مرتھا کا بھائی تھا، اسے قبر میں دفن کیے چار دن ہوئے تھے یسوع نے کہا، پتھر اٹھاؤ، اس مرے شخص کی بہن مرتھا نے اس سے کہا۔ اے خداوند اس میں تو اب بو آتی ہے، کیوں کہ اسے مرے ہوئے چار دن ہو گئے۔ یسوع نے اس سے کہا۔ کہ میں نے تجھ سے کہا نہ تھا کہ اگر تو ایمان لائے گی تو خدا کا جلال دیکھے گی۔ پس انھوں نے اس پتھر کو اٹھایا تو پھر یسوع نے آنکھیں اٹھا کر کہا، اے باپ میں تیرا شکر کرتا ہوں کہ تو نے میری سن لی۔ اور مجھے معلوم تھا کہ تو ہمیشہ میری سنتا ہے، مگر ان لوگوں کے باعث جو آس پاس کھڑے ہیں۔ میں نے یہ کہا۔ تاکہ وہ ایمان لائیں کہ تو نے ہی مجھے بھیجا ہے۔ اور یہ کہہ کر بلند آواز سے پکارا، اے لعزر نکل آ۔ جو مر گیا تھا۔ وہ کفن سے ہاتھ باندھے ہوئے نکل آیا۔ اس کا چہرہ رومال سے لپٹا ہوا تھا۔ (انجیل یوحنا باب ع۱۱ انجیل لوقا باب ع۷ میں ایک اور واقعہ مردہ کو زندہ کرنے کا نقل کیا جسمیں لوگ مردہ کا جنازہ لئے جا رہے تھے، اس نے پاس آکر جنازہ کو چھوا۔ اور اٹھانے والے

کھڑے ہو گئے، اور اس نے کہا اے جوان میں تجھ سے کہتا ہوں، اُٹھ وہ مُردہ اُٹھ بیٹھا اور بولنے لگا۔ اور اس نے اس کی ماں کو سونپ دیا اور سب پر دہشت چھا گئی۔ اور وہ خدا کی بڑائی کر کے کہنے لگے۔ کہ ایک بڑا نبی ہم میں اُٹھا ہے اور یہ کہ خدا نے اپنی امت پر توجہ کی۔

مٹی سے پرند کی شکل بنا کر اس میں حضرت عیسیٰ کا پھونک مار دینا جس سے وہ زندہ پرند بن جانا۔ اس معجزہ کا انجیلوں میں کہیں ذکر نہیں کیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک معجزہ تھا۔ اسی طرح ایک اور معجزہ کہ حضرت عیسیٰ لوگوں کو بتلا دیا کرتے تھے کہ تم کیا کھا کر آئے ہو اور گھر میں کیا ذخیرہ کر رکھا ہے۔

أَنِّي قَدْ جِئْتُكُم بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ أَنِّي أَخْلُقُ لَكُم مِّنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَأَنفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ وَأُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَأُحْيِي الْمَوْتَىٰ بِإِذْنِ اللَّهِ وَأُنَبِّئُكُم بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ فِي بُيُوتِكُمْ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ (ال عمران ۴۹)

البتہ انجیل طفولیت میں حضرت عیسیٰ کے بچپن کے قصہ میں پرندہ کی شکل بنا کر اُڑانے کا تذکرہ ہے۔ باب سی وششم میں ہے، جب کہ مسیح سات برس کا ہوا تھا ایک روز جبکہ وہ اپنے ہم عمر لڑکوں کے ساتھ تھے، جو کہ کھیلتے ہوئے مختلف شکلیں مٹی کی بنا رہے تھے، گدھوں کی، بیلوں کی چڑیوں کی دوسرے جانوروں کی، اور ہر ایک اپنی صنعت کی تعریف کرتا ہوا کوشش کرتا تھا کہ اس کو دوسروں کی صنعت سے بڑھا دے، تب سردار یسوع نے لڑکوں سے کہا، میں اپنی

تصویروں کو جو بنائی ہیں حکم دوں گا کہ چلو، اسی وقت سردار یسوع نے حکم دیا کہ چلیں فوراً وہ اچھلنے لگیں۔ اور جب ان کو حکم دیا کہ واپس آجاؤ تو واپس آگئیں اور اس سے کچھ تصویریں پرندوں اور چڑیوں کی بھی بنائی تھی۔ جنکو وہ جس وقت حکم دیتا تھا کہ اڑو۔ تو اڑتی تھیں، اور جب کہتا کہ ٹھہرو تو ٹھہر جاتی تھیں۔ اور جب ان کو کھانے پینے کو دیتا تھا تو وہ کھاتی تھیں۔ اور پیتی تھیں۔

اللّٰھم وفقنا لما تحب وترضیٰ

بابت سنہ ۱۴۱۷ھ

محاضرۂ علمیہ

بسلسلۂ اہلِ کتاب

عیسائیت

(انجیل کی روشنی میں)

(جزو دوم)

پیش کردہ

حضرت مولانا نعمت اللہ صاحب اعظمی

استاذِ حدیث دارالعلوم دیوبند

طارق ۹۶ء

فہرست مضامین

عیسائیت انجیل کی روشنی میں

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کسی نئے مذہب کی بنیاد ڈالنے کے لئے دنیا میں تشریف نہیں لائے تھے، بلکہ ان کی دعوت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لائے ہوئے دین کی تجدید تھی، اس لئے انہوں نے بنی اسرائیل اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متبعین سے الگ سے کوئی جماعت نہیں بنائی نہ اس کا کوئی مستقل نام رکھا۔ بیت المقدس ہی کے ہیکل میں وہ عبادت کرنے کے لئے جاتے اور موسوی شریعت کا اپنے کو پابند سمجھتے تھے، اور دوسرے لوگوں کو بھی اس کی تلقین کرتے تھے، البتہ انسانی احکام جو ان کے احبار و رہبان نے بنا رکھے تھے۔ ان کی تردید کرتے تھے، اور بعض بعض خاص حکم کو بحکم خداوندی منسوخ بھی کیا تھا۔ حضرت عیسیٰ ایک موقع پر فرماتے ہیں۔ اے آسمان اور زمین کے خداوند میں تیری حمد کرتا ہوں کہ تو نے یہ باتیں داناؤں اور عقلمندوں سے چھپائیں اور بچوں پر ظاہر کیں ہاں اے باپ کیوں کہ ایسا ہی تجھے پسند آیا، میرے باپ کی طرف سے سب کچھ مجھے سونپا گیا ہے، اور کوئی بیٹے کو نہیں جانتا

ہے، سوائے باپ کے اور باپ کو کوئی نہیں جانتا سوائے بیٹے کے اور اس کے جس پر بیٹا اسے ظاہر کرنا چاہے۔ اے محنت اٹھانیوالو، اور بوجھ سے دبے ہوئے لوگو۔ سب میرے پاس آؤ، میں تمہیں آرام دونگا میرا جوا اپنے اوپر اٹھالو۔ اور مجھ سے سیکھو، کیوں کہ میں حلیم ہوں۔ اور دل کا فروتن۔ تو تمہاری جانیں آرام پائیں گی۔ کیوں کہ میرا جوا ملائم ہے، اور میرا بوجھ ہلکا ہے۔ (انجیل متی باب ۱۱)

حضرت عیسیٰ نے فریسیوں اور فقیہوں کے اعتراض کے جواب میں ارشاد فرمایا۔ اس نے جواب میں ان سے کہا، تم اپنی روایت سے خدا کا حکم کیوں ٹال دیتے ہو۔ خدا نے فرمایا ہے کہ باپ کی اور ماں کی عزت کر اور جو ماں باپ کو برا کہے وہ ضرور جان سے مارا جائے، تم کہتے ہو کہ جو کوئی باپ یا ماں سے کہے کہ جس چیز کا تجھے مجھ سے فائدہ پہنچ سکتا تھا وہ خدا کی نذر ہو چکی ہے، تو وہ اپنے باپ کی عزت نہ کرے۔ پس تم نے اپنی روایت سے خدا کا کلام باطل کر دیا۔ اے ریا کارو، یسعیاہ نے تمہارے حق میں کیا خوب نبوت کی، یہ امت زبان سے تو میری عزت کرتی ہے مگر ان کا دل مجھ سے دور ہے اور یہ بے فائدہ میری پرستش کرتے ہیں۔ کیوں کہ آدمیوں کے حکموں کی تعلیم دیتے ہیں، (متی باب ۱۵ و متی باب ۲)

عہد نامہ قدیم کے صحیفوں سے ہر شخص کو یہ جاننے میں سہولت ہے کہ خدا کون ہے۔ اور انسان کون، اور اس سے وہ طریقہ بھی معلوم ہوتا ہے جس سے خدا اپنے عدل و رحمت کے ساتھ انسانوں سے سلوک کرتا ہے اگرچہ اس میں ناقص اور متروک مواد شامل ہے پھر بھی وہ حقیقی طور پر ربانی تعلیم کی شہادت پیش کرتے ہیں۔

چوں کہ حضرت عیسیٰ دین موسوی کی تجدید کے لئے مبعوث ہوئے تھے، اس لئے انجیل میں مفصل شریعت اور عبادت کی مفصل ہدایات نہیں ہیں۔ بلکہ شریعت و عبادت کا اجمالی تذکرہ ہے اور توریت پر ہی عمل کی تلقین ہے بس معاشرت اور عبادت کے لئے چند اصول سکھائے ہیں اور نیت واخلاص پر زیادہ زور دیا ہے۔

توریت پر عمل کی تلقین

یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔ منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں کیوں کہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائے، ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت سے ہرگز نہ ٹلے گا جب تک سب کچھ پورا نہ ہو جائے، پس جو کوئی چھوٹے سے چھوٹے حکموں میں سے بھی کسی کو توڑے گا۔ اور یہی آدمیوں کو سکھائیگا وہ آسمان کی بادشاہت میں سب سے چھوٹا کہلائیگا۔ لیکن جو اُن پر عمل کرے گا اور اس کی تعلیم دیگا۔ وہ آسمان کی بادشاہت میں بڑا کہلائیگا۔ (انجیل متی باب ۵)

اس وقت یسوع نے بھیڑ سے اور اپنے شاگردوں سے یہ باتیں کہیں، کہ فقیہ اور فریسی موسیٰ کی گدی پر بیٹھے ہیں۔ پس جو کچھ وہ تمہیں بتائیں۔ وہ سب کرو۔ اور مانو۔ لیکن ان کے سے کام نہ کرو کیونکہ وہ کہتے ہیں، اور کرتے نہیں، (انجیل متی باب ۲۳)

توحید و رسالت کی تعلیم

کسی سردار نے اس سے سوال کیا کہ اے نیک استاذ میں کیا کروں تاکہ ہمیشہ زندگی کا وارث بنوں۔ یسوع نے اس سے کہا، تو مجھے نیک کیوں کہتا ہے، کوئی نیک نہیں ہے مگر ایک یعنی خدا اور تو حکموں کو جانتا ہے۔ زنا نہ کر۔ خون نہ کر۔ چوری نہ کر۔ وغیر ذالک۔
(انجیل لوقا باب ۱۸، انجیل مرقس باب ۱۰)

اور انجیل متی باب ۱۹ میں یہ واقعہ اس طرح ہے، اس نے اس سے کہا کہ تو مجھ سے نیکی کی بابت کیوں پوچھتا ہے، نیک تو ایک ہے لیکن اگر تو زندگی میں داخل ہونا چاہتا ہے۔ تو حکموں پر عمل کر۔ ایک فقیہ کے جواب میں وہ پاس آیا اور اس سے پوچھا کہ سب حکموں میں اول کون سا ہے، یسوع نے جواب دیا کہ اول یہ ہے کہ اے اسرائیل سن۔ خداوند ہمارا ایک ہی خداوند ہے۔ اور تو خداوند اپنے خدا سے اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان سے اور اپنی ساری عقل سے اور اپنی ساری طاقت سے محبت رکھ، دوسرا یہ ہے کہ تو اپنے پڑوس سے اپنے برابر محبت رکھ۔ اس سے بڑا اور کوئی حکم نہیں، فقیہ نے اس سے کہا۔ اے استاذ۔ کیا خوب تو نے سچ کہا کہ وہ ایک ہی ہے اور اس کے سوا اور کوئی نہیں۔ اور اس سے سارے دل اور ساری عقل اور ساری طاقت سے محبت رکھنی اور اپنے پڑوسی سے اپنے برابر محبت رکھنی، سب سوختنی قربانیوں اور ذبیحوں سے

بڑھ کر ہے۔ تب یسوع نے دیکھا کہ اس نے دانائی سے جواب دیا، انجیل مرقس باب ۱۲، انجیل متی باب ۲۲ میں بھی واقعہ مذکور ہے اور حضرت عیسیٰ کے جواب میں اتنا اضافہ ہے "انہی دونوں حکموں پر تمام توریت اور انبیاء کے صحیفوں کا مدار ہے۔

یسوع کی آزمائش کے موقع پر جب شیطان نے کہا، پس تو میرے آگے سجدہ کرے تو یہ سب تیرا ہوگا۔ یسوع نے جواب میں اس سے کہا، لکھا ہے کہ تو خداوند اپنے خدا کو سجدہ کر، اور صرف اسی کی عبادت کر۔ انجیل متی و مرقس و لوقا۔ سب میں یہ واقعہ مذکور ہے جیسا کہ پہلے گذرا۔

میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو میرا کلام سنتا ہے۔ اور میرے بھیجنے والے کا یقین کرتا ہے، ہمیشہ کی زندگی اسی کی ہے۔

میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ بیٹا آپ سے کچھ نہیں کر سکتا ہے۔ سوائے اس کے جو باپ کو کرتے دیکھتا ہے، کیوں کہ جن کاموں کو وہ کرتا ہے۔ بیٹا بھی اسی طرح کرتا ہے۔ اس لئے کہ باپ بیٹے کو عزیز رکھتا ہے۔ اور جتنے کام خود کرتا ہے، اسے دکھاتا ہے۔ بلکہ ان سے بھی بڑے کام اسے دکھائیگا، جو بیٹے کی عزت نہیں کرتا ہے، وہ باپ کی جس نے اسے بھیجا ہے۔ عزت نہیں کرتا ہے، میں آپ سے کچھ نہیں کہہ سکتا ہوں، جیسا سنتا ہوں، عدالت کرتا ہوں، اور میری عدالت راست ہے۔ کیوں کہ اپنی مرضی نہیں۔ بلکہ اپنے بھیجنے والے کی مرضی چاہتا ہوں، پس انہوں نے اس سے کہا کہ ہم کیا کریں تاکہ خدا کے کام انجام دیں، یسوع نے جواب میں ان سے کہا، خدا کا کام یہ

ہے کہ جسے اس نے بھیجا ہے اس پر ایمان لاؤ، (انجیل یوحنا باب ۵-۶)
میری تعلیم میری نہیں ہے، بلکہ میرے بھیجنے والے کی ہے، اگر کوئی اس کی مرضی پر چلنا چاہے تو وہ اس کی تعلیم کی بابت جان لے گا کہ وہ خدا کی طرف سے ہے، یا میں اپنی طرف سے کہتا ہوں، (انجیل یوحنا باب ۷)

حضرت عیسیٰ شاگردوں کو تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔
تم ربی نہ کہلاؤ، کیوں کہ تمہارا استاذ ایک ہی ہے۔ اور تم سب بھائی ہو اور زمین پر کسی کو اپنا باپ نہ کہو، کیوں کہ تمہارا باپ ایک ہی ہے۔ جو آسمانی ہے، اور تم ہادی مت کہلاؤ، کیونکہ تمہارا ہادی ایک ہی ہے، یعنی مسیح۔ (انجیل متی باب ۲۳)

حضرت عیسیٰ کا خدا سے دعا کرنا اور اس کا شکر ادا کرنا

حضرت عیسیٰ کا خدا سے دعا کرنا اور اس کا شکر ادا کرنا چاروں انجیل میں جگہ جگہ نقل کیا گیا ہے، نمونہ کے طور پر چند دعاؤں کو نقل کیا جاتا ہے، لوقا باب ۵ میں ہے بہت سے لوگ جمع ہوئے کہ اس کی سنیں اور اپنی بیماریوں سے شفا پائیں۔ مگر وہ جنگل میں الگ جاکر دعا مانگا کرتا تھا۔ مرقس باب ۱ میں ہے صبح ہی دن نکلنے سے بہت پہلے وہ اٹھ کر نکلا اور ایک ویران جگہ میں گیا۔ اور دعا مانگی، متی باب ۱۲ و لوقا باب ۱۰، میں ہے اس وقت یسوع نے کہا، اے باپ آسمان و زمین کے خداوند میں تیری حمد کرتا ہوں کہ تو نے یہ باتیں داناؤں اور عقل مندوں سے چھپائیں اور بچوں پر ظاہر کیں ہاں اے باپ کیوں کہ ایسا ہی تجھے پسند آیا۔

اوران کی انجیل کے مطابق جس باغ میں گرفتار کیا گیا، اس باغ میں دعا کا ذکر تو چاروں انجیل میں تھوڑے فرق سے موجود ہے۔ اپنے شاگردوں سے کہا کہ یہیں بیٹھے رہنا جب تک میں وہاں جاکر دعا مانگوں پطرس اور زبدی کے دونوں بیٹے کو ساتھ لیکر غمگین و بے قرار ہونے لگا آگے اس میں ذکر ہے کہ پھر تھوڑا آگے بڑھا اور منھ کے بل گر کر یہ دعا مانگی اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھ سے ٹل جائے، تاہم جیسا میں چاہتا ہوں۔ ویسا نہیں بلکہ جیسا تو چاہتا ہے ویسا ہی ہو، اسی طرح تین بار دعا مانگی لوقا میں اتنا اضافہ ہے کہ آسمان سے ایک فرشتہ اس کو دکھائی دیا۔ وہ اس کو تقویت دیتا تھا۔ متی باب ۲۶، مرقس ۱۴، لوقا باب ۲۲ اور یوحنا باب ۱۷ میں اپنے لئے اور حواریوں کے لئے ایک لمبی دعا کا تذکرہ ہے۔

دوسروں کو دعا کرنیکی ترغیب دینا اور اسکا طریقہ بتلانا

پھر ایسا ہوا کہ وہ کسی جگہ دعا مانگتا تھا، جب مانگ چکا تو اس کے شاگردوں میں سے ایک نے کہا، اے خداوند جیسا یوحنا نے اپنے شاگردوں کو دعا مانگنی سکھائی تو بھی ہمیں سکھا۔ اس نے ان سے کہا جب تم دعا مانگو تو کہو کہ اے باپ تیرا نام پاک مانا جائے، تیری بادشاہت آئے ہماری ہر روز کی روٹی ہمیں دیا کر، اور ہمارے گناہوں کو معاف کر کیوں کہ ہم بھی اپنے قرض دار کو معاف کرتے ہیں۔ اور ہمیں آزمائش میں نہ لا (انجیل لوقا باب ۱۱)

جب تم دعا مانگو تو ریاکاروں کی مانند نہ ہو، کیونکہ وہ عبادت

خانوں میں اور بازاروں کے موڑوں پر کھڑے ہو کر دعا مانگنا پسند کرتے ہیں۔ تاکہ لوگ انہیں دیکھیں، میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ وہ اپنا اجر پاچکے۔ بلکہ جب تو دعا مانگے تو اپنی کوٹھری میں جا۔ اور دروازہ بند کر کے اپنے باپ سے جو پوشیدگی میں ہے، دعا مانگ اس صورت میں تیرا باپ جو پوشیدگی میں دیکھتا ہے۔ تجھے بدلہ دے گا۔ اور دعا مانگتے وقت غیر قوموں کے لوگوں کی طرح بک بک نہ کرو۔ کیوں کہ وہ سمجھتے ہیں۔ کہ ہمارے بہت بولنے کے سبب ہماری سنی جائے گی، پس ان کے مانند نہ ہو، کیوں کہ تمہارا باپ تمہارے مانگنے سے پہلے ہی جانتا ہے کہ تم کن چیزوں کے محتاج ہو، پس تم اس طرح دعا مانگا کرو کہ اے ہمارے باپ تو جو آسمان پر ہے، تیرا نام پاک مانا جائے، تیری بادشاہت آئے، تیری مرضی جیسے آسمان پر پوری ہوتی ہے۔ زمین پر بھی ہو، ہماری روز کی روٹی آج ہمیں دے، جس طرح ہم نے اپنے قرض داروں کو معاف کیا ہے، تو بھی ہمارے قرض ہمیں معاف کر، اور ہمیں آزمائش میں نہ لا، بلکہ برائی سے بچا، اس لیئے کہ اگر تم آدمیوں کے قصور معاف کرو گے، تو تمہارا آسمانی باپ بھی تمہیں معاف کریگا۔ اگر تم آدمیوں کے قصور معاف نہ کرو گے، تو تمہارا باپ بھی تمہارا قصور معاف نہیں کرے گا۔ (انجیل متی باب ۶ع)

مانگو تو تمہیں دیا جائیگا ڈھونڈو تو پاؤ گے، دروازہ کھٹکھٹاؤ تو تمہارے واسطے کھولا جائیگا۔ کیوں کہ جو کوئی مانگتا ہے اسے ملتا ہے۔ اور جو ڈھونڈتا ہے وہ پاتا ہے اور جو کھٹکھٹاتا ہے اس کے واسطے کھولا جائے گا۔ ایسا کون آدمی ہے کہ اگر بیٹا اس سے روٹی مانگے تو

وہ اسے پتھر دے، اگر مچھلی مانگے تو سانپ دے، پس جبکہ تم برے ہو کر اپنے بچوں کو اچھی چیز دینا چاہو، تو تمہارا باپ جو آسمان پر ہے اپنے مانگنے والوں کو اچھی چیزیں کیوں نہ دے گا۔ پس جو کچھ تم چاہتے ہو، کہ لوگ تمہارے ساتھ کریں، وہی تم بھی ان کے ساتھ کرو، کیونکہ توریت اور نبیوں کی تعلیم یہی ہے۔ (متی باب ع۸ (لوقا باب ۱۱)

حضرت عیسیٰ کا خود اپنے متعلق تصور

حضرت عیسیٰ نے ہمیشہ اپنے آپ کو ایک نبی اور ہادی اور رسول کی حیثیت سے پیش کیا۔

حضرت عیسیٰ جب اپنے وطن ناصرہ آئے، اور سبت کے دن عبادت خانہ میں تعلیم دینے لگے، تو بہت سے لوگ حیران ہوئے، اور کہنے لگے کہ یہ باتیں اس کو کہاں سے آگئیں اور یہ کیا حکمت ہے، جو اس کو بخشی گئی۔ کیا وہی بڑھی نہیں جو مریم کا بیٹا اور یعقوب اور یوسیس اور یہودا اور شمعون کا بھائی ہے، اور کیا اس کی بہنیں یہاں ہمارے یہاں نہیں۔ پس انھوں نے اس کے سبب ٹھوکر کھائی، یسوع نے ان سے کہا کہ نبی اپنے وطن اور رشتہ دار اور اپنے گھر کے سوا اور کہیں بے عزت نہیں ہوتا۔ (مرقس باب ع۶)

حضرت سے کہا گیا کہ ہیرودیس آپ کو قتل کرنا چاہتا ہے، اسلئے بیت المقدس سے نکل کر کہیں اور چلے جائیے، اس کے جواب میں فرمایا مگر مجھے آج اور کل اور پرسوں اپنی راہ چلنی ضروری ہے، کیوں کہ ممکن نہیں کہ نبی یروشلم سے باہر ہلاک ہو، اے یروشلم، اے یروشلم تو جو نبیوں کو

قتل کرتی ہے اور جو تیرے پاس بھیجے گئے ان کو سنگسار کرتی ہے۔ (لوقا باب ۱۳ع) اور ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ خدائے واحد اور برحق کو اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے۔ جانیں، (انجیل یوحنا باب ۱۷) لیکن میرے پاس جو گواہی ہے وہ یوحنا کی گواہی سے بڑی ہے، کیوں کہ جو کام باپ نے مجھے پورے کرنے کو دیئے ہیں، یعنی یہی کام جو میں کرتا ہوں، وہ میرے گواہ ہیں کہ باپ نے مجھے بھیجا ہے (یوحنا باب ۸ع) جس نے مجھے بھیجا ہے وہ سچا ہے اور جو میں نے اس سے سنا وہی دنیا سے میں کہتا ہوں، اور اپنی طرف سے کچھ نہیں کرتا بلکہ جس طرح باپ نے مجھے سکھایا ہے اسی طرح یہ باتیں کہتا ہوں، اور جس نے مجھے بھیجا ہے، وہ میرے ساتھ ہے اس نے مجھے اکیلا نہیں چھوڑا ہے۔

حضرت عیسیٰ کے متعلق انکے حواری اور ہمعصروں کا تصور

شہر میں ایک بیوہ کے اکلوتے لڑکے کا جنازہ جا رہا تھا، جب حضرت عیسیٰ نے اس کو زندہ کر دیا، تو لوقا باب ۷ع میں ہے کہ سب پر دہشت چھا گئی اور وہ خدا کی بڑائی کر کے کہنے لگے کہ ایک بڑا نبی ہم میں اٹھا ہے اور یہ کہ خدا نے اپنی امت پر توجہ کیا۔ ایک فریسی کے گھر حضرت عیسیٰ کی دعوت تھی، ایک بدچلن عورت سنگ مرمر کی عطر دانی میں عطر لائی، وہ عورت اس کے پاؤں آنسوؤں سے بھگونے لگی، اس پر عطر بھی ڈالا، تو دعوت کرنے والے فریسی نے یہ دیکھ کر اپنے جی میں کہا، اگر یہ شخص نبی ہوتا تو جانتا کہ جو اسے چھوتی ہے وہ کون وکیسی عورت ہے، (لوقا باب ۷ع)

حضرت مع شاگردوں کے قیصریہ فلپی کے علاقہ میں تھے تو راہ میں

اس نے اپنے شاگردوں سے پوچھا یہ کہ لوگ مجھے کیا کہتے ہیں، انہوں نے جواب دیا کہ یوحنا بپتسمہ دینے والا اور بعض ایلیاء اور بعض نبیوں میں کوئی اس نے ان سے پوچھا، لیکن تم مجھے کیا کہتے ہو، پطرس نے جواب میں کہا، تو مسیح ہے۔ (مرقس باب ع۸، لوقا باب ع۹، متی باب ع۳)

جب یروشلم میں داخل ہوا، تو سارے شہر میں ہلچل پڑ گئی، اور لوگ کہنے لگے، یہ کون ہے، بھیڑ کے لوگوں نے کہا یہ گلیل کے ناصرہ کا نبی یسوع ہے (متی باب ع۲۱)

بھیڑ میں سے ایک عورت نے پکار کر اس سے کہا کہ مبارک ہے وہ پیٹ جس میں تو رہا، اور وہ چھاتیاں جو تو نے چوسیں، اس نے کہا ہاں، مگر زیادہ مبارک وہ ہیں جو خدا کا کلام سنتے ہیں، اور اس پر عمل کرتے ہیں (لوقا باب ۱۱)

پھر عید کے آخر دن جو خاص دن ہے، یسوع کھڑا ہوا اور پکار کے کہا۔ اگر کوئی پیاسا ہے تو میرے پاس آکر پیئے، جو مجھ پر ایمان لائیگا اس کے اندر سے زندگی کے پانی کی ندیاں جاری ہوں گی، بھیڑ میں سے بعض نے یہ باتیں سنکر کہا، بیشک وہ نبی ہے۔ اور بعض نے کہا یہ مسیح ہے۔ (یوحنا باب ۷)

ہر شخص جو انصاف کے ساتھ انجیل کو پڑھے گا۔

وہ یہی محسوس کرے گا کہ حضرت عیسٰی انسان تھے، خدا اور خدائی میں شریک وسہیم نہیں تھے، اس لئے کہ ایسا شخص جو ایک عورت کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ اس کا شجرۂ نسب موجود ہے، وہ کھاتا پیتا ہے۔ اس کو بھوک لگتی ہے وہ عبادت و دعا کرتا ہے، گرمی و سردی محسوس کرتا ہے، شیطان کے ذریعہ آزمائش میں ڈالا گیا، اسکو کیسے کوئی خدا یا خدائی میں شریک تصور کر سکتا ہے۔ اور حضرت عیسٰی کے ہم عمر اور ان کے

حواری اور ان پر ایمان لانے والوں نے ان باتوں کا مشاہدہ کیا تھا جس سے انکے بارے میں یہی اعتقاد رکھتے تھے ۔

انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا میں یسوع مسیح کے عنوان پر ایک مسیحی عالم دینیات کا طویل مضمون ہے، جس کا اقتباس پیش کیا جارہا ہے، پہلی تین انجیلوں، متی، مرقس، لوقا، میں کوئی ایسی چیز نہیں جس سے یہ گمان کیا جاسکتا ہو کہ انجیلوں کے لکھنے والے یسوع کو انسان کے علاوہ کچھ اور سمجھتے تھے، ان کی نگاہ میں وہ ایک انسان تھا، ایسا انسان کہ جو خاص طور سے خدا کی روح سے فیضیاب اور خدا کے ساتھ ایک ایسا غیر منقطع تعلق رکھتا تھا، جس کی وجہ سے اس کو خدا کا بیٹا کہا جائے، تو حق بجانب ہے، خود متی اس کا ذکر بڑھی کے بیٹے کی حیثیت سے کرتا ہے، اور ایک جگہ بیان کرتا ہے کہ پطرس نے اس کو مسیح تسلیم کرنے کے بعد الگ ایک طرف لیجا کر اسے ملامت کی (متی باب ۱۶/۲۲)

یہ بات کہ یسوع خود اپنے آپ کو ایک نبی کی حیثیت سے پیش کرتے تھے اناجیل کی متعدد عبارتوں سے ظاہر ہوتی ہے مثلاً یہ کہ مجھے آج اور کل اور پرسوں اپنی راہ پر چلنا ضرور ہے، کیوں کہ ممکن نہیں کہ نبی یروشلم سے باہر ہلاک ہو (لوقا باب ۱۳، ۲۳)

وہ اکثر اپنا ذکر ابن آدم کے نام سے کرتا ہے، یسوع کہیں اپنے آپ کو ابن اللہ نہیں کہتا، اس کے ہم عصر جب اس کے متعلق یہ لفظ استعمال کرتے ہیں تو غالباً اس کا مطلب بھی اس کے سوا کچھ نہیں ہوتا، کہ وہ اسکو خدا کا ممسوح سمجھتے ہیں، البتہ اپنے آپ کو مطلقاً بیٹے کے لفظ سے تعبیر کرتا ہے، مزید براں وہ خدا کے ساتھ اپنے تعلق کو بیان کرنے کیلئے

باپ کا لفظ اسی اطلاقی شان میں استعمال کرتا ہے اور اس کے تعلق کے بارے میں اپنے کو منفرد نہیں سمجھتا تھا بلکہ ابتدائی طور میں دوسرے انسانوں کو بھی خدا کے ساتھ اس خاص گہرے تعلق میں اپنا ساتھی سمجھتا تھا، البتہ بعد کے تجربے اور انسانی طبائع کے عمیق مطالعہ نے اسے یہ سمجھنے پہ مجبور کر دیا۔ کہ اس معاملہ میں وہ اکیلا ہے عیدپنتیکست کے موقع پر پطرس کے یہ الفاظ کہ "ایک انسان جو خدا کی طرف سے تھا" یسوع کو اس حیثیت میں پیش کرتے ہیں، جس میں اس کے ہمعصر اس کو جانتے اور سمجھتے تھے، انجیلوں سے ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ یسوع بچپن سے جوانی تک بالکل فطری طور پر جسمانی و ذہنی نشو و نما کے مدارج سے گذرا اس کو بھوک لگتی تھی وہ تھکتا اور سوتا تھا، وہ حیرت میں مبتلا ہوتا۔ دریافت احوال کا محتاج تھا۔ اس نے دُکھ اٹھایا۔ اور مرا۔ اس نے سمیع و بصیر ہونے کا کبھی دعویٰ نہیں کیا۔ بلکہ صریحاً اس سے انکار کیا۔ درحقیقت اگر اس کے حاضر و ناظر ہونے کا دعویٰ کیا جائے تو یہ اس پورے تصور کے بالکل خلاف ہوگا۔ جو ہمیں انجیلوں سے حاصل ہوتا ہے، بلکہ اس دعویٰ کے ساتھ آزمائش کے واقعہ کو گتسمنی اور کھوپڑی کے مقامات پر جو واردات گذریں ان میں سے کسی کو بھی مطابقت نہیں دی جا سکتی، تاوقتیکہ ان واقعات کو بالکل غیر حقیقی نہ قرار دیا جائے، پھر مسیح کو قادر مطلق سمجھنے کی گنجائش تو انجیلوں میں اور بھی کم ہے، کہیں اس بات کا اشارہ تک نہیں ملتا کہ وہ خدا سے بے نیاز ہو کر خود مختارانہ کام کرتا ہو، اس کے برعکس اس کے بار بار دعا مانگنے کی عادت اور اس قسم کے الفاظ کہ یہ چیز دعا کے سوا کسی

اور ذریعہ سے نہیں ٹل سکتی ہے، اس بات کا صاف اقرار کرتا ہے کہ اس کی ذات بالکل خدا پر منحصر ہے، انتہی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا خدا کو باپ اور اپنے کو بیٹا کہنا

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا خدا کو باپ اور اپنے کو بیٹا کہنا بطور پیار اور اخلاص اور خدا سے خاص تعلق کی بنا پر تھا، عہد عتیق و جدید میں کسی شخص کو کسی سے خصوصیت حاصل ہو تو اس کو اس شخص اور شئی کا بیٹا کہنے کا محاورہ شائع وذائع ہے، ان کتابوں میں نیکو کاروں کو سلامتی کا بیٹا بدکاروں کو شیطان کا بیٹا خبیث کا بیٹا تک استعمال ہوا ہے۔
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہمعصر ان کو داؤد کا بیٹا بھی کہتے تھے، حضرت عیسیٰ نے جب اپنے کو بیٹا کہا اور خدا کو باپ کہا تو اس لفظ کا یہی مطلب ہوگا جو دوسرے لوگوں کے بارے میں کہا گیا ہے، کہ وہ خدا کے بیٹے ہیں اور انہوں نے خدا کو باپ سے یاد کیا ہے اسی لئے اس استعمال سے اس زمانہ کے لوگوں کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کسی قسم کی غلط فہمی نہیں ہوئی، اور وہ لوگ حضرت عیسیٰ کو ایک انسان اور بشر ہی تصور کرتے تھے ۔۔۔ البتہ بیٹا یا خدا کا بیٹا بول کر ان کے نبی اور پیغمبر اور خدا سے خصوصی تعلق اور پیار و محبت کے تعلق کا اظہار کرنا مقصود ہوتا تھا، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بذات خود اپنے آپ کو کثرت سے ابن آدم کہا ہے، بعض حضرات نے اس کو شمار کیا تو انہوں نے ساٹھ بار سے زائد استعمال کیا ہے۔

خدا پر باپ کا اطلاق اور کسی خصوصیت کے سبب اپنے کو بیٹا بولنے پر عہد عتیق و جدید سے چند مثالیں

سارے بنی اسرائیل کا خدا کا بیٹا ہونا (استثناء باب ۱۴)
تم خداوند خدا کے بیٹے ہو (خروج باب ۵) تب تو فرعون کو یوں کہیو کہ خدا نے یوں فرمایا ہے کہ اسرائیل میرا بیٹا، بلکہ پہلوٹا ہے سو میں تجھے کہتا ہوں کہ میرے بیٹے کو جانے دے (یرمیاہ باب ۳۱) کیوں کہ میں اسرائیل کا باپ اور افراہیم میرا پہلوٹا ہے، اسی باب کی آیت ۲۰ میں کہا، افراہیم میرا پیارا بیٹا ہے، حضرت داؤد کا خدا کا بیٹا ہونا (زبور باب ۸۹) وہ مجھے پکار کر کہے گا کہ تو میرا باپ، میرا خدا اور میری نجات کی چٹان ہے، میں آپ اپنا پہلوٹا ٹھہراؤں گا، حضرت سلیمان کے بارے میں خدا حضرت داؤد کی زبانی ارشاد فرماتا ہے وہی میرے نام کے لئے ایک گھر بنائے گا۔ وہ میرا بیٹا ہوگا، اور میں اس کا باپ ہوں گا (تاریخ ۱ باب ۲۲) یہی بات باب ۲۸ میں بھی ہے اور حضرت سلیمان پر بیٹے کا اطلاق، سموئیل باب ۷) میں بھی ہے۔
انجیل متی باب ۵ آیت ۴۴-۴۵ میں تم سن چکے ہو کہ کہا گیا تھا۔ اپنے پڑوسی سے محبت رکھ اور اپنے دشمن سے عداوت رکھ، لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ اپنے دشمنوں سے محبت رکھو اور اپنے ستانے والوں کے لئے دعا مانگو تا کہ تم اپنے باپ کے جو آسمان پر ہے بیٹے ٹھہرو۔

حضرت عیسیٰ نے یہودیوں کو کہا کہ تم اپنے باپ ابلیس سے ہو یوحنا باب ۸ آیت ۴۴) تم اپنے باپ ابلیس سے ہو، اور اپنے باپ کی خواہشوں کو پورا کرنا چاہتے ہو، آگے چل کر شیطان کو جھوٹ کا باپ کہا، عیسیٰ نے سلامتی کا بیٹا استعمال کیا، ستر شاگردوں کو روانہ کرتے وقت نصیحت کرتے ہوئے فرمایا، اور جس گھر میں داخل ہو۔ پہلے کہو کہ اس گھر کی سلامتی ہو، اگر وہاں سلامتی کا کوئی فرزند ہو گا تو تمہارا سلام اس پر ٹھہرے گا۔ (لوقا باب ۱۰ آیت ۵) خبیث کا بیٹا عیلی کے دونوں بیٹوں کو بنی بلعال یعنی خبیث کا بیٹا کہا گیا (شموئیل باب ۲ آیت ۱۲) استثنار باب ۱۳ میں ہے یہ افواہ سنے کہ بعضے لوگ بنی بلعال تمہارے درمیان نکل گئے ہیں،

عبارت سے مطلب فہمی کا ضابطہ

مسلمانوں نے عبارت سے مطلب فہمی کا ضابطہ تو مقرر کیا ہی ہے، عیسائیوں کے یہاں بھی ضابطہ مقرر ہے اور یہ ضابطے ایسے ہیں کہ ہر عقل سلیم رکھنے والا اس ضابطہ کو تسلیم کرنا ہے، جس عبارت کے معنیٰ بیان کیے جا رہے ہیں، سب سے پہلے اس بات کو دیکھا جائے گا کہ اس عبارت کو جس قائل کی طرف منسوب کیا جا رہا ہے۔ اس کی نسبت کا ثبوت دلیل قطعی سے ہے یا دلیل ظنی سے، اس کے بعد اس عبارت کی دلالت اس معنیٰ پر قطعی ہے یا ظنی، قطعی الدلالت کا مطلب یہ ہے کہ جو معنیٰ مراد لیے جاتے ہیں وہ صراحتاً اس لفظ سے سمجھے جا رہے ہیں، اس میں کسی تاویل یا تفسیر کی حاجت نہیں ہوتی ہے، مثلاً وہ لفظ مشترک ہے دو یا دو سے زیادہ معنیٰ رکھتا

ہے تو وہ لفظ کسی معنیٰ پر قطعی الدلالت نہیں ہوگا، اس لئے کہ جس معنیٰ کو مراد لیں گے اشتراک کی وجہ سے دوسرے معنیٰ کا احتمال رہے گا اگر قرائن صحیحہ لفظیہ یا عقلیہ کی وجہ سے کسی معنیٰ کو ترجیح دی جائے تو بھی اس معنیٰ پر اس لفظ کی دلالت ظنی ہوگی، قطع ویقین کے طور پر نہیں ہوگی، اگر وہ لفظ مجمل ہے جس کی وجہ سے متکلم کی تفسیر کے بغیر کسی معنیٰ کو مراد ہی نہیں لے سکتے ہیں تو قبل التفسیر اس کے کوئی معنیٰ ہی بنا نہیں سکتے ہیں، قطعی الدلالت وظنی الدلالت کی بات تو بعد کی ہے، اسی طرح اگر وہ معنیٰ جو اس عبارت سے صراحتاً سمجھے جاتے ہیں، وہ دیگر نقل صحیح وصریح یا عقل صحیح کے مخالف ہوں تو اس عبارت کے صریح معنیٰ متکلم کی مراد نہیں ہوسکتی ہے۔ بلکہ معنیٰ مجازی ہی لیئے جائیں گے جو اس مقام پر چسپاں ہوں، اور قرینہ لفظیہ یا عقلیہ اس پر دلالت کرتا ہو،

ڈاکٹر انگس اپنی کتاب کے صفحہ ۱۷۸ میں لکھتا ہے، "کتب مقدسہ کا مطلب الفاظ سے تحقیق ہوسکتا ہے، اس لئے کہ الفاظ کا حقیقی علم خود مضمون ہی کا علم ہوتا ہے۔ لفظوں کے معنیٰ زبان کے محاورہ استعمال سے مقرر کیئے جاتے ہیں، اور جب ممکن ہو تو محاورہ استعمال کو خود انہیں کتب مقدسہ ہی سے دریافت کرنا چاہیئے، الفاظ کتب مقدسہ کے معنیٰ معروف لئے جاتے ہیں، مگر یہ کہ ایسے معنیٰ اس فقرے اور الفاظ یا سیاق دلیل یا کتب مقدسہ کے اور مقاموں کے مخالف ہوں، جو معنیٰ لفظوں کے پھیرا لیئے جائیں، وہ ضرور ہے کہ قرائن کے ساتھ ہوں، یعنی ہمیشہ متن کے سیاق

کے موافق ہوں اور جب کہ معنیٰ معروف مخالف قرائن ہوں تو ترک کیے جائیں اور ایسے معنیٰ لیے جائیں کہ اس فقرے اور الفاظ کے تقاضے کو پورا اور شرائط کو ادا کرتے ہوں اور ثابت ہو سکیں۔ استعمال محاورہ خواہ کتب مقدسہ یا دیگر کتب عامہ میں ہو، ایسا طرز کلام جائز ہے (پیغام محمدی ص۵)

ابن اللہ کا لفظ مقامات کثیرہ پر انبیاء اور مومنین کی شان میں آیا ہوا ہے، مگر چونکہ معنیٰ حقیقی اس کے مخالف عقل و نقل ہیں۔ عیسائی حضرات بھی اس کے معنیٰ مجازی یعنی رسول اللہ یا برگزیدۂ خدا وغیرہ لیتے ہیں، لہٰذا جب یہی لفظ حضرت عیسیٰ کی شان میں آیا ہوا ہے تو اس کے بھی وہی معنیٰ مراد ہوں گے، کہ وہ رسول خدا اور برگزیدۂ خدا ہیں، اسی طرح حضرت عیسیٰ نے جہاں کہیں اپنی شان میں ان الفاظ کو استعمال کیا ہے وہاں پر مجازی معنیٰ لینا متعین ہوگا۔

حضرت عیسیٰ کا قول "میں اور باپ ایک ہوں" سے اتحاد مجازی مراد ہے

انجیل یوحنا باب ۱۰ آیت ۲۸ تا ۳۴ اور میں انھیں ہمیشہ کی زندگی بخشتا ہوں، اور وہ ابد تک کبھی ہلاک نہ ہوں گے اور کوئی انھیں میرے ہاتھ سے چھین نہ لیگا۔ میرا باپ جس نے مجھے وہ دی ہے، سب سے بڑا ہے اور کوئی باپ کے ہاتھ سے چھین نہیں سکتا ہے، میں اور باپ ایک ہیں۔ یہودیوں نے اسے سنگسار کرنے کے لئے پھر پتھر اٹھائے، یسوع نے انہیں جواب دیا کہ میں نے

تم کو باپ کی طرف سے بہتیرے اچھے کام دکھائے ہیں، ان میں سے کس کام کے سبب مجھے سنگسار کرتے ہو۔ یہودیوں نے اسے جواب دیا کہ اچھے کام کے سبب نہیں بلکہ کفر کے سبب تجھے سنگسار کرتے ہیں، اور اس لئے کہ تو آدمی ہو کر اپنے آپ کو خدا بناتا ہے، یسوع نے انہیں جواب دیا، کیا تمہاری شریعت میں یہ نہیں لکھا ہے کہ میں نے کہا تم خدا ہو جب کہ اس نے انہیں خدا کہا جن کے پاس خدا کا کلام آیا اور کتاب مقدس کا باطل ہونا ممکن نہیں۔ آیا تم اس شخص سے جسے باپ نے مقدس کر کے دنیا میں بھیجا ہے، کہتے ہو کہ کفر بکتا ہے اس لئے کہ میں نے کہا میں خدا کا بیٹا ہوں، اگر میں اپنے باپ کے کام نہیں کرتا تو میرا یقین نہ کرو لیکن اگر میں کرتا ہوں تو گو میرا یقین نہ کرو، مگر ان کاموں کا تو یقین کرو تاکہ تم جانو اور سمجھو کہ باپ مجھ میں ہے اور میں باپ میں۔

اس عبارت میں تو خود حضرت عیسیٰ نے یہودیوں کو جواب دیتے ہوئے کہا کہ اتحاد حقیقی مراد نہیں ہے، اس لئے کہ مجھ سے پہلے جن لوگوں پر خدا کا کلام نازل ہوا اور ان کے اس پر عمل کرنے اور اس کی متابعت کی وجہ سے ان کو خدا اور خدا کا بیٹا کہا گیا اسی طرح میں جب خدا کا رسول ہوں تو یہ اطلاق کیوں کر کفر ہوگا۔"

حضرت عیسیٰ نے اخیر وقت میں اپنے حواریوں کے لئے دعا کرتے ہوئے فرمایا: "میں یہ درخواست نہیں کرتا کہ تو انہیں دنیا سے اٹھا لے بلکہ یہ کہ اس شریر سے ان کی حفاظت کر جس طرح میں دنیا کا نہیں وہ بھی دنیا کے نہیں، انہیں سچائی کے وسیلے سے مقدس کر،

تیرا کلام سچا ہے جس طرح تو نے مجھے دنیا میں بھیجا اس طرح میں نے بھی انہیں دنیا میں بھیجا اور ان کی خاطر میں اپنے آپ کو مقدس کرتا ہوں تاکہ وہ بھی سچائی کے وسیلے سے مقدس کئے جائیں میں صرف ان ہی کے لئے درخواست نہیں کرتا بلکہ ان کے لئے بھی جو ان کے کلام کے وسیلے سے مجھ پر ایمان لائیں گے، تاکہ وہ سب ایک ہوں۔ یعنی جس طرح اے باپ تو مجھ میں ہے اور میں تجھ میں ہوں، وہ بھی ہم میں ہوں، دنیا ایمان لائے کہ تو نے ہی مجھے بھیجا اور وہ جلال جو تو نے مجھے دیا ہے میں نے بھی انہیں دیا ہے تاکہ وہ ایک ہوں جیسے ہم ایک ہیں، میں ان میں اور تو مجھ میں تاکہ وہ کامل ہو کر ایک ہو جائیں۔ اور دنیا جانے کہ تو نے ہی مجھے بھیجا ہے"۔(انجیل یوحنا باب ۱۷)

جس طرح حضرت عیسیٰ نے اپنے بارے میں کہا کہ میں اور باپ ایک ہیں اسی طرح ان شاگردوں کے بارے میں تو یہی دعا کی کہ اے باپ تو مجھ میں ہے اور میں تجھ میں ہوں وہ بھی ہم میں ہوں، اسی طرح فرمایا، میں ان میں اور تو مجھ میں، اگر حضرت عیسیٰ کا خدا میں ہونا حضرت عیسیٰ کو خدا بنا دے گا۔ تو یہ سارے حواری بھی خدا بن جائیں گے۔ حالانکہ کوئی اس کا قائل نہیں ہے، بلکہ حضرت عیسیٰ اللہ تعالیٰ سے انکے بارے میں درخواست کرتے ہیں کہ اپنے فضل و کرم سے انکو ایسا بنا دے کہ وہ انہیں چیزوں سے محبت کریں جس سے تو محبت کرتا ہے انہیں چیزوں کا ارادہ کریں جس کو تو چاہتا ہے انہیں چیزوں پر عمل کریں جس سے تو راضی ہو، اور جب یہ درجہ حاصل ہو گا تو کہنا صحیح ہو گا کہ وہ اور خدا ایک ہیں، جیسے تمہارا کوئی دوست ہو

اور وہ اسی چیز کو پسند کرے جو تم کو پسند ہو، اور جس سے تم کو نفرت ہو اس کو بھی اس سے نفرت ہو تو اس موقع پر کہتے ہو میں اور میرا دوست دونوں ایک ہیں۔ جیسے شاعر نے بطور مجاز کہا۔

من تن شدم تو جاں شدی   من جاں شدم تو تن شدی
تاکس نگوید بعد ازیں   من دیگرم تو دیگری

یوحنا کا پہلا خط باب ۴، آیت ۱۱ میں ہے "اے عزیزو خدا کو کبھی کسی نے نہیں دیکھا اگر ہم ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں تو خدا ہم میں رہتا ہے اور اس کی محبت ہمارے دل میں کامل ہو گئی، جو کوئی اقرار کرتا ہے کہ یسوع خدا کا بیٹا ہے۔ خدا اس میں رہتا ہے اور وہ خدا میں، خدا سے محبت ہے اور جو محبت میں قائم رہتا ہے وہ خدا میں قائم رہتا ہے"، یوحنا کا اپنے خط میں اس کو استعمال کرنا خود دلالت کرتا ہے کہ اس نے اتحاد سے اتحاد مجازی سمجھا ہے۔

الغرض عہد عتیق وجدید کے محاورہ کی بنا پر اس طرح کے جملے اور فقرے سے حضرت عیسیٰ کی الوہیت پر استدلال تو دور کی بات ہے، شبہ بھی نہیں پیدا ہوتا ہے اور انجیل سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جو تصویر سامنے آتی ہے وہ محض ایک مقدس رسول اور برگزیدہ خدا کی آتی ہے نہ کہ خدا یا خدا کے بیٹے ہونے کی، اسی لئے حواریوں میں سے کوئی بھی حضرت عیسیٰ کے خدا ہونے یا خدائی میں شریک ہونے کا قائل نہیں تھا، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھا لئے جانے کے بعد پطرس حواری نے جو تقریر کی ہے اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایک انسان اور برگزیدہ انسان اور خدا کا رسول و پیغمبر ہی بنا کر

بپتش کیا ہے، پینتیکست کے دن پطرس نے اپنے وعظ میں کہا، "اے اسرائیلو یہ باتیں سنو کہ یسوع ناصری ایک شخص تھا جس کا خدا کی طرف سے ہونا تم پر ان معجزوں اور عجیب کاموں اور نشانوں سے ثابت ہوا۔ جو خدا نے اس کی معرفت تم میں دکھائے" (اعمال باب ۲)

گناہوں کا کفارہ اور راہ نجات تمام آسمانی کتابیں ایک زبان ہو کر کہتی ہیں کہ نجات خدا کے فضل و کرم سے ہوتی ہے، جس پر اس کا فضل ہوا اسے نجات ملی جو اس کے کرم سے محروم رہا وہ ہلاکت ابدی میں پڑا اس کے ساتھ ان کتابوں میں اس کا بھی بیان ہے کہ خدا کا فضل و کرم ان لوگوں پر ہوتا ہے جو ایمان لاتے ہیں اور شریعت الٰہی پر عمل کرتے ہیں اور اپنے گناہوں سے توبہ کرتے ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے مقرب بندوں کی سفارش و شفاعت سے بھی بہت سے گناہ معاف کر دیتا ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام شریعت موسوی کی تجدید کے لئے مبعوث ہوئے تھے اس لئے شریعت کا بیان تفصیلی نہیں ہے۔

اس کے باوجود اگر اس نقطۂ نظر سے انجیل کا مطالعہ کیا جائے تو اس میں بھی ایمان و عمل صالح اور شفاعت مقربین سے گناہوں کی معافی اور نجات کا ذکر موجود ہے، اس سلسلہ میں انجیل سے چند اقتباسات نقل کئے جاتے ہیں۔

(۱) ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ کو اکیلا سچا خدا اور یسوع کو جسے تو نے بھیجا ہے جانیں (یوحنا باب ۱۷)

میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو میرا کلام سنتا ہے اور اس پر جس نے مجھے بھیجا ہے ایمان لاتا ہے، ہمیشہ کی زندگی اس کی ہے اس پر سزا

کا حکم نہیں ہوتا ہے (یوحنا باب ع۵)

میرے باپ کی مرضی یہ ہے کہ جو کوئی بیٹے کو دیکھے اور اس پر ایمان لائے ہمیشہ کی زندگی پائے (یوحنا باب ع۶)

ایک عالم شرع اٹھا اور یہ کہہ کر اس کی آزمائش کرنے لگا، کہ اے استاد میں کیا کروں کہ ہمیشہ کی زندگی کا وارث بنوں، اس نے اس سے کہا کہ توریت میں کیا لکھا ہے تو کس طرح پڑھتا ہے اس نے جواب دیا کہ خداوند اپنے خدا سے اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری طاقت اور اپنی ساری عقل سے محبت رکھو۔ اور اپنے پڑوسی سے اپنے برابر محبت رکھ اس نے اس سے کہا تو نے ٹھیک جواب دیا، یہی کر تو تو جیئے گا (لوقا باب ع۱۰)

انجیل متی باب ع۱۹، میں ہے کہ ایک شخص نے پوچھا کہ اے استاد کون سی نیکی کروں تاکہ ہمیشہ کی زندگی پاؤں، تو یسوع نے جواب دیا لیکن اگر تو زندگی میں داخل ہونا چاہتا ہے تو حکموں پر عمل کر اس نے اس سے کہا کون سے حکموں پر، یسوع نے کہا یہ کہ خون نہ کر، زنا نہ کر چوری نہ کر، جھوٹی گواہی نہ دے، اپنے باپ کی عزت کر اور اپنے پڑوسی سے اپنے مانند محبت رکھ۔

جو مجھ سے اے خداوند اے خداوند کہتے ہیں، ان میں سے ہر ایک آسمان کی بادشاہت میں داخل نہ ہوگا، مگر وہی جو میرے آسمانی باپ کی مرضی پر چلتا ہے، پس جو کوئی میری باتیں سنتا ہے اور ان پر عمل کرتا ہے، وہ اس عقلمند آدمی کے مانند ٹھہرے گا جس نے چٹان پر اپنا گھر بنایا اور مینہ برسا اور پانی چڑھا اور آندھیاں چلیں اور

اس گھر پر ٹکریں لگیں، لیکن وہ نہ گرا۔ کیوں کہ اس کی بنیاد چٹان پر ڈالی گئی ہے، اور جو کوئی میری باتیں سُنتا ہے اور ان پر عمل نہیں کرتا ہے وہ اس بیوقوف آدمی کے مانند ٹھہرے گا جس نے اپنا گھر ریت پر بنایا اور مینہ برسا اور پانی چڑھا اور آندھیاں چلیں اور اس گھر کو صدمہ پہونچا اور وہ گر گیا اور بالکل برباد ہو گیا۔ (متی باب ۷)۔

لوقا باب ۱۲ میں ہے اے چھوٹے گلے نہ ڈرو کیوں کہ تمہارے باپ کو پسند آیا کہ تمہیں بادشاہت دے اپنا مال واسباب بیچ کر خیرات کر دو اور اپنے لئے ایسے بٹوے بناؤ جو پرانے نہیں ہوتے، یعنی آسمان پر ایسا خزانہ جو خالی نہیں ہوتا، جہاں چور نزدیک نہیں جاتا۔ اور کیڑا خراب نہیں کرتا۔

"یسوع نے اس پر نظر کی اور اسے اس پر پیار آیا اور اس سے کہا کہ ایک بات کی تجھ میں کمی ہے، جا جو کچھ تیرا ہے بیچ کر غریبوں کو دے، تجھے آسمان پر خزانہ ملے گا۔ اور آ کر میرے پیچھے ہو لے" (مرقس باب ۱۰)

"زکائی نے کھڑے ہو کر خداوند سے کہا، اے خداوند دیکھ میں اپنا آدھا مال غریبوں کو دیتا ہوں اور اگر کسی کا کچھ ناحق لیا ہے تو اس کو چوگنا ادا کرتا ہوں، یسوع نے اس سے کہا آج اس گھر میں نجات آئی ہے"، (لوقا باب ۱۹)۔

لوقا باب ۶ میں ہے تم اپنے دشمنوں سے محبت رکھو اور بھلا کرو اور بغیر نا امید ہوئے قرض دو تو تمہارا اجر بڑا ہو گا۔ اور تم خدا کے بیٹے ٹھہرو گے کیوں کہ وہ ناشکروں اور بدوں پر بھی مہربان ہے جیسا تمہارا باپ رحیم ہے تم بھی رحمدل ہو، عیب جوئی نہ کرو، تمہاری بھی عیب جوئی

نہ کی جائے گی۔ مجرم نہ ٹھہراؤ تم بھی مجرم نہ ٹھہرائے جاؤ گے خلاصی دو، تم بھی خلاصی پاؤ گے، دیا کرو تمہیں بھی دیا جائے گا۔ اچھا پیمانہ داب داب کر اور ہلا ہلا کر اور لبریز کر کے تمہارے پلے میں ڈالیں گے۔ کیوں کہ جس پیمانہ سے تم ناپتے ہو اسی سے تمہارے لئے ناپا جائے گا۔" متی باب ۱۸ میں ہے پطرس نے پاس آ کر اس سے کہا اے خداوند اگر میرا بھائی گناہ کرتا رہے تو میں کتنی بار معاف کروں کیا سات دفعہ تک یسوع نے اس سے کہا میں تجھ سے یہ نہیں کہتا کہ سات دفعہ بلکہ سات دفعہ کے ستر گنے تک!"

پھر ایک تمثیل بیان کی جس کے آخر میں ہے اس پر اس کے مالک نے اس کو پاس بلا کر اس سے کہا اے شریر نوکر میں نے وہ سارا قرض تجھے اس لئے بخش دیا کہ تو نے میری منت کی تھی کیا تجھے لازم نہ تھا کہ جیسا میں نے تجھ پر رحم کیا تو بھی اپنے ہم خدمت پر رحم کرتا، اور اس کے مالک نے غصہ ہو کر اس کو جلادوں کے حوالہ کیا کہ جب تک تمام قرض ادا نہ کر دے قید میں رہے، اسی طرح تمہارے ساتھ میرا آسمانی باپ بھی کرے گا۔ اگر تم میں سے ہر ایک اپنے بھائی کو دل سے معاف نہ کرے۔

توبہ سے گناہ معاف ہونے اور خدا کے خوش ہونے کی بابت حضرت مسیح نے کئی ایک تمثیل بیان کی، ایک تمثیل نقل کی جارہی ہے لوقا باب ۱۵ میں ہے "تم میں ایسا کون آدمی ہے جس کے پاس سو بھیڑیں ہوں اور ان میں سے ایک کھوئی جائے تو ننانوے کو بیابان میں چھوڑ کر اس کھوئی ہوئی کو جب تک مل نہ جائے، ڈھونڈھتا نہ رہے

پھر جب مل جاتی ہے تو وہ خوش ہو کر اسے کندھے پر اٹھا لیتا ہے اور گھر میں پہونچ کر دوستوں اور پڑوسیوں کو بلاتا اور کہتا ہے کہ میرے ساتھ خوشی کرو کیوں کہ میری کھوئی ہوئی بھیڑ مل گئی ہے میں تم سے کہتا ہوں اسی طرح ننانوے راستبازوں کے بنسبت جو توبہ کی حاجت نہیں رکھتے ایک توبہ کرنے والے گنہ گار کی بابت آسمان میں زیادہ خوشی ہوگی

انجیلی عیسائیت کلیسا کی عیسائیت سے یکسر مختلف ہے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک جلیل القدر پیغمبر ہیں جن کے ہاتھ پر طرح طرح کے معجزات کا ظہور رہوا، انہوں نے خدا کی توحید اپنی رسالت اور تورات کے احکام پر عمل کرنے کی دعوت دی، یہودیوں کے ربیوں کے درمیان قیاسی احکامات میں جو اختلافات تھے اس میں صحیح و غلط کا فیصلہ کیا اور توریت کے بعض احکام کو منسوخ کیا اور جہنم کے عذاب اور اس سے نجات کے لئے ایمان اور شریعت کے احکام پر عمل کرنے پر زیادہ زور دیا ہے، معلوم ہوا کہ جیسے اور انبیاء دنیا میں تشریف لائے اور انہوں نے خدا کی توحید کی دعوت دی۔ اور ان لوگوں کے دعوت الی اللہ کا جو انداز تھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعوت اُن سے مختلف نہیں تھی، ایک طرف عیسائیت کی یہ تصویر ہے جو انجیلوں سے ثابت ہو رہی ہے، دوسری طرف کلیسا کی عیسائیت ہے جس میں حضرت عیسیٰ خدا اور خدا کے بیٹے بن جاتے ہیں پھر اسی عقیدہ سے دوسرا عقیدہ کفارہ بنا لیا گیا کہ جب وہ خدا اور خدا کا بیٹا ہے۔ تو آخر صلیب پر چڑھ کر لعنت کی موت کیوں مرا۔ اس سوال کے حل کے لئے انہوں نے کفارہ کا عقیدہ تصنیف کر لیا،

پھر جب بیٹے کی الوہیت مسیح کی ذات میں مجسم ہوگئی تو اس سے ایک دوسرا مسئلہ پیدا ہوا کہ مسیح کی شخصیت میں الوہیت و انسانیت جمع ہیں تو ان میں باہم نسبت کیا ہے، اس طرح تثلیث و کفارہ کا عقیدہ کلیسا کی عیسائیت کا جزو لاینفک بن گیا ہے، اس تبدیلی کی تاریخ اور اس عقیدے کی تشریح اور توضیح اور اس کی تردید کو مناسب موقع پر مستقل عنوان کے تحت تفصیل سے سب کو ذکر کیا جائیگا مگر اس اجمالی بیان سے یہ بات تو بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ کلیسا کی عیسائیت انجیلی عیسائیت سے بالکل الگ ایک چیز ہے، عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ کی عقیدت اور تعظیم میں غلو کر کے اور دوسری قوموں کے عقائد و اوہام و فلسفہ کو اپنے عقائد میں شامل کر کے عیسائیت کو ایک بالکل نیا مذہب بنا دیا۔ جس کا مسیح کی تعلیمات سے دور کا بھی کوئی واسطہ نہیں ہے، بلکہ انہوں نے اپنے وہم و خیال سے ایک خیالی مسیح تصنیف کر لیا جس کا واقعاتی دنیا سے کوئی تعلق نہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات قرآن میں

تمام انبیاء پر ایک ہی دین نازل کیا گیا اور اس کا مقصد بھی ایک ہی تھا کہ لوگوں کو توحید کی تعلیم دی جائے اور اسی ایک ذات کی عبادت کا حکم دیا جائے:۔ شَرَعَ لَكُم مِّنَ الدِّينِ مَا وَصَّىٰ بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَىٰ أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ۔ (شوریٰ ۲/۱)

خدا نے تمہارے لئے وہی دین مقرر کیا جس کی وصیت نوح کو

کی تھی اور جس کو ہم نے آپ پر وحی کیا اور جس کی ہم نے ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ کو وصیت کی تھی کہ دین کو قائم رکھنا اور اس میں جھگڑا نہ کرنا۔

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ (الانبیاء ۲۵)

آپ سے پہلے جب بھی ہم نے کسی رسول کو بھیجا تو اس کو یہی تعلیم دی کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں اس لئے تم سب میری ہی عبادت کرو۔ اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی رسالت اگلے انبیاء کی رسالت کی ایک کڑی ہے، جس کا مقصد بھی یہی تھا کہ لوگوں کو دعوت دی جائے کہ اپنے مالک کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ۔ اس کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی رسالت، رسالت موسوی کی تجدید اور اس کا تکملہ تھی، جس کی وجہ سے یہ رسالت عالمگیر رسالت نہیں تھی، بلکہ قوم بنی اسرائیل کے لئے مخصوص تھی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام تورات کی تصدیق کرتے اور اس پر خود عمل کرتے تھے اور دوسروں کو بھی اس پر عمل کی تلقین کرتے تھے ان پر ایک کتاب انجیل نازل کی گئی جس میں ہدایت و نور ہے اور وہ تورات کی تصدیق کرتی تھی، اور یہود بہت سے مسائل میں آپس میں جھگڑتے تھے حضرت عیسیٰ انہیں حق بات کو بتاتے تھے اور تورات کے بعض احکام کو بحکم خدا منسوخ بھی کر دیا تھا۔

وَقَفَّيْنَا عَلَىٰ آثَارِهِمْ بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَاةِ وَآتَيْنَاهُ الْإِنْجِيلَ فِيهِ هُدًى وَنُورٌ وَمُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَاةِ وَهُدًى وَمَوْعِظَةً لِلْمُتَّقِينَ (المائدہ ۴۶)

لَمَّا جَاءَ عِيسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُم بِالْحِكْمَةِ وَلِأُبَيِّنَ لَكُم بَعْضَ الَّذِي تَخْتَلِفُونَ فِيهِ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ إِنَّ اللَّهَ هُوَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ (زخرف)

وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَلِأُحِلَّ لَكُم بَعْضَ الَّذِي حُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَجِئْتُكُم بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ إِنَّ اللَّهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ (آل عمران ۵۰-۵۱)

وَرَسُولًا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنِّي قَدْ جِئْتُكُم بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ (آل عمران ۴۹) قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ آتَانِيَ الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا أَيْنَ مَا كُنتُ وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا وَبَرًّا بِوَالِدَتِي وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا شَقِيًّا (مریم ۳۰-۳۲)

وَقَالَ الْمَسِيحُ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ إِنَّهُ مَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ (المائدہ ۷۲)

اور ایک خاص مشن حضرت عیسیٰ کا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی بشارت دینا بھی تھا۔

وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُم مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِن بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ (الصف ۶)

قرآن کی پیش کردہ عیسائیت کی تصویر کے حسب ذیل نقاط ہیں، (۱) خدا کی توحید اور اس کی عبادت کی دعوت (۲) حضرت موسیٰ کی شریعت کی تکمیل ہے کوئی عالمگیر رسالت نہیں ہے، اور

اس کا ذکر انجیل میں بھی ہے،
چنانچہ متی کی انجیل باب ۱۵ میں حضرت عیسیٰؑ کا ارشاد ہے "میں اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے لئے آیا ہوں اسی طرح انجیل کے حوالہ سے حضرت عیسیٰؑ کا ارشاد پہلے گذر چکا ہے، یہ نہ سمجھو کہ میں توراۃ یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں، منسوخ نہیں بلکہ اس کو پورا کرنے آیا ہوں۔"

(۳) حضرت احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی بشارت اور بنی اسرائیل سے سلسلہ نبوت کے ختم ہونے کا انذار و اعلان۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی بشارت اور بنی اسرائیل سے سلسلہ نبوت کے ختم ہونے کا اعلان

---

(۱) پھر اس نے لوگوں سے یہ تمثیل کہنی شروع کی کہ ایک شخص نے انگوری باغ لگا کر باغبانوں کو ٹھیکے پر دیا اور ایک بڑی مدت کے لئے پردیس چلا گیا۔ اور پھل کے موسم پر اس نے ایک نوکر باغبانوں کے پاس بھیجا تاکہ وہ باغ کے پھل کا حصہ اسے دیں لیکن باغبانوں نے اسے پیٹ کر خالی ہاتھ لوٹا دیا، پھر اس نے ایک اور نوکر کو بھیجا انہوں نے اس کو بھی پیٹ کر اور بے عزت کرکے خالی ہاتھ لوٹا دیا۔ پھر اس نے تیسرا بھیجا انہوں نے اس کو بھی زخمی کرکے نکال دیا۔ اس پر باغ کے مالک نے کہا کیا کروں میں اپنے پیارے بیٹے کو بھیجوں گا شاید اس کا لحاظ کریں، جب باغبانوں نے اسے دیکھا تو آپس میں

صلاح کر کے کہا کہ یہی وارث ہے اسے قتل کریں کہ میراث ہماری ہو جائے پس اس کو باغ کے باہر نکال کر قتل کیا۔ اب باغ کا مالک ان کے ساتھ کیا کرے گا۔ وہ آکر ان باغبانوں کو ہلاک کرے گا۔ اور باغ اوروں کو دیدے گا۔ انہوں نے یہ سنکر کہا خدا نہ کرے اس نے اس کی طرف دیکھ کر کہا پھر یہ کیا لکھا ہے کہ جس پتھر کو معماروں نے رد کیا وہی کونے کے سرے کا پتھر ہو گیا۔ جو کوئی اس پتھر پر گرے گا۔ اس کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے۔ لیکن جس پر وہ گرے گا اسے پیس ڈالے گا (لوقا باب ۲۰)

اور متی باب ۲۱ میں یہی تمثیل اس سے مفصل ہے جس میں یسوع نے ان سے کہا کیا تم نے کتاب مقدس میں کبھی نہیں پڑھا کہ جس پتھر کو معماروں نے رد کیا وہی کونے کا پتھر ہو گیا، یہ خداوند کی طرف سے ہوا، اور ہماری نظر میں عجیب ہوا۔ اس لئے میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہت تم سے لے لی جائیگی اور اس قوم کو جو اس کے پھل لائے دیدی جائیگی اور جو اس پتھر پر گرے گا اس کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے۔ مگر وہ جس پر گرے گا اسے پیس ڈالے گا۔ جب سردار اور کاہنوں نے، فریسیوں نے اس کی تمثیلیں سنیں تو سمجھ گئے کہ ہمارے حق میں کہتا ہے اور اس کو پکڑنے کی کوشش میں تھے، لیکن لوگوں سے ڈرتے تھے، کیونکہ وہ اسے جانتے تھے، اسی طرح یہ تمثیل مرقس باب ۱۲ میں بھی ہے

اس تمثیل میں انگوری باغ کا مالک اس سے مراد اللہ تعالیٰ ہے اور باغبان ٹھیکے پر لینے والے اس سے مراد قوم یہود ہیں۔ نوکر سے مراد انبیاء بنی اسرائیل جس کے آخر حضرت زکریا و یحییٰ ہیں، جن کو یہودیوں نے قتل کیا اور پیارے بیٹے سے مراد حضرت عیسیٰ ہیں

جن کے قتل کرنے پر یہود مصر تھے اور اپنے گمان میں ان کو قتل بھی کر دیا جس سے مالک یعنی خدا ناراض ہوا۔ اور نبوت وحکومت ان سے سلب کر لی۔ اور دوسرے باغبانوں سے جو موسم پر اس کو پھل لا کر دیں اس سے مراد امت محمدیہ ہے جو پانچوں نماز اس کے وقت مقررہ پر پڑھتے ہیں اور اپنے وقت پر زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اس کی توحید و تسبیح کرتے ہیں، جس پتھر کو معماروں نے رد کیا اس سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، یہود آل اسماعیل کو حقیر جانتے تھے، اس لئے ان کی نظر میں عجیب ہوا، اس پتھر سے حضرت عیسٰی مراد نہیں ہو سکتے ہیں، اس لئے کہ اس کے لڑکے کو تو باغبانوں نے پکڑ لیا۔ اس کے بعد وہ پتھر آیا جو مقابلہ کرنے والوں کو پیس کے رکھدیگا اور کاہنوں اور فریسیوں نے بھی یہی سمجھا کہ وہ بنی اسرائیل سے نہیں ہوگا۔ جس کی وجہ سے وہ لوگ ناراض ہو کر حضرت عیسٰی کو گرفتار کرنا چاہتے تھے۔

(۲) خدا کی بادشاہت نزدیک آگئی ہے

حضرت یحیٰی یہودیہ کے بیابان میں منادی کرنے لگے کہ توبہ کرو کیونکہ آسمان کی بادشاہت نزدیک آگئی ہے (متی باب ۳)

حضرت عیسٰی نے ملکوت اللہ کی بشارت دی اس وقت سے یسوع نے منادی کرنی اور یہ کہنا شروع کیا کہ توبہ کرو کیوں کہ آسمان کی بادشاہت نزدیک آگئی ہے (متی باب ۴)

حضرت عیسٰی نے دعا کی تعلیم دی تو فرمایا کہ تم دعا کرو، اے

ہمارے باپ تو جو آسمان پر ہے تیرا نام پاک مانا جائے تیری بادشاہت آئے (متی باب ۶، لوقا باب ۱۱)

حضرت عیسیٰ نے بارہ حواریوں کو تبلیغ کے لئے روانہ کیا، تو اس میں حکم دیا "اور چلتے چلتے یہ منادی کرنا کہ آسمان کی بادشاہت نزدیک آگئی ہے"، (متی باب ۱۰) اسی طرح لوقا باب ۹ میں ہے۔ اور انہیں خدا کی بادشاہت کی منادی کرنے اور بیماروں کو اچھا کرنے کے لئے بھیجا اور ستر شاگردوں کو منتخب کر لیا تو ان کو حکم دیتے ہوئے فرمایا "اور ان سے کہو کہ خدا کی بادشاہت تمہارے نزدیک آپہنچی ہے"۔ (لوقا باب ۱۰)۔

خدا کی بادشاہت کی بشارت حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ نے دی، حواریوں اور ستر شاگردوں نے دی اور وہ سب لوگ اس کے آنے کے امیدوار تھے، خدا کی بادشاہت سے نجات کا وہ طریقہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ظاہر ہوا مراد نہیں ہو سکتا ہے اسلئے کہ حضرت عیسیٰ کے دعویٰ نبوت کے بعد وہ طریقہ تو ظاہر ہو چکا۔ بلکہ اس سے نجات کا وہ طریقہ مراد ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ظاہر ہوا۔ پھر وہ طریقۂ نجات بادشاہت ہے جس میں مخالفین کے ساتھ جہاد و قتال ہوگا۔ جس کی وجہ سے شریعتِ اسلامی کا مصداق ہونا اور بھی واضح ہو جاتا ہے۔ اسی شریعت میں جہاد ہے اور حضرت عیسیٰ کی شریعت میں جہاد نہیں ہے اور اس بادشاہت سے دین عیسوی کا پوری دنیا میں پھیلنا بھی مراد نہیں ہو سکتا ہے، اس لئے کہ انجیل میں ہی کہا ہے کہ آسمانی بادشاہت

اس آدمی کے مانند ہے جس نے اپنے کھیت میں اچھا بیج بویا ہو (متی باب ۱۳)
دوسری تمثیل آسمان کی بادشاہت اس بالی کے دانے کے مانند ہے
جسے کسی آدمی نے لے کر اپنے کھیت میں بو دیا، (متی باب ۱۳)
تیسری تمثیل میں آسمان کی بادشاہت اس خمیر کے مانند ہے جسے
کسی عورت نے لیکر تین پیمانہ آٹے میں ملا دیا ہو۔
آسمانی بادشاہت کو آدمی جس نے بیج بویا، اس سے مشابہ قرار دیا
کھیتی کے بڑھنے اور کاٹنے سے تشبیہ نہیں دی اسی طرح رائی کے دانے
سے تشبیہ دی بہت بڑے درخت سے تشبیہ نہیں دی اسی طرح خمیر سے
تشبیہ دی سب آٹے کے خمیر بن جانے سے تشبیہ نہیں دی ہے، یہ دلیل
ہے کہ اس سے دین عیسٰی کی اشاعت اور ساری دنیا میں پھیل جانا مراد
نہیں ہے پھر اس سے پہلی بشارت میں حضرت عیسٰی نے فرمایا کہ آسمان
کی بادشاہت تم سے لے لی جائے گی، اور اس قوم کو دی جائے گی،
جو اس کے پھل لا کر دے جائے،
(ع۲) آسمان کی بادشاہت اس گھر کے مالک کے مانند ہے جو سویرے
نکلا تا کہ اپنے انگوری باغ میں مزدور لگائے اور اس نے مزدوروں
سے ایک دینار روز ٹھہرا کر انہیں اپنے باغ میں بھیج دیا، پھر پہر دن
چڑھے کے قریب نکل کر اس نے اوروں کو بازار میں بیکار کھڑے
دیکھا اور ان سے کہا تم بھی باغ میں چلے جاؤ اور جو واجب ہے
تمہیں دوں گا، پس وہ چلے گئے، پھر اس نے دوپہر اور تیسرے پہر
کے قریب نکل کر ویسا ہی کیا اور کوئی ایک گھنٹہ دن رہے پھر نکل کر اوروں
کو کھڑے پایا اور ان سے کہا تم کیوں یہاں تمام دن بیکار کھڑے

رہے، انہوں نے اس سے کہا، اس لئے کہ ہم کو کسی نے مزدوری پر نہیں لگایا۔ اس نے ان سے کہا تم بھی باغ میں چلے جاؤ، جب شام ہوئی تو باغ کے مالک نے اپنے کارندوں سے کہا کہ مزدوروں کو بلا، اور پچھلوں سے لیکر پہلوں تک انہیں مزدوری دیدے، جب وہ آئے جو گھنٹہ بھر دن رہے، لگائے گئے تھے تو انہیں ایک ایک دینار ملا۔

جب پہلے مزدور آئے تو انہوں نے سمجھا کہ ہمیں زیادہ ملیگا اور ان کو بھی ایک ہی دینار ملا، جب ملا تو گھر کے مالک سے یہ کہہ کر شکایت کرنے لگے، کہ ان پچھلوں نے ایک ہی گھنٹہ کام کیا ہے اور تو نے انہیں ہمارے برابر کر دیا، جنھوں نے دن بھر کا بوجھ اٹھایا تھا اور سخت دھوپ سہی اس نے جواب دیکر ایک سے کہا میاں میں تیرے ساتھ بے انصافی نہیں کرتا، کیا تیرا مجھ پر ایک دینار نہیں ٹھہرا تھا۔ جو تیرا ہے اٹھالے اور چلا جا میری مرضی یہ ہے کہ جتنا تجھے دیتا ہوں اس پچھلے کو بھی اتنا ہی دوں کیا مجھے روا نہیں کہ اپنے مال کو جو چاہوں، سو کروں یا تو اس لئے کہ میں نیک ہوں بُری نظر سے دیکھتا ہے اسی طرح آخر اول ہو جائیں گے، اور اول آخر (متی باب ۲۰)

امت محمدیہ آخر ہیں مگر اجر و ثواب پانے میں مقدم، عن ابی ھریرۃ انہ سمع النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول نحن الآخرون السابقون یوم القیامۃ بید انھم اوتوا الکتاب من قبلنا۔ (بخاری شریف باب فرض الجمعہ)

اور ابن عمر کی حدیث بخاری میں ہے ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال انما مثلکم و الیھود و النصاریٰ کرجل استعمل عمالاً

فقال من یعمل لی الی نصف النھار علی قیراط قیراط فعملت الیھود علی قیراط قیراط ثم عملت النصاریٰ علی قیراط قیراط ثم انتم تعملون من صلوٰۃ العصر الی مغارب الشمس علی قیراطین قیراطین فغضبت الیھود والنصاریٰ وقالوا نحن اکثر عملاً واقل عطاء قال ھل ظلمتکم من حقکم شیئاً قالوا لا قال فذالک فضلی اوتیہ من اشاء، اور ابو موسیٰ اشعری کی حدیث میں اس سے ملتا جلتا مضمون ہے جس کے آخر میں ہے۔ فذالک مثلھم ومثل ما قبلوا من ھذا النور۔

رواہ البخاری، ابن عمر اور ابو موسیٰ اشعری کی حدیث کا مضمون انجیل کی تمثیل کے قریب قریب ہے،

(۴) اگر تم مجھ سے محبت رکھتے ہو تو میرے حکموں پر عمل کرو گے، اور میں باپ سے درخواست کروں گا۔ تو وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا، کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے یعنی سچائی کی روح جسے دنیا حاصل نہیں کر سکتی کیوں کہ نہ اسے دیکھتی اور نہ جانتی ہے، تم اسے جانتے ہو کیونکہ وہ تمہارے ساتھ رہتا ہے، اور تمہارے اندر رہتا ہے میں تمہیں یتیم نہ چھوڑوں گا، میں تمہارے پاس آؤں گا (یوحنا باب ۱۴ آیت ۱۵ تا ۱۸) میں نے یہ باتیں تمہارے ساتھ رہ کر تم سے کہیں لیکن مددگار یعنی روح القدس جسے باپ میرے نام سے بھیجے گا وہی تمہیں سب باتیں سکھائے گا اور جو کچھ میں نے تم سے کہا ہے وہ سب تمہیں یاد دلائے گا، میں تمہیں اطمینان دیئے جاتا ہوں (یوحنا باب ۱۴ آیت ۲۵ تا ۲۷) اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہ کروں گا کیوں کہ دنیا کا سردار

آتا ہے اور مجھ میں اس کا کچھ نہیں لیکن یہ اس لئے ہوتا ہے کہ دنیا جانے کہ میں باپ سے محبت رکھتا ہوں اور جس طرح باپ نے مجھے حکم دیا۔ میں ویسا ہی کرتا ہوں (یوحنا باب ۱۴، آیت ۳۰-۳۱)

حضرت عیسیٰ نے یہودیوں کے گنہگار ہونے کی دلیل دیتے ہوئے فرمایا "اگر میں نہ آتا اور ان سے کلام نہ کرتا تو وہ گنہگار نہ ٹھہرتے، لیکن ان کے پاس اب گناہ کا عذر نہیں" آگے چل کر فرمایا کہ "لیکن جب وہ مددگار آئے گا جس کو میں تمہارے باپ کی طرف سے بھیجوں گا یعنی سچائی کی روح، جو باپ کی طرف سے نکلتا ہے تو وہ میری گواہی دے گا اور تم بھی گواہ ہو کیوں کہ شروع سے میرے ساتھ ہو، میں نے یہ باتیں تم سے اس لئے کہیں کہ تم ٹھوکر نہ کھاؤ" (یوحنا باب ۱۵ آیت ۲۶، ۲۷) لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لئے فائدہ مند ہے کیوں کہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار تمہارے پاس نہ آئے گا۔ لیکن اگر جاؤں گا تو اسے تمہارے پاس بھیج دونگا، اور وہ آکر دنیا کو گناہ اور راستبازی اور عدالت کے بارے میں قصوروار ٹھہرائے گا۔ گناہ کے بارے میں اس لئے کہ وہ مجھ پر ایمان نہیں لاتے، راستبازی کے بارے میں اس لئے کہ میں باپ کے پاس جاتا ہوں اور تم مجھے پھر نہ دیکھو گے، عدالت کے بارے میں اس لئے کہ دنیا کا سردار مجرم ٹھہرایا گیا۔ مجھے تم سے اور بھی باتیں کہنی ہیں، مگر اب تم ان کو برداشت نہیں کر سکتے لیکن جب وہ یعنی سچائی کی روح آئیگا تو تم کو سچائی کی راہ دکھائے گا اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا۔ لیکن جو سنے گا وہی کہیگا۔ اور تمہیں آئندہ کی خبریں دیگا

وہ میرا جلال ظاہر کرے گا۔ اس لئے کہ مجھ سے حاصل کرکے تمہیں خبریں دے گا۔ جو کچھ باپ کا ہے وہ سب میرا ہے اس لئے میں نے کہا کہ وہ مجھ سے حاصل کرتا ہے، اور تمہیں خبر دیگا یوحنا باب ۱۶ آیت ۷ تا ۱۶ ان بشارتوں کی وجہ سے اہل کتاب ایک نبی کے مبعوث ہونے کے منتظر تھے۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے اہل کتاب کو بھی انتظار تھا چنانچہ نجاشی شاہ حبشہ کو جب آپ کا خط ملا تو اس نے کہا۔ اشهد بالله انه النبي الذي ينتظره اهل الكتاب اور جواب لکھا کہ میں جعفر طیارؓ کے ہاتھوں بیعت ہو کر مسلمان ہو گیا ہوں، اسلام لانے سے پہلے وہ نصرانی تھا اسی طرح آپ نے مقوقس شاہ مصر کے پاس خط لکھا تو اس نے جواب تحریر کیا فقد قرأت کتابك وفهمت ما ذكرت وما تدعوا اليه وقد علمت ان نبيا قد بقي وقد كنت اظن انه يخرج بالشام وقد اكرمت رسولك اس میں اس نے اعتراف کیا کہ ایک نبی کا خروج باقی تھا جس کے بارے میں میرا خیال تھا کہ اس کا ظہور ملک شام میں ہوگا،

ہرقل قیصر روم کے پاس آپ نے خط لکھا تھا، اور دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے ذریعہ عظیم بُصریٰ کے توسط سے اس تک پہونچا اس نے ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کے ذریعہ تحقیقات کیں اس نے بھی کہا وقد كنت اعلم انه خارج لم اكن اظن انه منكم کہ مجھ کو یہ بات تو معلوم تھی کہ ایک نبی کا ظہور ہوگا مگر یہ نہیں گمان تھا کہ تم لوگوں میں ہوگا۔ ہرقل نے اپنے ایک ساتھی کے پاس خط لکھا جو علم و فضل میں ہرقل کے ٹکر کا تھا اسکی بھی وہی رائے تھی (البخاری) وفد نجران

جب مدینہ آرہا تھا اس میں تین شخص حد درجہ معزز تھے، ان میں ابو حارثہ بڑا عالم تھا۔ اس نے اپنے بھائی کرز سے کہا واللہ انہ النبی الذی کنا ننتظرہ جس کی وجہ سے کرز بعد میں مسلمان ہو گیا۔

اس طرح کے کتنے ہی واقعات ہیں جن کو ابن قیم نے ہدایۃ الحیاریٰ میں ذکر کیا جن کو تفصیل دیکھنی ہے ہدایۃ الحیاریٰ اور اظہار الحق، الجواب الصحیح لمن بدّل دین المسیح کا مطالعہ کرے، ہمارا مقصد یہاں پر صرف اتنا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کے اس فرمان کی وجہ سے ان نصرانیوں کو اس نبی کے آنے کا انتظار تھا۔ اسی لئے بعض عیسائیوں نے بھی دعویٰ کیا کہ میں ہی مددگار فارقلیط ہوں اور بہت سے عیسائی اس پر ایمان لائے، رومن تواریخ کلیسا میں ہے کہ مونٹانس نے ۱۷۷ء میں دعویٰ کیا تھا کہ میں فارقلیط ہوں (نوید جاوید ص۹۴) (اظہار الحق ج ۴ ص۱۱۸۸)

انجیل یوحنا میں اس مددگار۔ دنیا کا سردار۔ اور کسی کسی ترجمہ انجیل میں مددگار کی جگہ وکیل و شفیع کا لفظ آیا ہے، اس کے جو اوصاف بیان کئے گئے ہیں وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی صادق آتے ہیں (۱) ابد تک تمہارے ساتھ رہیگا (۲) وہی تمہیں سب باتیں سکھائیگا (۳) جو کچھ میں نے تم سے کہا ہے وہ سب تمہیں یاد دلائے گا۔ (۴) میری (یعنی حضرت عیسیٰ کی) گواہی دے گا۔ اور تم بھی گواہ ہو (۵) اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار تمہارے پاس نہ آئے گا۔ (۶) دنیا کو گناہ اور راستبازی اور عدالت کے بارے میں قصوروار ٹھہرائے گا، (۷) مجھے تم سے اور بھی باتیں کہنی ہیں، مگر اب تم ان کو برداشت نہیں کر سکتے، لیکن جب

وہ آئے گا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا۔ تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا۔ میرا جلال ظاہر کریگا۔

(۱) روح الحق اور مددگار کو اپنے جانے پر موقوف رکھا اس لئے کہ دو رسول مستقل شریعت والے ایک زمانہ میں نہیں ہوسکتے ہیں۔ اگر ایک دوسرے کی شریعت کا متبع ہو تو دو رسول ایک وقت میں ہوسکتے ہیں۔ جیسے حضرت موسیٰ و ہارون، (۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے گواہی دیں گے۔ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے منکر ہوں گے یعنی ان کی رسالت و نبوت کے منکر ہیں اور ان کی ماں پر تہمت رکھتے ہیں انکے خلاف حضرت عیسیٰ کی رسالت و عبدیت اور ان کی ماں کی طہارت کو ان لوگوں کے درمیان بیان کریں گے۔ اسی طرح ان کی الوہیت کے جو قائل ہیں۔ جو بدتر بن طرح کا کفر ہے۔ ان پر انکار کریں گے۔ حواری بھی ان باتوں کو جانتے تھے کہ حضرت عیسیٰ کیا ہیں، پھر ان کو یاد دلایا اور بتلایا تاکہ وہ لوگ اور ان کے توسط سے دوسرے لوگ اس پر ایمان لائیں۔

(۳) حضرت عیسیٰ کو بہت سی اور بھی باتیں بتلانی تھیں مگر ابھی تک ان میں اتنی صلاحیت نہیں تھی کہ اس کو برداشت کرتے اور سمجھ جاتے اس لئے حضرت عیسیٰ نے کلموا الناس علیٰ قدر عقولھم کے قاعدہ سے اتنی ہی بات پر اکتفا کیا اور فرمایا کہ جب وہ مددگار آئیگا تو ان باتوں کو جو سچائی کی راہیں ہیں بتلائے گا۔ غیبی خبریں بتائیگا،

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی صفات کو، یوم آخرۃ کی تفصیل کو اور دوزخ و جنت کی تفصیل کو بیان کیا جس کے بیان سے

توریت وانجیل خاموش ہیں۔

اسی طرح سچائی کی تمام راہوں کو بیان کرکے دین کو کامل ومکمل کردیا اور حضرت عیسیٰ کے جلال وعظمت کو بیان کیا ہے اسی طرح فارقلیط و مددگار اور سردار آکر دنیا کو تین چیزوں سے قصوروار ٹھہرائے گا اور ان کو الزام دے گا۔ یہ محمد رسول اللہ ہی ہیں،

اول گناہ اور اس سے مطلقاً گناہ مراد نہیں ہے، بلکہ ایک خاص گناہ حضرت عیسیٰ پر ایمان نہ لانے کا۔ جیسا کہ اس سے پہلے خود حضرت عیسیٰ کا قول نقل کیا گیا کہ اگر میں نہ آتا اور ان سے کلام نہ کرتا تو وہ گنہگار نہ ٹھہرتے وبکفرھم وقولھم علیٰ مریم بھتانا عظیما

دوم۔ راستبازی کے سبب یہاں پر مطلقاً سچائی مراد نہیں ہے بلکہ خاص واقعہ کی سچائی یعنی دنیا کو میرے مصلوب ہونے کا گمان ہوگا، وہ سچی اور واقعی بات بیان کرکے دنیا کو الزام دے گا کہ تمہارا یہ کہنا صحیح نہیں ہے، بلکہ بغیر مصلوب ہوئے وہ خدا کے پاس چلے گئے،

وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا (سورہ نساء ۱۵۷)

سوم۔ عدالت سے الزام دے گا یہودیوں نے جو ظالمانہ حکم حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر لگایا کہ وہ اپنے کو خدا اور خدا کا بیٹا کہتا ہے جس کی وجہ سے ان لوگوں نے سولی دینے کا فیصلہ کیا اس الزام کو غلط بتائیگا۔ قَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ (مائدہ ۷۲)

ایسا مددگار اور سردارِ جہاں حضرت عیسیٰ کے بعد محمد رسول اللہ کے سوا کوئی نہیں ہے جس میں یہ تمام اوصاف بدرجۂ اتم موجود ہوں اور اس پر صادق آتے ہوں اور ادھر خود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا دعویٰ بھی کیا کہ میں ہی بشارتِ عیسیٰ کا مصداق ہوں اور آپ کے زمانہ کے کتنے ہی عیسائی علماء نے اس کا اقرار و اعتراف بھی کیا کہ آنحضور ہی اسکے مصداق ہیں چونکہ اس تعبیر سے ایک پیغمبر کی بعثت کی پیشین گوئی ہوتی ہے۔ اور اس سے عیسائی کلیسا کی اس تعلیم و تبلیغ کی مخالفت ہوتی ہے، جس کی تعلیمات میں لوگوں کو باور کرایا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ ہی آخری نبی ہیں اس لئے ان لوگوں نے اس کی طرح طرح کی تاویل کی کبھی کسی نے یہ کہا کہ اس سے مراد خود دوبارہ حضرت عیسیٰ کا آنا ہے چنانچہ قبر سے زندہ ہو کر حواریوں کے سامنے آئے مگر حضرت عیسیٰ اس کا مصداق کیسے ہو سکتے ہیں۔ جب کہ وہ خود کہتے ہیں کہ میں باپ سے درخواست کروں گا تو وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا۔ کہ ابد تک ساتھ رہے گا۔ پھر حضرت عیسیٰ نے اپنے بارے میں دنیا کو کس طرح الزام دیا۔

اور بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد روح القدس کا نزول ہے۔ جو عید پنتیکست کے دن حواریوں پر ہوا تھا۔ جب عید پنتیکست کا دن آیا تو وہ لوگ ایک جگہ جمع تھے کہ یکایک آسمان سے ایسی آواز آئی جیسے زور کی آندھی کا سناٹا ہوتا ہے اور اس سے سارا گھر جہاں وہ بیٹھے تھے گونج گیا۔ اور انہیں آگ کے شعلے کی سی پھٹتی ہوئی زبانیں دیکھائی دیں۔ اور ان میں سے ہر ایک آ ٹھہریں اور وہ سب روح القدس سے بھر گئے۔ اور غیر زبانیں بولنے لگے۔ جس طرح

روح نے انہیں بولنے کی طاقت بخشی ، (اعمال باب ع۲)
اس وکیل ومددگار و سردار سے روح القدس مراد لینا کسی صورت سے صحیح نہیں ہے ۔ اس لئے کہ حضرت عیسٰی نے اس وکیل وشفیع کی بشارت دینے سے پہلے فرمایا کہ اگر تم مجھ سے محبت رکھتے ہو تو میرے حکموں پر عمل کرو ۔ اس سے حضرت کا مقصد یہ ہے کہ میں جس نئے نبی کی نبوت کی پیشین گوئی کر رہا ہوں اس کے ظہور کے وقت بہت سے لوگ انکار کریں گے ۔۔۔ اس لئے انہوں نے اس فقرہ کے ذریعہ ان کو متوجہ کر کے اس کی تاکید کی پھر ان کی آمد کی اطلاع دی ۔ اور روح کتاب اعمال کی تصریح کے مطابق تمام لوگوں پر ٹھہری اور سب لوگ روح القدس سے بھر گئے لہٰذا جن لوگوں پر روح نازل ہوئی ان کی کیفیت اس شخص کی طرح تھی جیسے کسی پر جن سوار ہو ایسی صورت میں اس سے متأثر ہونے والے کے لئے انکار کا وہم بھی نہیں ہو سکتا ہے ۔ اس لئے حضرت عیسٰی کو مذکورہ بالا فقرہ کہنے کی کوئی ضرورت ہی نہیں تھی ۔ اسی طرح اس کے نزول کو مستبعد سمجھنے کا گمان بھی نہیں کیا جا سکتا تھا ۔ اس لئے کہ اس سے قبل وہ اس سے مستفیض ہو چکے تھے ۔

حضرت عیسٰی نے بارہ شاگردوں کو منادی کرنے کے لئے بھیجتے وقت فرمایا تھا کہ فکر نہ کرنا کہ ہم کس طرح کہیں یا کیا کہیں کیوں کہ جو کچھ کہنا ہوگا ۔ اسی گھڑی تمہیں بتایا جائے گا ۔ کیوں کہ بولنے والے تم نہیں بلکہ تمہارے باپ کا روح ہے جو تم میں بولتا ہے ۔ (متی باب ع۱۰)

اس وکیل وشافع کا آنا حضرت عیسٰی کے جانے پر موقوف ہے حضرت عیسٰی نے آسمان پر جانے سے پہلے حواریوں کو روح دی ۔۔۔

یسوع نے پھر ان سے کہا کہ تمہاری سلامتی ہو، جس طرح باپ نے مجھے بھیجا ہے اسی طرح میں تمہیں بھیجتا ہوں اور یہ کہہ کر ان پر پھونکا اور ان سے کہا کہ روح القدس لے لو۔ (یوحنا باب ۲۰)
خود حضرت عیسیٰ پر اصطباغ کے موقع پر روح کبوتر کی شکل میں نازل ہوئی۔ ان بیانات سے یہ بات معلوم ہوئی کہ روح القدس ایسی چیز نہیں جس کا آنا حضرت عیسیٰ کے رفع سماوی پر موقوف ہو۔ وہ شفیع و وکیل حضرت عیسیٰ کی گواہی دے گا۔ اور حضرت عیسیٰ نے حواریوں کے بارے میں بھی فرمایا کہ تم بھی گواہ ہو کیوں کہ تم شروع سے میرے ساتھ ہو جس سے معلوم ہوا کہ وہ روح بھی لوگوں کے سامنے گواہی دے گی اور حواریوں پر عید پنتیکست کے دن روح کا نزول ہوا تو روح کی شہادت بعینہٖ حواریوں کی شہادت ہوئی جیسے کسی پر جن مسلط ہو تو جن کا کلام بعینہٖ اس شخص کا کلام ہے۔ وہ شفیع دنیا کو ملامت کرے گا۔ روح کا ملامت کرنا کسی طرح درست نہیں ہے اور حواریوں کا کام ترغیب و وعظ کے ذریعہ دعوت دینا تھا۔ دنیا کو ملامت کرنا۔ یہ تو حضرت محمد رسول اللہ نے انجام دیا۔ اس لئے منطق کے اصولوں کے مطابق یوحنا کے بیان کردہ مددگار و سردار میں یسوع کے مانند ایک بشر نظر آتا ہے جو سماعت و نطق کی صلاحیتیں رکھتا ہے۔ اور وہ نوع انسانی کے لئے ایک دوسرا شفاعت کرنے والا ہوگا، جیسا کہ یسوع اپنی حیات دنیوی کے درمیان انسانوں کی طرف سے بارگاہ خداوندی میں شفاعت کرتے تھے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنیکی سازش

حضرت عیسیٰ علیہ السلام برابر بنی اسرائیل کو حجت و برہان اور معجزات کے ذریعہ دین حق کی تعلیم دیتے رہے اور ان کو ان کا بھولا ہوا سبق یاد دلاتے رہے مگر یہودی قوم کی صدیوں سے مسلسل سرکشی کی وجہ سے ان کے قلوب اتنے سخت ہو گئے تھے کہ ایک مختصر سی جماعت کے علاوہ ان کی بھاری اکثریت حضرت عیسیٰؑ کی مخالفت پر کمربستہ ہو گئی۔ اور ان کے ساتھ حسد و بغض کو اپنی جماعتی زندگی کا شعار بنالیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کو دیکھ کر اس کو جادو بتانے اور کہتے کہ بعلزبول (شیطان کا سردار) کی مدد سے یہ کام انجام دیتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک مرتبہ انکے جواب میں ارشاد فرمایا تھا۔ جس کی بادشاہت میں پھوٹ پڑتی ہے وہ ویران ہو جاتی ہے، جس کسی شہر یا گھر میں پھوٹ پڑے گی وہ قائم نہیں رہے گا۔ اور اگر شیطان نے شیطان کو نکالا تو اپنا آپ ہو گیا، پھر اس کی بادشاہت کیوں کر قائم ہو گی۔

(متی باب ۱۲، مرقس باب ۱۳)

کبھی الزام دیتے کہ یہ اور ان کے شاگرد موسوی شریعت کی علانیہ توہین کرتے ہیں یوم السبت کی روایات کو پامال کرتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس کا جواب دیا کہ سبت کے دن نیکی کرنا روا ہے (متی باب ۱۲) ایک مرتبہ ان کے اعتراض کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ کیا تم نے توریت میں

اس دور بت پرستی میں رومیوں اور یونانیوں کے لیے انوکھی اور اچنبھے کی بات نہیں تھی کہ خدا کا بیٹا ہو اور آسمان سے اترا ہو۔ فراعنہ مصر قیاصرہ روم وغیرہ کو اس دور کے لوگ اسی نظر سے دیکھتے تھے کہ وہ دیوتا ہیں جو آسمان سے اترے ہیں۔

یروشلم کی کلیسا نے دیکھا کہ پولس حضرت عیسیٰؑ کی شریعت میں تحریف کر رہا ہے اور انجیل کے نام پر ایسی تعلیم دیتا ہے جو انجیل کی تعلیم کے سراسر خلاف ہے تو ان لوگوں نے اس کی شدت سے مخالفت شروع کر دی اس وقت یروشلم کی کلیسا کو نہایت اہم مقام حاصل تھا جس کی وجہ سے پولس سے بہت سے لوگ برگشتہ ہو گئے تیھمتیس کے نام دوسرے خط میں لکھتا ہے کہ تو جانتا ہے کہ آسیہ کے سب لوگ مجھ سے پھر گئے ہیں جس میں فوگلس اور ہرگلنیس ہیں اسکندر ٹھیٹرے نے مجھ سے بہت برائیاں کیں خداوند اس کے کاموں کے موافق بدلہ دیگا اس سے تو بھی دور رہ کیوں کہ اس نے ہماری باتوں کی بڑی مخالفت کی ہے اور گلتیوں کے نام خط میں لکھتا ہے میں تعجب کرتا ہوں کہ جس نے تمہیں مسیح کے فضل سے بلایا اس سے تم اس قدر جلد پھر کر کسی اور طرح کی خوشخبری (انجیل) کی طرف مائل ہونے لگے آگے لکھتا ہے کہ مگر ہم یا آسمان کا کوئی فرشتہ بھی اس خوش خبری کے سوا جو ہم نے تم کو سنائی کوئی اور خوشخبری سنائے تو ملعون ہو۔ ان سب کے باوجود لوگ اس کی تعلیم سے مطمئن نہیں ہوئے اور رسولوں کی کو اس پر فوقیت دیتے رہے تو غصہ میں آپے سے باہر ہو جاتا ہے گرنتھیوں کے نام دوسرے خط میں لکھتا ہے میں تو اپنے آپ کو ان افضل رسولوں سے کچھ کم نہیں سمجھتا کیا وہی عبرانی ہیں میں بھی ہوں کیا وہی اسرائیلی ہیں میں بھی ہوں کیا وہی ابراہیم کے نسل سے ہیں میں بھی ہوں کیا وہی مسیح کے خادم ہیں میرا یہ کہنا دیوانگی ہے میں زیادہ تر ہوں محنتوں میں زیادہ کوڑے کھانے میں زیادہ آگے اپنے مکاشفہ کو ذکر کرتا ہے جس میں فردوس میں پہنچ کر ایسی باتیں سنیں جو کہنے کی نہیں آگے لکھتا ہے میں نے خود اپنے منہ سے اپنی تعریف کی میں بیوقوف بنا مگر تم نے مجھے مجبور کیا کیوں کہ تم کو میری تعریف کرنی چاہیے تھی پولس کہتا تھا کہ مجھ کو رسولوں سے تعلیم حاصل کرنے کی

ادا کرو۔ (متی باب ۲۲)

جس قدر بنی اسرائیل کا جوشِ مخالفت بڑھتا گیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی فریسیوں اور کاہنوں کے عیوب کو کھول کھول کر بیان کرنے لگے، جسکی وجہ سے ان کی آتشِ غضب بہت بھڑک گئی مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مریضوں کے شفا دینے کے معجزہ کی وجہ سے ان کے ساتھ ایک بھیڑ رہا کرتی تھی۔ جس کی وجہ سے ان کو گرفتار کرنے کی ہمت نہیں کرتے تھے۔

ایک مرتبہ ارشاد فرمایا۔ اے ریاکار فقیہو! اور فریسیو! تم پر افسوس ہے کہ آسمان کی بادشاہت تم لوگوں پر بند کرتے ہو۔ کیوں کہ نہ آپ داخل ہوتے ہو اور نہ داخل ہونے والے کو داخل ہونے دیتے ہو۔

اے ریاکار فقیہو! اور فریسیو! تم پر افسوس ہے کہ ایک مرید کرنے کے لئے تری اور خشکی کا دورہ کرتے ہو، اور جب مرید ہو جاتا ہے، تو اسے اپنے سے دونا جہنم کا فرزند بناتے ہو۔

اے ریاکار فقیہو! اور فریسیو! تم پر افسوس ہے کہ تم سفیدی پھری ہوئی قبروں کے مانند جو اوپر سے خوبصورت دکھائی دیتی ہے، مگر اندر مُردوں کی ہڈیوں اور ہر طرح کی نجاست سے بھری ہوتی ہے۔ اسی طرح تم بھی ظاہر میں لوگوں کو راست باز دکھائی دیتے ہو، مگر باطن میں ریاکاری اور بے دینی سے بھرے ہوئے ہو، (متی باب ۲۳)

قرآن کہتا ہے۔ لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَىٰ لِسَانِ دَاوُدَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ (المائدہ ع ۷۸)

بنی اسرائیل ان باتوں کو سُنکر دانت پیستے، مگر آپ پر ہاتھ اٹھانے کی

ہمت نہ پاتے۔ جب آپنے بنی اسرائیل سے سلسلۂ نبوت کے ختم ہونے کا اعلان شروع کیا۔ اور فرمانے لگے کہ وہ مسیح اور مسیا بنی اسرائیل سے نہیں ہوگا، اور جب فریسی جمع ہوئے، تو یسوع نے ان سے پوچھا کہ تم مسیح کے حق میں کیا سمجھتے ہو، وہ کس کا بیٹا ہے، انہوں نے ان سے کہا۔ داؤد کا۔ اس نے ان سے کہا کہ پس داؤد روح کی ہدایت سے کیوں کر اسے خداوند کہتا ہے، پس جب داؤد ان کو خداوند کہتا ہے۔ تو وہ اس کا بیٹا کیوں کر ٹھہرا۔ (متی باب ۲۲ ع)

ایک مرتبہ بیت المقدس کی عمارت کو دیکھ کر نہایت حسرت سے فرمایا، اے یروشلم تو جو نبیوں کو قتل کرتی ہے اور جو تیرے پاس بھیجے گئے، انہیں سنگسار کرتی ہے کتنی ہی بار میں نے چاہا کہ جس طرح مرغی اپنے بچوں کو پروں تلے جمع کر لیتی ہے، اسی طرح میں بھی تیرے لڑکوں کو جمع کر لوں، مگر تم نے نہ چاہا، دیکھو تمہارا گھر تیرے لئے ویران چھوڑا جاتا ہے، ایک مرتبہ فرمایا۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں، یہاں کسی پتھر پر پتھر باقی نہیں رہے گا۔ جو گرایا نہ جائے گا۔ (متی باب ۲۳، ۲۴ ع)

لعزر نام کے ایک شخص کو جسکو قبر میں دفن کیا جا چکا تھا۔ حضرت عیسیٰ ع نے اپنے معجزہ سے زندہ کیا۔ تو بہتیرے یہودی ایمان لائے، ان سب باتوں کی وجہ سے ان لوگوں کا پیمانۂ صبر لبریز ہو گیا۔ اور انہوں نے اس کو مذہبی، قومی، اور سیاسی مسئلہ بنا کر بہت سے عوام کو اپنی طرف مائل کر لیا کہ یہ شخص تو اللہ کی توہین کرتا ہے، موسیٰ ع کی توہین کرتا ہے، مقدس ہیکل کی توہین کرتا ہے، قوم کا غدار ہے، مسیا اور مسیح کو اسماعیلی بتاتا ہے۔ اور اسرائیل کا بادشاہ بننا چاہتا ہے، رومی حکومت کے

خلاف بغاوت کر کے ہم کو برباد کرنا چاہتا ہے۔ یوحنا باب ۱۱ آیت ۴۵ میں ہے،
پس سردار کاہنوں اور فریسیوں نے صدر عدالت کے لوگوں کو جمع کر کے
کہا۔ کہ ہم کرتے کیا ہیں، یہ آدمی تو بہت معجزے دکھاتا ہے، اگر ہم اسے
یوں ہی چھوڑ دیں، تو سب اس پر ایمان لے آئیں گے۔ تو رومی آکر
ہماری جگہ اور قوم دونوں کو قبضہ کر لیں گے، اور ان میں سے کائفہ نام
کے ایک شخص نے جو اس سال سردار کاہن تھا۔ ان سے کہا، تمہارے
لئے یہی بہتر ہے کہ ایک آدمی امت کے لئے مرے نہ کہ ساری قوم ہلاک
ہو، پس وہ اسی روز سے اس کے قتل کا مشورہ کرنے لگے۔۔۔۔

خدائی تدبیر

وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ (آل عمران ع ۵۴)

اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بتلا دیا تھا کہ، یہ لوگ تمہارا
بال بھی بیکا نہیں کر سکتے۔ اور میں تم کو آسمان پر اٹھاؤں گا، اور حضرت
عیسیٰ ع نے یہودیوں کو اور اس کے بعد اپنے حواریوں کو اسے بتایا
چنانچہ انجیل یوحنا باب ۷ میں ہے، سردار کاہنوں اور فریسیوں نے
ان کو پکڑنے کے لئے پیادہ بھیجے، یسوع نے کہا کہ میں تھوڑے دنوں
تک تمہارے پاس ہوں، پھر اپنے بھیجنے والے کے پاس چلا جاؤں گا۔
تم مجھے ڈھونڈھو گے مگر نہ پاؤ گے۔ اور جہاں میں ہوں تم نہیں آسکتے۔
یہودیوں نے آپس میں کہا۔ کہاں چلا جائے گا۔ کہ ہم اسے نہیں پائینگے
کیا ان کے پاس جائے گا جو یونانیوں میں جابجا رہتے ہیں۔ اور
یونانیوں کو تعلیم دے گا۔ یہ کیا بات ہے۔ جو اس نے کہی۔ کہ تم

ڈھونڈھو گے، مگر نہ پاؤ گے۔ اور جہاں میں ہوں تم نہیں آسکتے۔
اخیر وقت میں حواریوں کو بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تبلادیا تھا۔
جیسا کہ یوحنا باب ۱۳ میں ہے، اے بچو! میں تھوڑی دیر اور تمہارے ساتھ ہوں۔ تم مجھے ڈھونڈھو گے، اور جیسا کہ میں نے یہودیوں سے کہا کہ میں جہاں ہوں تم وہاں نہیں آسکتے، ویسا ہی تم سے بھی کہتا ہوں۔
اور یوحنا باب ۱۴ میں ہے، تم سن چکے ہو کہ میں نے تم سے کہا کہ جاتا ہوں، اور تمہارے پاس پھر آتا ہوں، اگر تم مجھ سے محبت رکھتے۔ تو اس بات سے کہ میں باپ کے پاس جاتا ہوں، خوش ہوتے، کیونکہ باپ مجھ سے بڑا ہے۔ اب میں نے تم سے اس کے ہونے سے پہلے کہدیا ہے تاکہ تم یقین کرو۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد قرآن میں ہے۔ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَىَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ (آل عمران ۵۵)

یعنی ان بدبختوں کے منصوبوں کو خاک میں ملادوں گا۔ یہ چاہتے ہیں کہ تجھے پکڑ کر قتل کردیں، اس طرح خدا کی نعمتِ عظیمہ کی بے قدری کریں۔ لیکن میں یہ نعمت ان سے لے لوں گا۔ تیری عمر مقدر پوری کرکے رہوں گا۔ تم کو دشمن قتل نہ کرپائیں گے۔ اور اس کی صورت یہ ہوگی کہ اس وقت میں تجھکو اپنی جانب یعنی آسمان پر اٹھالوں گا۔ اور تو دشمن کے ناپاک ہاتھوں سے ہر طرح محفوظ رہیگا۔ یہ تیرا چراغ گیا گل کریں گے ۔۔۔ تیرے پیرو خواہ صحیح العقیدہ ہوں

یا غلط کاران کو قیامت تک یہودیوں پر جو تیرے منکر ہیں، غالب رکھوں گا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گرفتار کرنیکی سازش بظاہر کامیاب

چاروں انجیلوں میں یہودا کی مخبری حضرت عیسیٰ کی گرفتاری پھر ان کو سولی دینے کا قصہ مذکور ہے، جو سراسر غلط ہے، قرآن اس قصہ کی سختی سے تردید کرتا ہے، اور کہتا ہے کہ درحقیقت یہ غلط فہمی ہے، ورنہ حضرت عیسیٰ ع آسمان پر اٹھا لئے گئے تھے، جب تقابل میں قرآن کا بیان پھر انکے مذہب کے ابتدائی دور کے عیسائی فرقوں کے اقوال کو اور پطرس رسول کا قول نقل کیا جائے گا۔ جس کو چاروں انجیلیں عینی شاہد کہتی ہیں۔ اس وقت قرآن کے بیان کی تصدیق اچھی طرح سمجھ میں آجائیگی اِس وقت انہیں انجیلوں سے ان واقعات کو نقل کر کے، انہی انجیلوں سے اور اس کے دوسرے مقامات سے اختلاف و تناقض کے ذکر پر اکتفار کیا جائے گا۔ رہی ان انجیلوں کی علمی دنیا میں بے اعتباری تو اس کی تفصیل محاضرہ کے دوسرے حصہ میں آئے گی۔

یہودا کی مخبری

شیطان یہودا میں سما گیا، جو اسکریوطی کہلاتا ہے اور ان بارہ [۱۲] میں شمار کیا جاتا ہے اس نے جا کر سردار کاہنوں اور سپاہیوں کے سرداروں سے صلاح کی کہ اس کو کس طرح ان کے حوالے کرے وہ خوش ہوئے اور اسے روپے دینے کا اقرار کیا۔ اس نے مان لیا، اور موقع ڈھونڈنے لگا کہ

اسے بغیر ہنگامہ کے اُن کے حوالے کرا دے، (لوقا باب ع۲۲، مرقس باب ع۱۴
اور متی باب ع۲۲ اس میں اتنا اضافہ ہے کہ انہوں نے اسے تیس روپے
تول کر دیئے، یہ واقعہ یوحنا میں نہیں ہے۔

یسوع کا اپنے پکڑنیوالوں کی طرف اشارہ کرنا

جب حضرت عیسیٰ علیہ السّلام اپنے حواریوں کے ساتھ کھانا کھا رہے
تھے، اور فرما رہے تھے کہ میں تم سے کہتا ہوں کہ پھر اسے کبھی نہ کھاؤں گا۔
جب تک وہ خدا کی بادشاہت میں پورا نہ ہو۔ اسی طرح شیرۂ انگوری رہے
تھے۔ اور فرما رہے تھے کہ انگور کا شیرہ اب کبھی نہ پیوں گا۔ جب تک
خدا کی بادشاہت نہ آئے۔ اسی دوران میں فرمایا، کہ (آگے متی باب ع۲۶
کی عبارت ہے) میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تم میں سے ایک مجھے پکڑوا یگا
وہ بہت دل گیر ہوئے۔ اور ہر ایک اس سے کہنے لگا، اے خداوند
کیا میں ہوں، اس نے جواب میں کہا کہ جس نے میرے ساتھ طباق
میں ہاتھ ڈالا ہے، وہی مجھے پکڑوائے گا۔ اس کے پکڑوانے والے
یہودا نے جواب میں کہا۔ کہ اے ربی کیا میں ہوں۔ اس نے اس سے
کہا تو نے خود کہدیا۔ انجیل مرقس باب ع۱۴ میں ہے، جو میرے ساتھ
طباق میں ہاتھ ڈالتا ہے، آگے یہودا کے پوچھنے کا ذکر نہیں ہے۔
اور انجیل لوقا باب ع۲۲ میں ہے، دیکھو پکڑوانے والے
کا ہاتھ میرے ساتھ میز پر ہے (یعنی دستر خوان پر) اور انجیل
یوحنا باب ع۱۳ میں ہے، یوحنا اس کا چہیتا شاگرد اس نے کہا۔۔۔

اے خداوند وہ کون ہے، یسوع نے جواب دیا۔ جسے میں نوالہ ڈبو کے دوں گا وہی ہے، پھر اس نے نوالہ ڈبویا۔ اور اس نوالہ کے بعد شیطان اس میں سما گیا۔ پس یسوع نے اس سے کہا، جو کچھ تجھ کو کرنا ہے جلد کر لے، وہ نوالہ لیکر فی الفور باہر چلا گیا۔ اور رات کا وقت تھا۔

ناطقہ سر بگریباں اور خامہ انگشت بدنداں ہے کہ دنیا کی سب سے محبوب شخصیت اپنے خصوصی بارہ معتقدین کے سامنے یہ اظہار کر رہی ہے کہ اس دنیا میں میرا یہ آخری کھانا ہے، اور ساتھ کھانے والے بارہ انسان میں ایک کو معین طور پر بتلا رہے ہیں کہ میرے قتل کی سازش کرنے والوں کی مخبری کا مجرم ہے، اتنے اہم انکشاف کے باوجود کھانے کی یہ مجلس درہم برہم نہیں ہوتی ہے۔ کتنے متحمل ہیں، کھانے میں مصروف وہ گیارہ افراد جو اپنے سب سے بڑے محسن نجات دہندہ کو قتل کرنیکی مخبری کرنے والے کے خلاف اشتعال میں نہیں آئے، اور اس کے غائب ہونے پر اس کی جستجو تک نہیں ہوتی ہے، کہ وہ کہاں گیا ہے اور کتنا بے خوف ہے، وہ منافق جو گیارہ مخلصین کے درمیان اپنے آپ کو محفوظ سمجھتا ہے۔ کیا دنیا میں اس طرح کا کوئی واقعہ پیش آسکتا ہے مگر انجیل کہتی ہے کہ پیش آیا، اور یہ بھی ملاحظہ ہو کہ آج تک یہ مقدس ہاتھ جس پر پڑا، اس کے لئے شفا اور رحمت ثابت ہوا، اور دنیا نے ہمیشہ اس ہاتھ سے برکات وخیرات ہی کا ظہور دیکھا ہے۔ مگر آج جب دنیا سے رخصت ہو رہا ہے۔ تو وہ ہاتھ ایسا منحوس ہو گیا کہ اس کے نوالہ ڈبو کر کھلانے سے شیطان سما جاتا ہے۔

ع بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است

اس پر بس نہیں بلکہ انجیل متیٰ میں ہے کہ اس کے بعد یسوع نے روٹی برکت چاہ کر توڑی اور شاگردوں کو دے کر کہا۔ کھاؤ، پھر ان انجیلوں کا بیان ملاحظہ ہو۔ کہ ایک انجیل متعین کرتی ہے کہ وہ شخص ہے جو میرے ساتھ دسترخوان پر بیٹھا ہے، اور ایک انجیل بتاتی ہے کہ جو میرے ساتھ طباق میں ہاتھ ڈالتا تھا۔ اور ایک انجیل اس طرح نشاندہی کرتی ہے میں جس کو لقمہ ڈبو کر دوں گا، اب کس الہام کو کوئی سچا کہے، اور کس کو جھوٹا کہے۔ اور یسوع نے کون سا جملہ فرمایا تھا۔ اور بھی ملاحظہ ہو، ایک الہام ہے جس میں یہودا ملعون ہو گیا۔ کہ اگر وہ آدمی پیدا نہ ہوتا تو اس کے لئے اچھا ہوتا (انجیل مرقس ولوقا)

دوسرے الہام میں آسمانی بادشاہت میں اس کو بارہ تختوں میں سے ایک تخت پر بیٹھا کر اس سے عدالت کرائی جا رہی ہے۔ میرے باپ نے ایک بادشاہت مقرر کی ہے، میں بھی تمہارے لئے مقرر کرتا ہوں، تاکہ میری بادشاہت میں میری میز پر کھاؤ۔ پیو، بلکہ تم تختوں پر بیٹھ کر اسرائیل کے بارہ قبیلوں کا انصاف کرو گے۔

لوقا باب ۲۲ اور انجیل متی باب ۱۹

میں ہے کہ بارہ تختوں پر بیٹھ کر اسرائیل کے بارہ قبیلوں کا انصاف کرو گے کیا یوحنا رسول کو معلوم نہیں ہے کہ یہودا ملعون ہو گیا ہے، اور اسکا نام بارہ میں سے خارج ہو چکا ہے کہ وہ اپنے مکاشفات باب ۲۱ میں ذکر کرتا ہے کہ اس شہر کی شہر پناہ کی بارہ بنیادیں تھیں۔ اور ان پر برہ کے بارہ رسولوں کے نام لکھے تھے۔

واضح ہو کہ بارہ رسولوں کا نام انہی بارہ کے ساتھ خاص ہے۔
جس کو مسیح نے منتخب کیا تھا۔ اور اسی طرح وہ الہام جس میں حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا تھا کہ کوئی انہیں میرے ہاتھ سے چھین نہیں سکتا ہے، میرا باپ جس نے مجھے دی ہے، سب سے بڑا ہے اور کوئی انہیں باپ کے ہاتھ سے نہیں چھین سکتا ہے۔ میں اور باپ ایک ہوں، (یوحنا باب ۱۰)
اور کیا ہو گئی یسوعؑ کی دعا، اے قدوس باپ اپنے اس نام کے وسیلے سے جو تو نے مجھے بخشا ہے، ان کی حفاظت کر تاکہ وہ ہماری طرح ایک ہوں (یوحنا باب ۱۸)
جبکہ یسوعؑ نے دعا کی بابت فرمایا تھا۔ کہ مجھے معلوم تھا کہ تو ہمیشہ میری سنتا ہے (یوحنا باب ۱۱)

قرآن کا بیان

فَلَمَّآ اَحَسَّ عِیْسٰی مِنْھُمُ الْکُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰہِ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَاشْھَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ۔ رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاکْتُبْنَا مَعَ الشّٰھِدِیْنَ (آل عمران ۵۲،۵۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ کون ہیں، جو کفر و انکار کے سیلاب کے سامنے سینہ سپر ہو کر خدا کے دین کے ناصر و مددگار رہیں گے۔ حضرت کے اس ارشاد کو سن کر تمام حواریوں نے بیک زبان نہایت جوش و خروش کے ساتھ جواب دیا، کہ ہم اللہ کے دین کے ناصر و مددگار ہیں۔ آپ گواہ رہیں کہ ہم مسلم و فا شعار ہیں۔

گرفتاری کا منظر

یہوداہ جو ان بارہ میں سے ایک تھا آیا۔ اور اس کے ساتھ ایک بھیڑ تلواریں اور لاٹھیاں لیئے ہوئے سردار کاہنوں اور بزرگوں کی طرف سے آپہونچی، اور ان کے پکڑوانے والے نے انہیں یہ بتادیا تھا کہ جس کا میں بوسہ لوں وہی ہے، اسے پکڑ لینا، اور فوراً یسوع کے پاس آکر کہا، اے ربی سلام اور اس کے بوسے لیئے، یسوع نے کہا۔ میاں جس کام کے لئے آیا ہے، کرلے، اس پر انہوں نے پاس آکر یسوع پر ہاتھ ڈالا اور اسے پکڑ لیا۔ متی باب ۲۶ اور انجیل مرقس باب ۱۴ میں بھی اسی طرح ہے، مگر یسوع کا یہ جملہ ہے کہ جس کام کے لئے آیا ہے، وہ کرلے، موجود نہیں ہے۔ انجیل لوقا باب ۲۲ میں ہے، وہ یسوع کے پاس آیا، کہ اس کا بوسہ لے، یسوع نے کہا، اے یہوداہ کیا تو بوسہ لے کر ابن آدم کو پکڑواتا ہے۔ اور انجیل یوحنا باب ۱۸ میں ہے کہ یسوع خود مجمع سے پوچھتے ہیں کہ تم کس کو ڈھونڈتے ہو، انہوں نے اسے جواب دیا، یسوع ناصری کو، یسوع نے ان سے کہا میں ہی ہوں اور اس کا پکڑوانے والا یہوداہ بھی ان کے ساتھ کھڑا تھا۔ اس کے یہ کہتے ہی کہ میں ہی ہوں۔ وہ لوگ پیچھے ہٹ کر زمین پر گر پڑے۔ پس اس نے ان سے پوچھا، تم کسے ڈھونڈتے ہو، وہ بولے یسوع ناصری کو۔ یسوع نے جواب دیا، میں تم سے کہہ چکا ہوں کہ میں ہی ہوں۔ پس اگر مجھکو ڈھونڈتے ہو، تو انہیں جانے دو، ان انجیلوں کی تضاد بیانی دیکھیئے، انجیل متی کہتی ہے کہ یہوداہ نے بوسہ لیکر یسوع کا

مجمع سے تعارف کرایا۔ اور انجیل یوحنا کہتی ہے کہ خود یسوع نے اپنے آپ کو پہچنوایا۔ پھر سوال ہوتا ہے کہ کیا وہ لوگ یسوع کو پہچانتے نہیں تھے۔ کہ یہوداہ کو پہچنوانے کی ضرورت پڑی، یا خود یسوع کو اپنا تعارف کرانا پڑا، جبکہ یسوع نے ہیکل میں اور مختلف جگہوں پر تقریر کر کے دعوت و تبلیغ کا فریضہ انجام دیا۔ اور بار بار ان کو ملامت کی اور ان کے معجزات کی وجہ سے ایک بھیڑ ان کے ساتھ رہتی تھی۔ اسی لئے تو خود یسوع نے اس موقع پر ان سے کہا، کیا تم تلواریں اور لاٹھیاں لے کر ڈاکوؤں کی طرح پکڑنے نکلے ہو، میں ہر روز تمہارے سامنے ہیکل میں تعلیم دیتا تھا۔ اور تم نے مجھے نہیں پکڑا۔

کتنے تناقضات اور اختلافات کی نشاندہی کی جائے، لوقا کی انجیل میں یسوع یہوداکو اس کام پر ملامت کر رہا ہے، متی کی انجیل میں اس کام کے لئے آمادہ کر رہا ہے اور اس طرح جب شمعون پطرس نے تلوار چلائی اور سردار کاہن کے نوکر کا داہنا کان اڑا دیا، تو انجیل یوحنا میں ہے کہ یسوع نے پطرس سے کہا، تلوار کو میان میں کر، جو پیالہ باپ نے مجھ کو دیا کیا میں اس کو نہ پیوں، اور انجیل لوقا باب ۲۲ میں ہے کہ یسوع نے جواب میں کہا۔ اتنے پر کفایت کرو اور اس کے کان کو چھو کر اچھا کیا۔ اور انجیل متی ۲۶ میں ہے کہ یسوع نے کہا، جو تلوار کھینچتے ہیں وہ سب تلوار سے ہلاک کیے جائیں گے۔ آیا تو نہیں سمجھتا کہ میں اپنے باپ سے منت کر سکتا ہوں، اور وہ فرشتوں کے بارہ تمن (سپاہیوں کی فوج) سے زیادہ میرے پاس ابھی موجود کر دے گا۔ یسوع نے پطرس کے جواب میں ان باتوں میں سے کونسی

بات کہی ان سب باتوں کو کہا۔ تو سب انجیلوں نے اس کو کیوں نہیں ذکر کیا۔ کیا الہام میں ایسا تفاوت اور تناقض ہوتا ہے۔ اور اگر انہوں نے اپنی یادداشت سے نقل کیا اور جس کو جیسا یاد تھا۔ ویسا ذکر کیا، تو دوسری مستند انجیلوں کا کیا قصور ہے، کہ اس کا بیان معتبر نہیں،

یسوع کی یہودیوں کی عدالت میں پیشی

یسوع کے پکڑنے والے اس کو سردار کاہن کے پاس لے گئے جہاں فقیہہ اور بزرگ جمع ہو گئے تھے پطرس فاصلہ پر اس کے پیچھے پیچھے سردار کاہن کے دیوان خانے تک گیا، اور اندر جا کر پیادوں کے ساتھ نتیجہ دیکھنے بیٹھ گیا۔ اور سردار کاہن اور سارے عدالت والے یسوع کو مار ڈالنے کے واسطے اس کے خلاف جھوٹی گواہی ڈھونڈنے لگے۔ مگر نہ پائی، گو کہ بہت سے جھوٹے گواہ آئے۔ لیکن آخر کار دو گواہوں نے آکر کہا کہ اس نے کہا ہے کہ میں خدا کے مقدس کو ڈھا سکتا ہوں، اور تین دن میں اسے بنا سکتا ہوں۔ سردار کاہن نے کھڑے ہو کر اس سے کہا۔ تو جواب نہیں دیتا ہے یہ تیرے خلاف کیا گواہی دیتے ہیں۔ مگر یسوع چپکا ہی رہا۔ سردار کاہن نے کہا کہ میں تجھے زندہ خدا کی قسم دیتا ہوں کہ اگر تو خدا کا بیٹا مسیح ہے، تو ہم سے کہدے، تو یسوع نے اس سے کہا، تو نے خود کہدیا۔ بلکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ اس کے بعد تم ابن آدم کو قادر مطلق کی داہنی طرف بیٹھے اور آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھو گے اس پر سردار کاہن نے یہ کہہ کر اپنے کپڑے پھاڑے کہ اس نے

کفر بکا۔ اب ہمیں گواہوں کی کیا حاجت ہے دیکھو تم نے ابھی یہ کفر سنا ہے تمہاری کیا رائے ہے انہوں نے جواب میں کہا، وہ قتل کے لائق ہے اس پر انہوں نے اس کے منہ پر تھوکا۔ اور اس کے مکے مارے، اور بعض نے طمانچے مار کر کہا، اے مسیح ہمیں نبوت سے بتا کہ تم کو کس نے مارا، (متی باب ۲۶)

انجیل یوحنا کے مطابق یسوع کو پہلے حنا کے پاس لے گئے، تب سپاہیوں اور ان کے صوبہ دار اور یہودیوں کے پیادوں نے یسوع کو پکڑ کر باندھ لیا۔ اور پہلے حنا کے پاس لے گئے۔ وہ برس کے سردار کاہن کائفا کا سسر تھا۔ یہ وہی کائفا تھا جس نے یہودیوں کو صلاح دی تھی۔ کہ امت کے واسطے ایک آدمی کا مرنا بہتر ہے۔ پھر سردار کاہن نے یسوع سے اس کے شاگردوں اور اس کی تعلیم کے بابت پوچھا۔ یسوع نے اسے جواب دیا۔ کہ میں نے دنیا سے علانیہ باتیں کی ہیں۔ میں نے ہمیشہ عبادت خانوں اور ہیکل میں جہاں سب یہودی جمع ہوتے ہیں، تعلیم دی اور پوشیدہ کچھ نہیں کہا، تو مجھ سے کیوں پوچھتا ہے، سننے والوں سے پوچھ کہ میں نے ان سے کیا کہا ہے۔ دیکھ ان کو معلوم ہے کہ میں نے کیا کیا کہا۔ جب اس نے یہ کہا تو پیادوں میں سے ایک شخص نے جو پاس کھڑا تھا، یسوع کے طمانچہ مار کر کہا، تو سردار کاہن کو ایسا جواب دیتا ہے۔ یسوع نے اسے جواب دیا کہ اگر میں نے برا کہا تو اس برائی پر گواہی دے۔ اور اگر اچھا کہا تو مجھے مارتا کیوں ہے۔ پس حنا نے اسے بندھا ہوا سردار کائفا کے پاس بھیج دیا، (یوحنا باب ۱۸)

حنا کے یہاں لے جانے اور اس کے سوال وجواب کی بات اس

انجیل کے سوا کسی اور انجیل میں نہیں ہے۔ بلکہ انجیل متی و مرقس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح کے مقدمات کی تحقیق کا ئفا کے یہاں رات ہی میں ہوئی اور انجیل لوقا سے معلوم ہوتا ہے کہ جب سپاہی رات میں گرفتار کر کے لے گئے تو انہوں نے رات میں مسیح کو مار اپیٹا اور ٹھٹھا کیا، اور صبح کو عدالتِ یہود میں پیشی ہوئی اور جو آدمی یسوع کو پکڑے ہوئے تھے، اسکو ٹھٹھے میں اڑاتے اور مارتے تھے، اور اسکی آنکھیں بند کر کے اس سے کہہ کر پوچھتے تھے، نبوت سے بتا کس نے تجھے مارا۔ اور انہوں نے طعنہ سے اور بہت سی باتیں ان کے خلاف کہیں، جب دن ہوا تو سردار کاہن اور فقیہہ یعنی قوم کے بزرگوں کی مجلس جمع ہوئی، اور انہوں نے اسے اپنی صدر عدالت میں لیجا کر کہا۔ (لوقا باب ۲۲)

یہ تناقضات ایسے ہیں جس کو کسی طرح دفع نہیں کیا جا سکتا، اگر یہ کتابیں الہامی ہیں تب تو اس میں کسی قسم کا اختلاف نہیں ہونا چاہیے تھا۔ اور اگر تاریخی حیثیت سے دیکھا جائے تو بھی صحیح نہیں اس لئے کہ اس واقعہ کا عینی شاہد تین انجیلوں کے مطابق پطرس ہے اور انجیل یوحنا کے مطابق پطرس و یوحنا دونوں ہیں۔ اور ایک چشم دید واقعہ میں ایسا اختلاف و تناقض ممکن نہیں۔

مجلس کے استفسار پر یسوع کے جواب میں بھی اختلاف ہے۔

انجیل متی سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یسوع گونگا ہے، کوئی جواب ہی نہیں دیتا۔ اور جب زندہ خدا کی قسم دیکر پوچھا جاتا ہے تو بس اتنا کہتا ہے کہ تو نے خود کہدیا۔ بلکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ اس کے بعد تم ابن آدم کو قادر مطلق کی داہنی طرف بیٹھے اور آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھو گے۔

اور انجیل مرقس میں بجائے "تو نے کہدیا" کے یہ جملہ ہے، یسوع نے کہا ہاں، انجیل یوحنا سے معلوم ہوتا ہے کہ کائفا کے دربار میں کوئی تفتیش وتحقیق نہیں ہوئی۔ بلکہ کائفا کے پاس سے قلعہ کو لے گئے۔ اور صبح کا وقت تھا۔ حنا کے یہاں تفتیش ہوئی۔ لوقا کی انجیل میں یسوع کا جواب نقل کیا ہے، کہ اس نے ان سے کہا، اگر میں تم سے کہوں تو یقین نہ کرو گے۔ اور اگر پوچھوں تو جواب نہ دو گے۔ لیکن اب سے ابن آدم قادر مطلق خدا کی داہنی طرف بیٹھا رہے گا۔ آیا یسوع نے یہ سب باتیں کہیں، جو انجیلوں میں موجود ہیں۔ یا کسی ایک انجیل کی بات کہی، اس تناقض وتضاد کی کیا تاویل کی جائے،

یسوع کی گرفتاری کے بعد از خود تمام شاگرد بھاگ گئے۔۔۔

متی باب ۲۶ میں ہے اس پر تمام شاگرد اسے چھوڑ کر بھاگ گئے، مگر ایک نوجوان ننگے بدن پر مہین چادر اوڑھے ہوئے۔ اس کے پیچھے ہو گیا اسے لوگوں نے پکڑا، مگر وہ چادر چھوڑ کر ننگا بھاگ گیا۔ انجیل یوحنا سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام شاگردوں کے بارے میں خود یسوع نے سفارش کی، کہ ان کو چھوڑ دیا جائے، پس اگر مجھے ڈھونڈتے ہو تو انہیں جانے دو۔ یہ اس نے اس لئے کہا کہ اس کا وہ قول پورا ہو کہ جنھیں تو نے مجھے دیا۔ میں نے ان میں سے کسی کو بھی نہ کھویا۔ اور انجیل لوقا میں اس کی بابت کچھ بھی مذکور نہیں ہے۔

یہودی یسوع کو گرفتار کر کے لے جا رہے تھے تو پیچھے پیچھے پطرس بھی ہو لیا تھا۔ اس کے بارے میں تفتیش ہو رہی تھی۔ تو اس کے بیان میں بھی تناقض ہے۔ پطرس پیچھے پیچھے سردار کاہن

کے دیوان خانہ کے اندر تک گیا اور پیادوں کے ساتھ بیٹھ کر آگ تاپنے لگا۔

جب پطرس نیچے صحن میں تھا تو سردار کاہن کی لونڈیوں میں سے ایک وہاں آئی۔ اور پطرس کو آگ تاپتے دیکھ کر اس پر نظر کی، اور کہنے لگی۔ تو بھی تو اس ناصری یسوع کے ساتھ تھا۔ اس نے انکار کیا اور کہا، میں نہ تو جانتا ہوں اور نہ سمجھتا ہوں، کہ تو کیا کہتی ہے، پھر وہ باہر ڈیوڑھی میں گیا۔ اور مرغ نے بانگ دی، وہ لونڈی اسے دیکھکر ان سے جو پاس کھڑے تھے۔ پھر کہنے لگی۔ یہ ان میں سے ہے، مگر اس نے پھر انکار کیا۔ اور تھوڑی دیر بعد انہوں نے جو پاس کھڑے تھے۔ پطرس سے پھر کہا، بیشک تو ان میں سے ہے کیوں کہ تو گلیلی بھی ہے مگر وہ لعنت کرنے اور قسم کھانے لگا۔ کہ میں اس آدمی کو جس کا تم ذکر کرتے ہو نہیں جانتا۔ اور فی الفور مرغ نے دوسری بار بانگ دی، پطرس نے وہ بات جو یسوع نے اس سے کہی تھی۔ یاد آئی کہ مرغ کے دو بار بانگ دینے سے پہلے تو تین بار میرا انکار کرے گا وہ اس پر غور کر کے رو پڑا۔، مرقس باب ۱۴ اور انجیل متی باب ۲۶ میں یہی واقعہ ہے، مگر آگ تاپنے کا ذکر نہیں ہے، نیز اس میں دوسری بار دوسری لونڈی کہنے والی ہے، بخلاف مرقس کے اسمیں دوسری مرتبہ بھی وہی لونڈی دوبارہ کہتی ہے۔ اور متی میں یسوع کا جملہ ہے، مرغ کے بانگ دینے سے پہلے تو تین بار میرا انکار کریگا جس کی وجہ سے متی نے ایک بار مرغ کے بانگ دینے کا ذکر کیا۔ اور مرقس میں یسوع کا جملہ ہے، مرغ کے دو بار بانگ دینے سے

پہلے تو تین بار میرا انکار کریگا۔ اس لئے اس میں مرغ کے دو بار بانگ دینے کا ذکر ہے۔ انجیل لوقا میں آگ تا پنے کا ذکر ہے، مگر پطرس سے پوچھنے والی پہلی مرتبہ لونڈی ہے اور دوسری مرتبہ میں ایک شخص اور تیسری مرتبہ میں ایک دوسرا شخص ہے، مرقس و متی میں پطرس کو یسوع کی بات خود یاد آئی، اور لوقا میں، یسوع کے دیکھنے سے آئی۔ خداوند نے پھر پطرس کی طرف دیکھا۔ اور پطرس کو خداوند کی وہ بات یاد آئی۔ البتہ اس میں یسوع پر لعنت کرنے کا ذکر نہیں ہے، انجیل یوحنا میں ان تینوں انجیلوں سے بالکل الگ نوعیت کا بیان ہے، پطرس یسوع کے پیچھے ہولیا اور ایک شاگرد بھی یعنی خود یوحنا۔ پطرس دروازہ پر باہر کھڑا رہا۔ دوسرا شاگرد جو سردار کاہن کے جان پہچان کا تھا۔ باہر نکلا اور دربانی سے کہہ کر پطرس کو اندر لے گیا۔ اس لونڈی نے جو دربانی تھی۔ پطرس سے کہا، کیا تو بھی اس شخص کے شاگردوں میں سے ہے، وہ بولا میں نہیں ہوں، متی و مرقس و لوقا یسوع کے پیچھے جانے والوں میں صرف پطرس کا ذکر کرتے ہیں۔ جب کہ یوحنا خود بھی اپنے جانے کا ذکر کرتا ہے۔ کیا تینوں سینٹ کو یوحنا سے حسد ہے۔ جس کی وجہ سے اس کا ذکر نہیں کیا۔ یا یوحنا جھوٹ بول رہا ہے، یا کسی نے اس میں اس جملہ کو بڑھا دیا ہے۔ پھر یوحنا کی سب سے جان پہچان ہے جس کی وجہ سے وہاں پطرس کو بھی اندر لے گیا۔ مگر غیر معروف پطرس پر یسوع کے شاگرد ہونے کی وجہ سے اعتراض ہوتا ہے، اور یوحنا برابر آرہا ہے اور جا رہا ہے، اس پر کوئی گرفت کرنے والا نہیں، مرقس و متی کی

انجیل میں پطرس کا صرف یسوع کا انکار کرنا ہی نہیں، بلکہ یسوع کو لعنت کرنا بھی مذکور ہے۔ ان حالات میں پطرس کا انکار کرنا تو اس کی تاویل ممکن ہے، مگر جھوٹ قسم کھانا اور لعنت کرنا۔ اس کی تو کوئی تاویل بھی نہیں ہو سکتی ہے کہ اس نے ایسا کیوں کیا۔۔۔۔

پلاطیس کے دربار میں یسوع کی پیشی

جب صبح ہوئی تو سب سردار کاہنوں اور قوم کے بزرگوں نے یسوع کے خلاف مشورہ کیا کہ اسے مار ڈالیں اور باندھ کر لے گئے، اور پلاطیس حاکم کے حوالہ کیا۔ یسوع حاکم کے سامنے کھڑا تھا۔ اور حاکم نے اس سے یہ پوچھا، کیا تو یہودیوں کا بادشاہ ہے۔ یسوع نے اس سے کہا، تو خود کہتا ہے۔ اور جب سردار کاہن اور بزرگ اس پر الزام لگا رہے تھے۔ تو اس نے کچھ جواب نہ دیا۔ اس پر پلاطیس نے اس سے کہا، کیا تو نہیں سنتا ہے، کہ یہ تیرے خلاف کتنی گواہیاں دیتے ہیں، اس نے ایک بات کا بھی جواب نہ دیا۔ یہاں تک کہ حاکم نے بہت تعجب کیا۔ (متی باب ۲۷)، انجیل مرقس باب ۱۵ میں اسی طرح واقعہ نقل کیا ہے۔

انجیل لوقا باب ۲۳ میں ہے کہ پلاطیس نے اس سے پوچھا کیا تو یہودیوں کا بادشاہ ہے، اس نے اس کے جواب میں کہا، تو خود کہتا ہے۔ پلاطیس نے سردار کاہنوں اور عام لوگوں سے کہا میں اس شخص میں کوئی قصور نہیں پاتا، مگر وہ اور بھی زور دیکر کہنے لگے، یہ تمام یہودیوں میں بلکہ گلیل سے لے کر یہاں تک لوگوں کو

سکھا سکھا کر ابھارتا ہے، یہ سنکر پلاطبس نے پوچھا، کیا یہ گلیلی ہے۔ یہ معلوم کر کے کہ ہیرودیس کی عملداری کا ہے، اسے ہیرودیس کے پاس بھیجا، وہ بھی ان دنوں یروشلم میں تھا۔ ہیرودیس یسوع کو دیکھ کر بہت خوش ہوا، کیوں کہ مدت سے اس کے دیکھنے کا مشتاق تھا۔ اس لیئے کہ اس کا حال سنا تھا۔ اور اس کا کوئی معجزہ دیکھنے کا امیدوار تھا اور وہ اس سے بہتیری باتیں پوچھتا رہا۔ مگر اس نے کچھ جواب نہ دیا۔ اور سردار کاہن اور فقیہہ کھڑے زور وشور سے اس پر الزام لگاتے رہے۔ پھر ہیرودیس نے اپنے سپاہیوں سمیت اسے ذلیل کیا۔ اور ٹھٹھے اڑایا۔ اور چمکدار پوشاک پہنا کر اس کو پلاطبس کے پاس واپس بھیجا پھر پلاطبس نے سرداروں اور عام لوگوں کو جمع کر کے ان سے کہا کہ تم اس شخص کو لوگوں کا بہکانے والا ٹھہرا کر میرے پاس لاتے ہو اور دیکھو میں نے تمہارے سامنے اس کی تحقیقات کی۔ مگر جن باتوں کا الزام تم اس پر لگاتے ہو۔ اس کی نسبت نہ میں نے اس میں قصور پایا، نہ ہیرودیس نے کیوں کہ اس نے ہمارے پاس واپس بھیجا ہے۔ اور دیکھو اس سے کوئی فعل نہیں ہوا۔ کہ قتل کے لائق ٹھہرتا۔ پس میں اس کو پٹوا کر چھوڑ دیتا ہوں، سب مل کر چلا اٹھے، کہ اسے لیجا اور ہمارے خاطر برآبا کو چھوڑ دے۔ یہ کسی بغاوت کے باعث جو شہر میں ہوئی تھی۔ اور خون کے سبب قید میں ڈالا گیا تھا مگر پلاطبس نے چھوڑنے کے ارادہ سے پھر ان سے کہا۔ لیکن وہ چلا کر بولے، کہ اس کو صلیب دے صلیب دے، اس نے تیسری بار ان سے کہا کیوں اس نے کیا برائی کی ہے، میں نے اس میں قتل کی کوئی وجہ نہیں

پائی۔ پس میں اسے پٹوا کر چھوڑ دیتا ہوں، مگر وہ چلا چلا کر سر ہوتے رہے۔ کہ اسے صلیب دی جائے، اور ان کا چلانا کارگر ہوا پس پلاطیس نے حکم دیا۔ کہ ان کی درخواست کے مطابق ہو۔ اور جو شخص بغاوت اور خون کرنے کے سبب قید میں پڑا تھا۔ اور جسے انہوں نے مانگا تھا اسے چھوڑ دیا۔ مگر یسوع کو ان کی مرضی کے موافق سپاہیوں کے حوالہ کیا۔

یسوع کا رومی حاکم کی عدالت سے ہیرودیس کی عدالت میں جانا پھر ہیرودیس کی عدالت سے رومی حاکم کی عدالت میں واپس آنا۔ جس میں یسوع ایک حکومت کی ولایت سے دوسری حکومت کی ولایت میں جاتے ہیں۔ ایسا اہم واقعہ ہے، مگر لوقا کی انجیل کے علاوہ کسی انجیل میں یہ واقعہ نقل نہیں ہے۔ حتیٰ کہ یوحنا جو اپنے بارہ میں ثابت کرتا ہے، کہ شروع سے آخر تک، یہاں تک کہ یسوع کو صلیب دی گئی، موجود تھا، مگر وہ بھی اس واقعہ کو ذکر نہیں کرتا ہے۔ یا تو یوحنا جھوٹا جو کہتا ہے۔ کہ میں شروع سے آخر تک اس واقعہ کا عینی شاہد ہوں، یا پھر لوقا کا بیان غلط ہے، اور انجیل متی میں ہے کہ جب پلاطیس نے دیکھا۔ کچھ بن نہیں پڑتا ہے، بلکہ الٹا بلوا ہوا جاتا ہے تو پانی لے کر لوگوں کے روبرو اپنے ہاتھ دھوئے، اور کہا میں اس راستباز کے خون سے بری ہوں، تم جانو تو سب لوگوں نے جواب دے کر کہا کہ اس کا خون ہماری اور ہماری اولاد کی گردن پر، اس پر اس نے برآبا کو چھوڑ دیا۔ اور یسوع کو کوڑے لگوا کر حوالہ کیا۔ تاکہ صلیب دی جائے، صرف متی اس واقعہ کو نقل کرتا

ہے۔ تینوں انجیل اس واقعہ کے بیان سے خاموش ہیں، انجیل یوحنا میں یہ واقعہ تینوں انجیلوں سے بہت ہی مختلف نقل کیا گیا ہے، تینوں انجیل کا بیان ہے کہ پلاطیس کے دربار میں سب لوگ گئے، اور پلاطیس نے سب کے سامنے یسوع سے تحقیق و تفتیش کی، مگر انجیل یوحنا میں ہے کہ وہ لوگ قلعہ کے اندر نہیں گئے۔ بلکہ پلاطیس نے اندر یسوع کو بلا کر تحقیق کی، اور اس میں یسوع روانی سے جواب دے رہا ہے۔ پھر یسوع کو کائفا کے پاس سے قلعہ کو لے گئے، اور صبح کا وقت تھا، وہ خود قلعہ میں نہ گئے، تاکہ ناپاک نہ ہوں، تاکہ فسح کھا سکیں، پس پلاطیس باہر نکل کر ان کے پاس آیا۔ اور کہا، تم اس آدمی کی کیا فریاد کرتے ہو، انہوں نے جواب میں اس سے کہا، اگر یہ بدکار نہ ہوتا۔ تو ہم اسے تیرے حوالے نہ کرتے، پلاطیس نے ان سے کہا کہ اسے لیجا کر تم ہی اپنی شریعت کے مطابق اس کا فیصلہ کرو،... یہودیوں نے اس سے کہا کہ ہمیں روا نہیں ہے کہ کسی کو جان سے ماریں پس پلاطیس قلعہ میں پھر داخل ہوا۔ اور یسوع کو بلا کر اس سے کہا کیا یہودیوں کا بادشاہ ہے، یسوع نے جواب دیا کہ تو یہ بات آپ سے کہتا ہے، یا اوروں نے میرے حق میں تجھ سے کہی، پلاطیس نے جواب دیا۔ کہ کیا میں یہودی ہوں، تیری ہی قوم اور سردار کاہنوں نے تجھکو میرے حوالہ کیا۔ تو نے کیا کہا ہے، یسوع نے جواب دیا کہ میری بادشاہت دنیا کی نہیں، اگر میری بادشاہت دنیا کی ہوتی، تو میرے خادم لڑتے، تاکہ میں یہودیوں کے حوالے نہ کیا جاتا۔ پھر میری بادشاہت یہاں کی نہیں، پلاطیس نے اس سے

کہا، کیا تو بادشاہ ہے۔ یسوع نے جواب دیا کہ تو خود کہتا ہے، کہ میں بادشاہ ہوں، میں اس لئے پیدا ہوا۔ اور اس واسطے دنیا میں آیا ہوں کہ حق کی گواہی دوں، جو کوئی سچائی کا ہے، میری آواز سنتا ہے پلاطیس نے اس سے کہا، سچائی کیا ہے۔ (یوحنا باب ع ۱۸)

یسوع کے صلیب دیئے جانیکا حال

حاکم سپاہیوں نے یسوع کو قلعہ میں لیجا کر ساری پلٹن اسکے گرد جمع کی اور اس کے کپڑے اتار کر اسے قرمزی چوغہ پہنایا۔ اور کانٹوں کا تاج بنا کر اس کے سر پر رکھا۔ اور ایک سرکنڈا اس کے داہنے ہاتھ میں دیا۔ اور اس کے آگے گھٹنے ٹیک کر اسے ٹھٹھوں میں اڑانے لگے، کہ اے یہودیوں کے بادشاہ، اور اس پر تھوکا اور وہی سرکنڈا لے کر اس کے سر پر مارنے لگے، اور جب اس کا ٹھٹھا کر چکے تو چوغہ کو اس پر سے اتار کر، پھر اس کے کپڑے پہنا دیئے، اور صلیب دینے کو لے گئے، جب باہر آئے تو شمعون نامی ایک کرینی ملا، اسے بیگار میں پکڑا کہ اس کی صلیب اٹھائے، اور اس جگہ جو گلگتا یعنی کھوپڑی کی جگہ کہلاتی ہے۔ پہنچ کر پت ملی ہوئی مے، اسے پینے کو دی، مگر اس نے چکھ کر پینا نہ چاہا۔ اور انہوں نے صلیب پر چڑھایا۔ اور اس کے کپڑے قرعہ ڈال کر بانٹ لئے، اور وہاں بیٹھ کر اس کی نگہبانی کرنے لگے اور اس کا الزام لکھ کر اسکے سر سے اوپر لگایا۔ کہ یہ یہودیوں کا بادشاہ یسوع ہے۔ اس وقت اس کے ساتھ دو ڈاکو صلیب پر

چڑھائے گئے، ایک داہنے اور ایک بائیں، اور راہ چلنے والے سر ہلا کر اس پر لعن طعن کرتے تھے، اور کہتے تھے، اے مقدس کے ڈھانے والے، اور تین دن میں بنانے والے، اپنے تئیں بچا اگر تو خدا کا بیٹا ہے، تو صلیب پر سے اُتر آ، اسی طرح سردار کاہن بھی فقیہوں اور بزرگوں کے ساتھ مل کر ٹھٹھے سے کہتے تھے، اس نے اوروں کو بچایا اور اپنے تئیں نہیں بچا سکتا، تو اسرائیل کا بادشاہ ہے، اب صلیب پر سے اتر آئے تو ہم ایمان لائیں، اس نے خدا پر بھروسہ رکھا ہے اگر وہ اسے چاہتا ہے تو اب سے وہ اس کو چھڑالے کیوں کہ اس نے کہا تھا، میں خدا کا بیٹا ہوں، اسی طرح ڈاکو بھی جو اس کے ساتھ صلیب پر چڑھائے گئے تھے، اس پر لعن طعن کرتے تھے۔ (متی باب ۲۷، مرقس باب ۱۵) میں قریب قریب اسی طرح ہے۔ انجیل لوقا باب ۲۳ میں

متی سے کچھ اضافہ کے ساتھ اس واقعہ کو نقل کیا گیا ہے، اور لوگوں کی ایک بڑی بھیڑ اور بہت سی عورتیں جو اس کے واسطے روتی پیٹتی تھیں، اس کے پیچھے پیچھے چلیں، یسوع نے ان کی طرف پھر کے کہا۔ اے یروشلم کی بیٹیو! میرے لئے نہ روؤ، بلکہ اپنے اور اپنے بچوں کے لئے روؤ، کیوں کہ دیکھو وہ دن آتے ہیں، جن میں کہیں گے، مبارک ہے، بانجھیں، اور وہ پیٹ جو نہ جنیں، اور وہ چھاتیاں جنہوں نے دودھ نہ پلایا۔ اس وقت پہاڑوں سے کہنا شروع کریں گے کہ ہم پر گر پڑو، اور ٹیلوں سے کہ ہم کو چھپالو کیوں کہ ہر ہرے درخت کے ساتھ ایسا کرتے ہیں، تو کیا سوکھے

کے ساتھ کچھ نہ کیا جائے گا، (باب ۲۳)

اور انجیل یوحنا باب ۱۹ میں ہے، اور وہ اپنی صلیب آپ اٹھاتے ہوئے اس جگہ تک باہر گیا، جو کھوپڑی کی جگہ کہلاتی ہے، جس کا ترجمہ عبرانی میں گلگتا ہے، وہاں انہوں نے اس کو اور دو شخصوں کو صلیب دی، ایک کو اِدھر ایک کو اُدھر، اور یسوع کو بیچ میں،

جس کو صلیب پر چڑھایا جاتا ہے، قانون کے مطابق وہ خود اپنی صلیب اٹھاتا ہے، مگر تین انجیلوں کا بیان ہے کہ انہوں نے شمعون نامی ایک کرینی کو پکڑ کے صلیب اس پر رکھدی، اور انجیل یوحنا کا بیان ہے کہ یسوع خود اپنی صلیب آپ اٹھائے ہوئے اس جگہ تک باہر گیا اب ناظرین ہی فیصلہ کریں کہ کس کے الہام اور کس کی بات کو صحیح کہا جائے، اور کس کو غلط بتایا جائے، اسی طرح یسوع کا عورتوں سے خطاب کرنا لوقا کے علاوہ کوئی نقل نہیں کرتا ہے۔ حتیٰ کہ یوحنا بھی ذکر نہیں کرتا ہے۔ جو کہتا ہے کہ میں یسوع کے صلیب پر جان دینے تک برابر اس کے پیچھے پیچھے تھا۔ چاروں انجیلیں متفق ہیں کہ یسوع کے ساتھ دو ڈاکوؤں کو بھی صلیب دی گئی۔ انجیل متی اور مرقس کا بیان ہے کہ یہ دونوں ڈاکو بھی جو صلیب پر چڑھائے گئے تھے اس پر لعن طعن کر رہے تھے، اور یوحنا ان دونوں ڈاکوؤں کے بارے میں صرف اتنا نقل کرتا ہے کہ وہاں انہوں نے اس کو اور اس کے ساتھ دو شخصوں کو صلیب دی، ایک اِدھر ایک اُدھر، مگر لوقا نقل کرتا ہے، جو بدکار صلیب پر لٹکائے گئے تھے

ان میں سے ایک اسے یوں طعنہ دینے لگا کہ کیا تو مسیح نہیں، تو اپنے آپ کو اور ہم کو بچا۔ مگر دوسرے نے اس کو جھڑپ کر جواب دیا۔ کیا تو خدا سے نہیں ڈرتا، حالانکہ اسی سزا میں گرفتار ہے اور ہماری سزا تو واجبی ہے، کیوں کہ اپنے کاموں کا بدلہ پا رہے ہیں، لیکن اس نے کوئی بیجا کام نہیں کیا۔ پھر اس نے کہا۔ اے یسوع جب تو اپنی بادشاہت میں آئے تو مجھ کو یاد کرنا۔ اس نے اس سے کہا۔ میں تجھکو سچ کہتا ہوں، کہ آج ہی تو میرے ساتھ فردوس میں ہوگا۔

آپ نے ان چاروں انجیلوں کے اختلاف و تناقض کو ملاحظہ کیا دو انجیلیں ذکر کرتی ہیں کہ دونوں ڈاکو یسوع کو طعنہ دے رہے تھے اور لوقا کی انجیل بتاتی ہے کہ ایک طعنہ دے رہا تھا۔ دوسرا اس کی حمایت کر رہا تھا۔ اور یسوع سے اس کی بادشاہت میں یاد کرنے کی درخواست کرتا تھا۔ اور یسوع جواب میں کہتا ہے کہ آج ہی تو میرے ساتھ فردوس میں ہوگا۔ اور عینی شاہد یسوع کے پیچھے پیچھے اس کے تمام گذرنے والے واقعات کو دیکھنے والا، یوحنا، ان دونوں ڈاکوؤں کو اس طرح ذکر کرتا ہے کہ کوئی مکالمہ ہی نہیں ہوا۔ صلیب کا عبرتناک منظر ہے۔ صلیب کے تختہ پر ہر ایک کے دونوں ہاتھ و پیر کو کیلوں سے ٹھونک دیا گیا ہے، کیا ایسے وقت میں ان کے لئے دائیں بائیں پھرنا ممکن ہے، کیا ایسے وقت میں آدمی کے ہوش و حواس صحیح رہتے ہیں۔ کیا یہ موقع نکتہ آفرینی اور درس حکمت کا ہے یا آہ و بکا اور جزع و فزع کا ہے۔ لوقا اپنی انجیل میں یسوع کی ایک اور اہم بات نقل کرتا ہے، جس میں یسوع کہتے ہیں، ۔۔۔

اے باپ ان کو معاف کر، کیوں کہ جانتے نہیں کیا کرتے ہیں۔ مگر ایسی اہم بات کے تذکرے سے تینوں انجیلیں خاموش ہیں کیا یسوع کا یہ درس قابلِ فراموش تھا۔ یا ان تینوں کو اس کا الہام ہی نہیں ہوا۔

یسوع کے مرنے کا منظر

متی اور مرقس یسوع کے مرنے کا منظر بیان کرتے ہیں، کہ یسوع جیسے گھبرایا ہوا اور پریشان ہو۔ اور خدا سے شاکی ہو، تیسرے پہر کے قریب یسوع نے بڑی آواز سے چلا کر کہا۔ ایلی، ایلی، لما سبقتنی،۔۔ یعنی اے میرے خدا، اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا، ایک شخص نے اسفنج لے کر سرکہ میں ڈوبایا۔ اور سرکنڈے پر رکھ کر چوسایا (متی باب ۲۷، مرقس باب ۱۵) اور انجیل لوقا سے معلوم ہوتا ہے کہ یسوع بہت مطمئن تھا، راضی بقضا تھا، یسوع نے بڑی آواز سے پکار کر کہا، اے باپ میں اپنی روح تیرے ہاتھوں میں سونپتا ہوں اور یہ کہہ کر دم دیا۔ باب ۲۴، اور یوحنا ان سب سے مختلف باتیں نقل کرتا ہے، جس میں یسوع کے نہ چلانے کا ذکر ہے، نہ گھبرانے کا ذکر ہے، نہ لوگوں کے لئے مغفرت کی دعا کی ہے، صرف ایک بات ان کے منہ سے نکلی، کہ تمام ہوا، اور سر جھکا کر جان دیدی،

(یوحنا باب ۲۰)

اگر صلیب پانے والا یسوع ہے جسے موت و حیات پر اس قدر اختیار رہے کہ مرنے کے تین دن بعد دوبارہ زندہ ہو جائے گا۔۔

اور صلیب کا پیالہ اپنے اختیار سے پی رہا ہے، جیسا کہ اناجیل میں یہ سارا بیان موجود ہے۔ تو اس کو اس درجہ ناامیدی کیوں، اور اس پر خوف وہراس کیوں طاری ہے، کیا نبیوں کی ہمت اور ان کا حوصلہ اسی طرح کا ہوتا ہے۔ کہ ان کا ایمان ایک عام مومن سے بھی کمتر ہے، جو ہنستے کھیلتے موت کا مقابلہ کرتا ہے۔ متی یسوع کے جان دیدینے کے وقت ایک عجیب وغریب معجزے کا ذکر کرتا ہے۔ یسوع پھر بڑی آواز سے چلایا، اور جان دیدی، اور مقدس کا پردہ اوپر سے نیچے تک پھٹ کر دو ٹکڑے ہوگیا۔ اور زمین لرزی، اور چٹانیں تڑک گئیں، اور قبریں کھل گئیں، اور بہت سے جسم ان مقدسوں سے جو سو گئے تھے جی اٹھے، اور مرقس اتنا نقل کرتا ہے کہ مقدس کا پردہ اوپر سے نیچے تک پھٹ کر دو ٹکڑے ہوگئے۔

اور لوقا اس واقعہ کو اس طرح نقل کرتا ہے، پھر دوپہر کے قریب سے تیسرے پہر تک تمام ملک میں اندھیرا چھایا رہا، اور سورج کی روشنی جاتی رہی۔ اور مقدس کا پردہ بیچ میں سے پھٹ گیا۔ پھر یسوع نے بڑی آواز سے پکار کر کہا،

اے باپ میں اپنی روح تیرے ہاتھوں میں سونپتا ہوں مگر یوحنا خوف ومحبت کے جذبات کے ساتھ شروع سے آخر تک اس کے پیچھے پیچھے رہا۔ وہ اس طرح کا کوئی واقعہ نقل نہیں کرتا ہے۔ اتنا بڑا واقعہ کہ مردے اپنی قبروں سے اٹھ کر اپنے خاندان کے لوگوں سے ملاقات کریں۔ زلزلہ آجائے، تمام ملک میں اندھیرا چھایا رہے۔ اس کا چرچا تو پورے ملک میں ہونا چاہئے تھا۔

اور ہزار ہا آدمیوں کو دین عیسائیت قبول کرنا چاہیئے تھا۔

عید پنتیکست کے دن جب روح القدس کا نزول ہوا، اور غیر زبانیں بولنے لگے تو تین ہزار آدمی عیسائی ہو گئے، یہ معجزہ تو اس سے بہت زیادہ بڑھا ہوا ہے۔ مگر نہ کوئی ایمان لایا۔ اور نہ اس کا کسی اور تاریخی کتاب میں تذکرہ ہے، حتیٰ کہ یوحنا بھی اس کو ذکر نہیں کرتا ہے۔ اور یہ تینوں انجیلیں اس کے بیان میں کسقدر مختلف ہیں۔ کہ پہلی دو انجیلیں کہتی ہیں کہ یہ واقعہ یسوع کے جان دینے کے بعد ہوا،

اور تیسری انجیل کہتی ہے کہ یہ واقعہ یسوع کے جان دینے سے پہلے ہوا، اور مرقس صرف مقدس کے پردے کے پھٹنے کا ذکر کرتا ہے۔ جبکہ متی زلزلہ اور قبروں سے مردوں کے جی اٹھنے اور مقدس شہر میں جا کر لوگوں سے ملاقات کرنے کا ذکر کرتا ہے۔

انجیل یوحنا میں یسوع کے سلسلے میں ایک اور حادثہ کا ذکر ہے۔ جس کے بیان سے تینوں انجیلیں خاموش ہیں، پس چونکہ تیاری کا دن تھا۔ یہودیوں نے پیلاطیس سے درخواست کی کہ ان کی ٹانگیں توڑی جائیں، تاکہ سبت کے دن صلیب پر نہ رہیں۔ پس سپاہیوں نے آکر پہلے اور دوسرے شخص کی ٹانگیں توڑی، جو ان کے ساتھ مصلوب ہوئے تھے، مگر جب انہوں نے یسوع کے پاس آکر دیکھا۔ کہ وہ مر چکا ہے، تو اس کی ٹانگیں نہ توڑی، مگر ان میں سے ایک سپاہی نے بھالے سے اس کی پسلی چھیدی، اور فی الفور اس سے پانی اور خون بہہ نکلا، ۔۔۔۔

انجیل مرقس میں ہے کہ، یوسف نے جرأت سے پیلاطیس کے پاس جاکر یسوع کی لاش مانگی، اور پیلاطیس نے تعجب کیا۔ کہ وہ ایسا جلد مر گیا۔ اور صوبیدار کو بلا کر اس سے پوچھا کہ اس کو مرے ہوئے دیر ہو گئی، جب صوبیدار سے حال معلوم کر لیا۔ تو یوسف کو لاش دلادی ان دونوں بیانوں کو ایک دوسرے سے ملا کر دیکھا جائے، تو ذہن میں طرح طرح کے سوالات پیدا ہوتے ہیں جس کو سولی دی گئی کیا واقعۃً مر گیا۔ کیا مصلوب شخص یسوع ہی تھا۔ تو اتنی جلدی کیسے مر گیا۔ جب کہ اس میں زندگی کی قوت دوسروں سے زیادہ ہے۔ کس کی اجازت سے سپاہی نے اس کی پسلی کو بھالے سے چھیدا۔ اور پسلی کو بھالے سے چھیدنے کی ضرورت کیا پیش آئی۔

یسوع کے دوبارہ زندہ ہونے کا قصہ

یوسف جوارتیہ کا رہنے والا تھا۔ یسوع کی لاش کو پیلاطیس کی اجازت سے لے گیا۔ اور نیک دیمس یہ دونوں پچاس سیر کے قریب مر اور عود ملا ہوا لائے، بس انہوں نے یسوع کی لاش لیکر اسے سوتی کپڑے میں خوشبودار چیزوں کے ساتھ کفنایا، وہیں ایک باغ تھا۔ وہیں ایک نئی قبر تھی۔ یسوع کو اسی میں دفن کر دیا۔ کیوں کہ یہ قبر نزدیک تھی،

موجودہ عیسائیت کے بنیادی عقیدوں میں سے ایک عقیدہ یہ بھی ہے کہ یسوع قبر میں دفن ہونے کے بعد تیسرے دن پھر زندہ ہو گئے، اور حواریوں کو کچھ ہدایت دینے کے بعد آسمان پر

چلے گئے، یسوع کے دوبارہ جی اٹھنے اور مختلف لوگوں کے دکھائی دینے کا بیان چاروں انجیلوں میں نقل ہے۔ مگر ان میں باہم اس درجہ اختلاف اور تضاد ہے۔ جس سے یہ حادثہ ایک خیالی کہانی معلوم ہوتی ہے۔ جس کی کوئی حقیقت نہ ہو۔

انجیل متی میں اس طرح ذکر ہے کہ سبت کے بعد ہفتہ کے پہلے دن پو پھٹتے وقت مریم مگدلینی اور دوسری مریم قبر کو دیکھنے آئیں۔ اور دیکھو ایک بہت بڑا بھونچال آیا۔ کیوں کہ خداوند کا فرشتہ آسمان سے اترا۔ اور پاس آکر پتھر کو لڑھکایا۔ اور اس پر بیٹھ گیا۔ اس کی صورت بجلی کی مانند تھی۔ اور اس کی پوشاک برف کے مانند سفید تھی۔ اور اس کے ڈر کے مارے نگہبان کانپ اٹھے، اور مردہ سے ہو گئے، اور فرشتے نے عورتوں سے کہا کہ تم نہ ڈرو، کیوں کہ میں جانتا ہوں کہ تم مسیح کو ڈھونڈتی ہو، جو مصلوب ہوا تھا، وہ یہاں نہیں ہے، کیوں کہ وہ اپنے کہنے کے موافق جی اٹھا ہے، آؤ، یہ جگہ دیکھو جہاں خداوند پڑا تھا۔ اور جلد جا کر ان کے شاگردوں میں کہو کہ وہ جی اٹھا ہے، اور دیکھو وہ تم سے پہلے گلیل کو جاتا ہے۔ وہاں تم اسے دیکھو گے، دیکھو میں نے تم سے کہدیا، اور وہ خوف اور بڑی خوشی کے ساتھ قبر سے جلد روانہ ہو کر اس کے شاگردوں کو خبر دینے دوڑیں۔ اور دیکھو یسوع انہیں ملا، اور کہا سلام انہوں نے پاس آکر اس کے قدم پکڑے اور سجدہ کیا۔ اس پر یسوع نے ان سے کہا، ڈرو نہیں جاؤ، میرے بھائیوں کو خبر دو تاکہ وہ گلیل کو چلے جائیں، وہاں مجھے دیکھیں گے (متی باب ۲۸)

مرقس اسی واقعہ کو اس طرح نقل کرتا ہے، کہ دو عورتیں نہیں تھیں بلکہ تین تھیں، مریم مگدلینی، اور یعقوب کی ماں مریم اور سلومی، اور قبر دیکھنے نہیں آئی تھیں، بلکہ خوشبودار چیزیں مول لے کر آئیں، تاکہ اس پر ملیں، متی کی انجیل میں پو پھٹنے وقت میں آئیں، اور مرقس میں طلوع آفتاب کے وقت میں اور لوقا کی انجیل میں بہت سی عورتیں تھیں، متی کی انجیل میں ان عورتوں کے سامنے بھونچال آیا، اور فرشتہ نے پتھر کو ان کے سامنے لڑھکا دیا، اور یہ عورتیں قبر کے اندر نہیں گئیں۔ اور مرقس کی انجیل میں پتھر پہلے سے لڑھکا ہوا تھا، قبر کے اندر جاکر دیکھا تو وہاں ایک جوان سفید جامہ پہنے ہوئے بیٹھا تھا۔ اور بتایا کہ جاکر شاگردوں سے کہہ بتا کہ تم سے پہلے گلیل جائیگا۔ وہیں تم ان کو دیکھو گے، اسی طرح انجیل لوقا میں بھی ہے مگر اس میں پہلے سے کوئی بیٹھا ہوا آدمی نہیں ہے۔ بلکہ لاش نہ پاکر حیران ہوئے تو ایک کے بجائے دو شخص براق پوشاک پہنے ہوئے ان کے سامنے آکھڑے ہوئے اس نے ان سے یہ نہیں کہا کہ جاکر شاگردوں سے تم کچھ کہو، بلکہ ان عورتوں نے از خود جاکر گیارہ کو اور باقی لوگوں کو بتایا۔ تو ان کو یہ باتیں کہانی سی معلوم ہوئیں اور انہوں نے ان کا یقین نہ کیا، اس پر پطرس اٹھ کر قبر تک دوڑا گیا۔ اور جھک کر نظر کی، اور دیکھا تو صرف کفن ہی کفن ہے۔ اور اس ماجرا سے تعجب کرتا ہوا، اپنے گھر چلا گیا۔ اور انجیل یوحنا سے معلوم ہوتا ہے کہ اکیلی مریم مگدلینی ہی تڑکے ابھی اندھیرا ہی تھا کہ قبر پر آئی، اور پتھر کو قبر سے ہٹا ہوا دیکھ کر پطرس اور دوسرے

شاگردوں کے پاس دوڑی ہوئی گئی، اور ان سے کہا کہ خداوند کو قبر سے نکال لے گئے، ہمیں معلوم نہیں کہ اسے کہاں رکھدیا، پس پطرس اور دوسرا شاگرد نکل کر قبر کی طرف چلے، اور دونوں ساتھ ساتھ دوڑے مگر دوسرا شاگرد پطرس سے آگے بڑھ کر قبر پر پہلے پہنچا، اس میں جھک کر نظر کی، اور سوتی کپڑے پڑے ہوئے دیکھے، مگر اندر نہ گیا پطرس اس کے پیچھے پیچھے پہنچا، اور اس نے قبر کے اندر جاکر دیکھا کہ سوتی کپڑے پڑے ہیں، اور وہ رومال جوان کے سر پر بندھا ہوا تھا۔ کپڑوں کے ساتھ نہیں، بلکہ لپٹا ہوا، الگ پڑا ہے، اور اس پر دوسرا شاگرد بھی جو پہلے قبر پر آیا تھا، اندر گیا، اور اس نے دیکھ کر یقین کر لیا، ان دونوں شاگرد کے واپس ہوجانے کے باوجود مریم قبر کے پاس کھڑی روتی رہی، روتے روتے قبر کی طرف جھک کر نظر کی تو دو فرشتوں کو سفید پوشاک پہنے ہوئے ایک کو سرہانے اور ایک کو پائینتی بیٹھے دیکھا۔ انہوں نے عورت سے پوچھا، کیوں روتی ہے؟ فرشتوں نے کچھ نہیں بتایا، بلکہ ان سے بات کر کے پیچھے پھری تو یسوع نظر آیا۔ اس کو نہ پہچانا، اور اس سے کہا کہ تو نے اگر یسوع کو یہاں سے اٹھایا ہے۔ تو مجھے بتادے، تو یسوع نے اس سے کہا مریم تب اس نے پہچانا، یسوع نے اس سے کہا مجھے نہ چھو کہ میں باپ کے پاس اوپر نہیں گیا، میرے بھائیوں کے پاس جا کے کہدینا کہ میں اپنے باپ اور تمہارے باپ اور اپنے خدا اور تمہارے خدا کے پاس اوپر جاتا ہوں،

ناظرین اس میں سے کس کو صحیح سمجھیں اور کس کو غلط سمجھیں،

پھر انجیل متی میں اس سے متعلق ایک اور واقعہ نقل کیا ہے کہ کاہنوں اور فریسیوں نے پیلاطیس کے پاس جمع ہو کر کہا۔ کہ خداوند ہمیں یاد ہے کہ دھوکہ باز نے جیتے جی کہا تھا کہ میں تین دن کے بعد جی اٹھونگا پس حکم دے کہ تیسرے دن تک قبر کی حفاظت کی جائے، کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کے شاگرد چرا لے جائیں، اور لوگوں سے کہدیں کہ وہ مردوں میں جی اٹھا ہے۔ تو یہ پچھلا دھوکہ پہلے سے بھی بڑا ہوگا۔ پیلاطیس نے ان سے کہا۔ تمہارے پاس پہرے والے ہیں، جاؤ جہاں تک ہو سکے اس کی حفاظت کرو، پس پہرے والے کو ساتھ لیکر گئے، اور پتھر پر مہر کر کے قبر کی حفاظت کی،

عیسائی مذہب میں یسوع کے مردوں سے جی اٹھنے کی گواہی میں یہی گواہی سب سے قوی ہے یعنی تیسرے دن قبر کے پاس گئے، اور قبر کو خالی پایا، لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب یہودیوں نے قبر پر پہرا بٹھا رکھا تھا۔ اس لئے کہ ان کو خطرہ تھا کہ قبر سے لاش کو چرا لے جائیں گے، اور لوگوں میں مشہور کر دیں گے، کہ وہ مردوں میں سے جی اٹھا ہے۔ تو پہرے دار کیا کرتے رہے، اور یہودی جو تاک میں لگے ہوئے تھے، وہ کہاں چلے گئے، کہ اس طرح سے اسکے شاگرد بلا روک ٹوک چلے آ رہے ہیں، اور قبر کے اندر جا رہے ہیں اور کوئی کچھ نہیں کہتا ہے کہ کہاں سے آئے کیسے آئے، اور اگر کوئی ایک شاگرد چھپ چھپا کر آ جائے تو یہ بھی بظاہر ناممکن ہے لیکن یہ عمل بار بار کھلم کھلا کیسے ہوا۔ کیا وہ لوگ دوبارہ اس قبر پر پتھر نہیں رکھ سکتے تھے، آخر پیلاطیس سے کس لئے درخواست کی تھی

پھر جب بچاس سیر کے قریب مُر اور عُود ملا کر یوسف نے یسوع کی لاش کو کفنایا تھا، تو پھر دوبارہ خوشبو لگانے کا کیا مطلب ہے، اور کیا تین دن کے بعد مردے کی لاش ایسی رہ جاتی ہے کہ اس کے بدن پر خوشبو مَلی جائے، یہ سب باتیں واقعاتی دنیا کی نہیں معلوم ہوتی ہیں، بلکہ خواب کی باتیں معلوم ہوتی ہیں اور لوقا کے اس جملے سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے، کہ جب دو آدمی گاؤں کی طرف جا رہے تھے، تو اُن عورتوں کی بھی بات کر رہے تھے۔ کہ ہم میں سے چند عورتوں نے بھی ہم کو حیران کردیا ہے۔ جو سویرے ہی قبر پر گئیں تھیں اور جب اس کی لاش نہ پائی۔ تو یہ کہتی ہوئی آئیں، کہ ہم نے رُؤیا میں فرشتوں کو بھی دیکھا۔ انہوں نے کہا کہ وہ زندہ ہے۔ (لوقا باب ۲۴)

قرآن کا بیان

فَبِمَا نَقْضِهِم مِّيثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِم بِآيَاتِ اللَّهِ وَقَتْلِهِمُ الْأَنبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَقَوْلِهِمْ قُلُوبُنَا غُلْفٌ ۚ بَلْ طَبَعَ اللَّهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا ۔ وَبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلَىٰ مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيمًا ۔ وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِن شُبِّهَ لَهُمْ ۚ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ ۚ مَا لَهُم بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا ۔ بَل رَّفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ۔ وَإِن مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ ۖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا ۔ (سورہ نساء ۱۵۵ تا ۱۶۰)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش پر چھ سو سال گذر چکے تھے، اس دوران لوگ حضرت عیسیٰ کی شخصیت کے زاویے بدلتے رہے ان کے ماننے والے آخر میں اس بات پر متفق ہو گئے کہ وہ خدا ہے، وہ خدا اور اقانیم ثلاثہ کا ایک اقنوم ہے اور اس کے دشمن یہود شروع سے آخر تک ایک ہی خیال میں جمے رہے کہ وہ خدا کی شان میں گستاخی کرنے والا ہے۔ جس کی وجہ سے ہم نے اس کو صلیب دیا، اور ہمارا صلیب دینا اپنے قانون اور ناموس کے مطابق بالکل صحیح اور درست تھا۔ چھ سو برس کے بعد قرآن نازل ہوتا ہے، اور مسیح کی شخصیت اور ان کے تمام گوشوں اور زاویوں کو صاف کرتا ہے، جس سے دشمنوں کو حضرت عیسیٰ کی شان میں بدزبانی کرنے کا موقع ملا۔ یا ان کے ماننے والوں کے ذہنی اضطراب کا باعث بنا، جس سے انہوں نے ایک انسانی جسم کے اندر خدا دیکھا قرآن نے دلائل کی روشنی میں قطعی فیصلہ کر دیا کہ وہ خدا کی مخلوقوں میں سے ایک مخلوق تھا، اور انسانوں میں سے ایک انسان تھا، اور ایک برگزیدہ رسول تھا اس لئے قرآن کے اپنے اعتبار سے مسیح اپنی طبعی موت سے مریں یا صلیب پائیں، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا، اس لئے کہ کتنے ہی انبیاء اور صدیقین اور صالحین میدانِ جہاد میں شہید ہوئے، اور کتنے ہی اس طرح کے لوگوں کو ان کی ظالم قوم نے قتل کر دیا۔ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ، اس لئے قرآن کے حساب سے یہ کوئی بنیادی مسئلہ نہیں تھا، بلکہ اس کے نقطۂ نظر سے ایک

تاریخی واقعہ تھا۔ جیسے اصحاب کہف کا واقعہ ذوالقرنین کا قصہ، اس لئے صلیب کے واقعہ کے ہونے نہ ہونے سے حضرت عیسٰی کے تقدس اور کسی عقیدہ پر اثر نہیں پڑتا ہے۔ پھر بھی اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کی اصلیت کو اس انداز میں ظاہر فرمایا کہ یہود کے جرائم کی سنگینی سامنے آئے اگر اس قوم کے کچھ لوگوں میں ضمیر نام کی کوئی چیز باقی ہے تو شرمندگی کے ساتھ اصلاح احوال کی کوشش کریں۔ اور جو لوگ مجرمانہ ذہنیت سے باز نہ آنے کا تہیہ کئے ہوئے ہیں۔ وہ مبہوت و سرگرداں رہیں، اور حسرت و افسوس اور رنج و غم سے ہاتھ ملتے رہیں، کہ ہمیں جس مسیح کا شدت سے انتظار تھا۔ جو ہماری امیدوں کا چراغ تھا، وہ یہی مسیح تھا اس کے بعد اور کوئی دوسرا مسیح آنے والا نہیں ہے، ہائے ہم نے خود اپنے ہاتھوں بدترین قسم کا اس کے ساتھ سلوک کر کے اپنے امیدوں کے چراغ گل کرنے کی پوری کوشش کی، اور دنیا و آخرت میں اس کے ناحق خون کو اپنی گردن پر لیا۔ جب کہ ہم اس کو قتل بھی نہ کر سکے اور نہ سولی پر چڑھا سکے

وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ

قرآن نے یہودیوں کے دعوئ قتل کو کہ ہم نے مسیح عیسٰی بن مریم رسول اللہ کو قتل کیا۔ نقل کرنے سے پہلے کئی ایک باتیں یہودیوں سے متعلق نقل کیں جس کی وجہ سے ان کا دعوئ قتل قرین قیاس ہو جاتا ہے، گو وہ لوگ قتل نہ کر سکے، انبیاء سے متعلق ان کی تاریخ نہایت تاریک ہے۔ وہ انبیاء و رسل کو طرح طرح سے ایذاء و تکلیف پہنچاتے

رہے ہیں، یہاں تک کہ ان کے قتل سے بھی گریز نہیں کیا۔ وَقَتْلِهِمُ الْاَنْبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ، اور خاص طور سے حضرت مسیح کے ساتھ تو ان کا ظلم اور زبانی ایذا رسانی اس حد تک پہونچ گئی تھی۔ کہ ان کی ماں پر تک زبردست الزام اور بہتان لگایا۔ وَكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا۔ اس لئے اگر وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم نے اپنے زعم میں مسیح کو قتل کر دیا ہے۔ تو ان کے حال سے بعید اور حیرت کی بات نہیں قرآن نے ان کے اعتراف کو نقل کیا۔ کہ وہ اپنی زبان سے اقرار کرتے ہیں کہ ہم نے مسیح عیسیٰ بن مریم کو جو اللہ کا رسول تھا قتل کیا۔۔۔۔

اللہ تعالیٰ واضح انداز میں خبر دیتا ہے کہ وہ لوگ نہ ان کو قتل کر سکے اور نہ سولی پر چڑھا سکے بلکہ اللہ تعالیٰ بحفاظت تمام ان کو آسمان پر اٹھالیا۔ البتہ ان کے اس بیباکانہ اعتراف نے ایسے شدید قسم کے جرم کے وبال کا مستحق بنا دیا۔ اس لئے کہ اتفاق سے جس کو قتل کیا وہ مسیح نہیں تھے، مگر اس سے ان کے جرم کی کوئی تخفیف نہیں ہوئی، اس لئے کہ انہوں نے اپنی دانست میں اور اپنے حساب سے اس بھیانک جرم کا ارتکاب کر کے اس کو انجام تک پہونچا ہی دیا لٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ۔

ایک تاریخی حقیقت ہے جس کا انکار کرنا ممکن نہیں ہے، کہ وہاں ایک شخص ہے جس کو عیسیٰ کے نام سے سولی دی گئی، اب وہ کون ہے۔ آیا عیسیٰ بن مریم ہیں، یا کوئی اور شخص، یہود جو حضرت عیسیٰ کے دشمن ہیں۔ اسی طرح وہ لوگ جو حضرت عیسیٰ کے اتباع کا دعویٰ کرتے ہیں۔ دونوں بیک زبان کہتے ہیں کہ وہ حضرت عیسیٰ تھے۔

قرآن دونوں فریق کو خبردار کررہا ہے، کہ وہ مصلوب شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہیں ہیں، اس باب میں ان کے لئے صورت حال مشتبہ ہوگئی۔ صحیح صورت حال ان کو معلوم نہیں۔ جو کچھ کہتے ہیں۔ اٹکل اور گمان سے کہتے ہیں۔ صورتِ حال کیسے مشتبہ ہوگئی، کس نے مشتبہ کردیا۔ قرآن اس کی تفصیل نہیں بیان کرتا، بس اس اجمال پر اکتفا کرتا ہے۔ آگے جو بھی اس کی تفصیل بیان کی جائے گی۔ وہ قرآن کا بیان نہیں ہوگا۔ بلکہ تفصیل کرنے والے کی اپنی ذاتی رائے اور تحقیق ہوگی،

قرآن تو اسی اجمال پر اکتفا کرتے ہوئے آگے کہتا ہے کہ، تمہارے سامنے اس اختلاف کے فیصلہ کے لئے جو شک، گمان کی بنیادوں پر قائم تھا، علم الیقین کی روشنی آچکی ہے، پھر بھی تم اپنے فاسد اور غلط اوہام پر اصرار کررہے ہو۔ اور حضرت مسیح سے متعلق باطل عقیدہ کو ترک کرنے کے لئے تیار نہیں ہو۔ تو سُن لو، تمہاری نسلوں پر بھی وہ وقت آنے والا ہے کہ قرآن کے اس صحیح فیصلہ کا وہ لوگ اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کریں گے اور حضرت مسیح آسمان سے دنیا میں تشریف لائیں گے، اور ان کی یہ آمد ایسی مشاہد ہوگی، کہ یہود و نصاریٰ میں سے کوئی ایک فرد بھی ایسا نہ رہے گا، جو اُن پر یقین نہ کرے، کہ وہ بلاشبہ خدا کے سچے رسول ہیں، خدا کے بیٹے نہیں ہیں۔ اور مصلوب و مقتول نہیں ہوئے تھے، وَاِنْ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ۔

قرآن کا بیان کہ صورت حال مشتبہ ہو گئی یا مشتبہ کر دی گئی۔
اس کی تائید انجیل کے بیانات سے بھی ہو رہی ہے، اس لئے کہ اس حادثہ کو چاروں انجیلوں نے ذکر کیا ہے مگر ان کے بیانات میں آپس میں اس قدر اختلاف اور تضاد ہے، جو پڑھنے والے کے ذہن میں طرح طرح کے شکوک وشبہات اور سوالات پیدا کرتے ہیں، اور وہ شبہ میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ مصلوب شخص مسیح ہے یا کوئی اور چونکہ انجیلوں کے اس اختلاف و تضاد کو ماقبل میں قدرے تفصیل سے ذکر کیا جا چکا ہے۔ اس لئے مختصر طور سے اس موقعہ پر ذکر کیا جا رہا ہے۔

(۱) انجیل یوحنا سے نقل کیا جا چکا ہے کہ یہودی جب سازش کر رہے تھے، اسی وقت حضرت عیسٰی نے براہ راست یہودیوں کو اور اس کے بعد اپنے حواریوں کو صاف صاف بتلایا تھا۔ کہ میں تھوڑے دنوں تک تمہارے پاس ہوں، پھر اپنے بھیجنے والے کے پاس چلا جاؤں گا، اور جہاں میں ہوں تم نہیں آسکتے، اگر مسیح کے ساتھ صلیب کا حادثہ پیش آیا ہو تو حضرت مسیح کی یہ ساری باتیں جو انہوں نے یہودیوں اور اپنے حواریوں سے کہیں یکسر غلط ہو جائیں گی۔

(۲) حضرت عیسٰی علیہ السلام کو عوام و خواص ہر ایک جانتے پہچانتے تھے، اس لئے کہ آپ برابر لوگوں کے مجمع میں عبادت خانوں میں ہیکل میں دعوت و تبلیغ کرتے پھرتے تھے۔ اسی طرح برابر عید کے موقع پر بھی ہیکل میں تشریف لیجاتے تھے۔ ان کے وعظ کو سن سن کر لوگ تعجب کرتے کہ یہ کیا یوسف نجار کا بیٹا نہیں،

کیا ان کی ماں مریم نہیں، اس کو حکمت و دانائی کی باتیں کہاں سے آگئیں۔ جو شخص اس قدر معروف و مشہور ہو۔ اس کو پہچنوانے کے لئے اس کے کسی حواری کو بتانے کی ضرورت ہو گی۔ کہ جس کو میں بوسہ دوں وہی مسیح ہے، اسی طرح کیا انجیل کا یہ بیان قرین قیاس ہے، کہ یسوع نکل کر پوچھتا ہے کہ کس کو پکڑنے آئے ہو۔ تو انہوں نے کہا کہ یسوع کو، تو یسوع نے کہا کہ میں ہی یسوع ہوں، یسوع کو ایسا دو بار کہنا پڑا، آخر وہ لوگ کیوں نہیں ان کو پہچان پاتے ہیں۔۔ اسی طرح پطرس حواری کا بار بار انکار کرنا کہ یہ یسوع نہیں ہے کیا معنیٰ رکھتا ہے۔

(۳) سردار کاہن جب جب اس کو زندہ خدا کی قسم دے کر سوال کرتا ہے تو کیوں وہ خاموش رہتا ہے اور اپنا تعارف کیوں نہیں کراتا۔ جب کہ وہ اسی کام کے لئے دنیا میں بھیجا گیا اسیطرح ان لوگوں نے بارہا ان کے وعظ کو سنا پھر ان سے سوال وجواب کی آج کیا ضرورت پڑی، اور کیا شبہ ہوا، کہ قسم دے کر ان کے بارے میں پوچھتے ہیں۔

(۴) پیلاطیس کی عدالت سے جب اس کو ہیرودیس کے پاس لایا گیا۔ اس نے ان کی شہرت اور دوسرے کے ذریعہ ان کے وعظ ونصیحت اوران کے معجزات کو سن رکھا تھا۔ تو شروع میں بہت خوش ہوا کہ ان سے بات کریگا کسی معجزہ کو دیکھے گا، اور بات چیت کے بعد بڑا تعجب ہوا۔ کیا یہی یسوع ہے۔۔ اسی طرح پیلاطیس کو اس کے جواب نہ دینے اور خاموش رہنے پر

بڑا تعجب ہوا کہ یہی یسوع ہے۔

(۵) پھر اس کا چلا چلا کر جان دینا اور خدا سے شکایت کرنا کسی نبی اور رسول کی شان نہیں ہو سکتی ہے، تو حضرت عیسیٰ جیسا الوالعزم پیغمبر خدا سے شکایت کرتے ہوئے کیسے جان دیگا اسی طرح انجیل کے بیان کے مطابق یہودا کو حضرت عیسیٰ کا یہودیوں کے پاس مخبری کے لئے بھیجنا کہ اس کام کو جلدی سے کر تو کیا غمازی نہیں کرنا ہے کہ حضرت عیسیٰ اور یہودا میں پہلے سے کوئی گفتگو ہو چکی ہے اگر ایسا ہے تو عین ممکن ہے کہ حضرت عیسیٰ نے یہودا سے کہا ہو کہ تم میری جگہ پر صلیب پر چڑھنے کے لئے تیار ہو جاؤ، اور وہ اپنی جاں نثاری کی وجہ سے خوشی خوشی تیار ہو گیا ہو، اور اشتباہ ہی پیدا کرنے کے لئے رات کا وقت مخبری کے لئے مقرر کیا گیا ہو، اگر واقعہ ایسا ہوا ہو تو انجیل کے بہت سے بیانات قرین قیاس اور معقول نظر آنے لگیں گے، مثلاً پطرس کا قسم کھا کر اس کے یسوع ہونے کا انکار کرنا، ہیرودیس اور پیلاطیس کا تعجب کرنا کہ کیا یہی یسوع ہے، اسی طرح باہر نکل کر محاصرہ کرنے والوں سے پوچھنا کہ تم لوگ کس کو تلاش کرتے ہو۔ تو انہوں نے کہا کہ یسوع کو تو خود ہی اپنے کو پہچنوانے کے لئے کہنا کہ میں ہی یسوع ہوں اس صورت میں یہودا ملعون بھی نہیں ہوگا، اور حضرت عیسیٰ کا وہ الہام بھی صحیح ہو جائیگا، کہ یہودا بھی بارہ تختوں میں سے ایک تخت پر بیٹھ کر بنی اسرائیل کی عدالت کرے گا۔ پھر حضرت عیسیٰ کا مصلوب ہونا تمام عیسائیوں کا متفقہ قول نہیں ہے۔

بلکہ حضرت عیسیٰ کے زمانے کے اور ان کے قریبی دور کے عیسائی خاص طور سے جہاں حضرت مبعوث ہوئے، یعنی فلسطین اور شام ان جگہوں کے عیسائیوں کا عام طور سے بھی عقیدہ تھا۔ کہ حضرت عیسیٰ مصلوب نہیں ہوئے، بلکہ ان کی جگہ دوسرا شخص مصلوب ہوا تھا۔

عیسائیوں میں ایک فرقہ باسلیدی، دوسرا سرنتھی، تیسرا کارپوک راطی، چوتھا دوسیتی، یہ چاروں فرقے حضرت مسیح کے قریبی زمانے میں تھے، یہ سب کہتے تھے کہ حضرت یسوع مصلوب نہیں ہوئے ہیں۔ بلکہ شمعون نامی ایک قرینی کو پکڑ کر صلیب دیا گیا۔ عیسائی علماء نے ۱۸۴۴ء میں الہ آباد سے قرآن کا رومن ترجمہ طبع کرایا تھا۔ ان لوگوں نے سورۂ آل عمران کی آیت اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ کے تحت حاشیہ میں لکھا ہے کہ اسلام سے پہلے عیسائیوں میں ایک باسلیدی فرقہ تھا، جو خیال کرتے تھے کہ مسیح آپ مصلوب نہیں ہوا، پر شمعون ایک قرینی کو اس کے عوض پکڑ لیا، اور وہی مصلوب ہوا، پھر سرنتھی اور کارپوک راطی اور دوسیتی تین فرقے تھے۔ زمان اسلام سے بیشتر وہ بھی یہی خیال کرتے تھے انتہی ، (امان الایمان ص۱۴۲)

اس کی تائید تینوں انجیل متی، مرقس، لوقا، کے بیان سے بھی ہوتی ہے، تینوں انجیل نے نقل کیا ہے کہ مسیح کو جب صلیب دینے کے لئے لے جا رہے تھے۔ تو شمعون نامی ایک قرینی کو پکڑ کر صلیب اس پر رکھدی اور رومی قانون کے مطابق جس کو صلیب دیا جاتا ہے وہ اپنی صلیب خود لے جاتا ہے اور متی باب ۲۸، کے تحت رومن تفسیر اسکاٹ میں لکھا ہے کہ بعض برگشتہ عیسائی انجیل نادانستہ اور اپنی فیلسوفی کے

وہم میں گرفتار ہو کر کہنے لگے کہ خدا نے یسوع کو اس وقت اٹھا لیا اور یہودیوں کے ہاتھ میں اس کی ایک شبیہ دیا۔ کہ یہی مصلوب ہوا۔ اسی طرح دین حق کی تحقیق جس کا مصنف ایک پادری ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ عیسیٰ مسیح کا احوال کہ وہ کس طرح ہنڈولے میں بولا، مٹی کی چڑیا بنائیں، اور یہ کہ وہ نہیں مارا گیا۔ بلکہ اس کے عوض دوسرا مصلوب ہوا۔ یہ باتیں محمد نے ناصریوں کے قصہ سے نکالیں۔۔۔۔

(امان الایمان ص۱۴۴)

اس سے معلوم ہوا کہ عیسائیوں کا ایک فرقہ ناصری یہ بھی حضرت مسیح کے مصلوب ہونے کا منکر ہے۔ اسی طرح اور بہت سے قدیم عیسائی فرقے جو فلسطین اور ملک شام کے رہنے والے تھے۔ ان کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مصلوب نہیں ہوئے ہیں، اور ان فرقوں کے ناموں کو الفارق بین الخالق والمخلوق میں تفصیل سے ذکر کیا ہے۔

اور انجیل برنابا میں ہے کہ یہودا کی بولی اور چہرہ بدل کر حضرت عیسیٰ کے مشابہ ہو گیا، یہاں تک کہ ہم لوگوں کو بھی خیال ہوا کہ وہی یسوع ہے۔ اور آج کل انجیل پطرس دستیاب ہوئی ہے، اس میں لکھا ہے کہ حضرت مسیح کو سولی دینے سے پہلے آسمان پر اٹھا لیا گیا۔ اسی قدر بیان پر اکتفا کرتے ہوئے اس محاضرہ کو پورا کیا جا رہا ہے، اور کلیسا کی عیسائیت، اس کی تحقیق اور اس پر تنقید کو انشاء اللہ دوسرے محاضرے میں پیش کیا جائے گا۔

اللّٰھم وفقنا لما تحب وترضیٰ

محاضرۂ علمیّہ

بسلسلۂ ردّ اہل کتاب

عیسائیت ۱

(کلیسا کی روشنی میں)

پیش کردہ

حضرت مولانا نعمت اللہ صاحب اعظمی

استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند

فہرست مضامین

موجودہ عیسائیت کے عقائد

عیسائیت میں خدا کا تصور اور عقیدۂ تثلیث و حلول و تجسم

اناجیل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صریح اقوال موجود ہیں کہ خدا، بس ایک خدا ہے، اس کے سوا کوئی دوسرا خدا نہیں، اور توحید ہی اصل دین ہے، جس کی وجہ سے تمام عیسائی اس کا اعتقاد بھی رکھتے ہیں، ان کے لئے اس سے انکار کی گنجائش نہیں ہے، مگر اس کے بعد، موجودہ عیسائیت، اس کی جو تفصیلات بیان کرتی ہے، وہ نہایت پر پیچ، نیز عیسائیوں کے درمیان اس کی تفصیل میں باہم شدید اختلاف ہے، ہم یہاں، کلیسا کے نزدیک اس کی معتبر و مستند تشریح و تفصیل کا تذکرہ پہلے کرتے ہیں۔

توحید فی التثلیث

خدائی ذات میں تین طرح کے خواص ازل سے موجود ہیں، جن کا ظہور، تین اقنوم کی شکل میں ہوا۔ اس طرح خدائی ذات، اقانیم سے عبارت ہے، جس کو اب، ابن، اور روح القدس کہا جاتا ہے۔

ڈاکٹر پوسٹ اپنی کتاب "تاریخ الکتاب المقدس" میں لکھتا ہے:

طبیعة الله عبارة عن ثلاثة أقانیم متساویة : الله الأب، والله الابن، والله الروح القدس. فإلی الأب ینتمی الخلق بواسطة الابن، و إلی الابن الفداء، و إلی الروح القدس التطهیر. (النصرانیة ص: ۱۲۱)

ترجمہ: خدا تین اقانیم سے عبارت ہے، جو ماہیت اور درجہ میں برابر ہیں: اللہ باپ، اللہ بیٹا، اور اللہ روح القدس۔ تخلیق کا سلسلہ، بیٹے کے واسطے سے باپ تک پہنچتا ہے، اور بیٹے کی طرف، فدیہ و کفارہ کا انتساب ہے اور روح القدس سے تطہیر و تزکیہ منسوب ہے۔

نصاریٰ کا متفقہ عقیدہ، نوفل بن نعمت اللہ بن جرجیس النصرانی اپنی کتاب سوسنۂ سلیمان میں نقل کرتا ہے:

إن عقيدة النصارى التى لا تختلف بالنسبة لها الكنائس، وهى أصل الدستور الذى بينه المجمع النيقاوى هى الإيمان بإله واحد. أب واحد، ضابط الكل، خالق السماء والأرض وكل ما يرى و مالا يرى، و برب واحد يسوع الأبن الوحيد المولود من الأب قبل الدهور من نور مولود، غير مخلوق، مساوٍ للأب فى الجوهر الذى به كان كل شيء. والذى من أجلنا نحن البشر و من أجل خطايانا نزل من السماء، و تجسد من الروح القدس، ومن مريم العذراء تأنس و صلب عنا على عهد بيلاطيس، و تألم و قبر و قام من الأموات فى اليوم الثالث على ما فى الكتب، و صعد إلى السماء، و جلس على يمين الرب، و سياتى بمجد، ليدين الأحياء، و الأموات و لافناء لملكه، و الإيمان بالروح القدس الرب الحي المنبثق من الأب الذى هو مع الابن يسجد له، و يمجد الناطق بالأنبياء (النصرانية، ص: ۱۲۰)

"ایک خدا پر ایمان، جو اکیلا باپ ہے، ہر چیز کا انتظام کرنے والا ہے، زمین و آسمان کا خالق، اور ہر چیز کا خالق ہے، جو نظر آ رہی ہے، اور جو نظر نہیں آ رہی ہے۔ اور ایک رب پر ایمان جو یسوع ہے، اکلوتا بیٹا ہے، جو زمانہ سے پہلے، خدا کے نور سے پیدا ہوا۔ خدائے برحق سے پیدا شدہ برحق خدا ہے، مخلوق نہیں ہے اور وہ جوہر میں باپ کے برابر ہے، جس سے ہر شئی نکلی ہے، جو ہم انسانوں اور ہمارے گناہوں کے سبب آسمان سے اترا، اور روح القدس اور مریم سے جسم حاصل کیا، اور انسان بنا اور پیلاطیس گورنر کے زمانہ میں ہماری طرف سے سولی پر چڑھا، اور تکلیف اٹھائی، اور قبر میں دفن ہوا، اور تیسرے دن مردوں میں سے جی اٹھا، کتابوں میں لکھنے کے مطابق، اور آسمان پر چڑھ کر رب کے دائیں جانب بیٹھ گیا، اور کمال بزرگی کے ساتھ آئے گا مردوں اور زندوں کا حساب و کتاب لے کر بدلہ دے گا، اس کی سلطنت کے لئے فناء نہیں ہے اور خدائے روح القدس پر ایمان جو زندوں کو مردہ

کرنے والا ہے۔ اور باپ سے ظاہر ہو کر، باپ اور بیٹے کے ساتھ وہ بھی مسجود اور بزرگ ہے۔ جس کے زیر اثر انبیا بولتے ہیں۔"

تثلیث وحدت کی تفصیل

خدائی ذات جن تین اقانیم سے عبارت ہے، وہ اب، ابن، اور روح القدس ہیں۔

۱۔ اَب:

اس سے مراد خدا کی ذات، جس میں صفت کلام و حیات سے قطع نظر کی گئی ہے۔

۲۔ ابن:

اس سے مراد خدا کی صفت کلام ہے، ہم میں صفت کلام، عرض کے قبیل سے ہے، جس کا جوہری وجود نہیں، مگر خدا کی صفت کلام کا جوہری وجود ہے، خدا کی یہی صفت ہے، جس سے اس کو تمام معلومات حاصل ہوتی ہیں اور اس کی صورت علمیہ ہے، اور اسی صفت کلام کے ذریعہ خدا تمام چیزوں کو پیدا کرتا ہے۔ اور خدا کی یہی صفت کلام یسوع مسیح کی انسانی شکل میں حلول کر گئی تھی، جس کی وجہ سے یسوع کو، ابن اللہ، اور کلمۃ اللہ کہا جاتا ہے۔ باپ اور بیٹا کہنے کا یہ مطلب نہیں کہ باپ کا وجود پہلے اور بیٹے کا وجود بعد میں ہے، بلکہ باپ اور بیٹا دونوں ازلی ہیں، اور یہ ولادت جسمانی نہیں، بلکہ ولادت روحانی ہے کہ باپ بیٹے کی اصل ہے، جیسا کہ دنیا میں باپ، بیٹے کی اصل ہوتا ہے۔ اس لئے بیٹے کو مولود کہا جائے گا، مخلوق و مصنوع نہیں کہا جائے گا۔ اقنوم اول: اَب نہ مصنوع ہے، نہ مولود، نہ مخلوق، اور ابن صرف، اب سے مولود ہے، کسی کا مخلوق و مصنوع نہیں ہے۔

۳۔ روح القدس:

اس سے مراد خدا کی صفتِ حیات و محبت ہے، یہ صفت بھی کلام کی طرح اپنا جوہری وجود رکھتی ہے، اور باپ بیٹے کی طرح قدیم و ازلی ہے، یہ مولود، و مصنوع و

مخلوق نہیں، بلکہ ایک قول کے مطابق صرف باپ سے اس کا ظہور وانبثاق ہے، اور جمہور کے یہاں، باپ اور بیٹے دونوں سے اس کا انبثاق ہے، باپ بھی خدا، بیٹا بھی خدا، اور روح القدس بھی خدا، مگر تین خدا نہیں، بلکہ ایک خدا ہیں، جیسے باپ ضابط الکل، بیٹا اور روح القدس بھی ضابط الکل ہیں۔

الحاصل اقانیم ثلاثہ آپس میں متمیز ہیں۔ اب، ابن نہیں، ابن، اب نہیں، اور نہ ہی روح القدس ہے۔ اسی طرح روح القدس، اب نہیں، ابن نہیں، اس کے باوجود اقانیم ثلاثہ میں ایک شئی واحد ہیں:

أما الاقانيم فمع تميز أحدهم مع الآخر في الأقنومية، هم واحد في الجوهر بكل صفاته و خصائصه ، ومميزاته لانهم ذات الله الواحد (المسيح في القرآن ، ص : ٢٦٦) یہ اقانیم ایک دوسرے سے ممتاز بھی ہیں اور پھر ماہیت وطبیعت الٰہی میں جملہ صفات وخواص کے ساتھ ایک بھی ہیں۔

عقیدہ تثلیث کی تردید

توحید بھی حقیقی ہے، تثلیث بھی حقیقی، یہ در حقیقت اجتماع نقیضین ہے۔ جس کو ہر شخص کی عقل ممتنع ومحال کہتی ہے، اور عیسائیوں کا یہ کہنا کہ اگرچہ توحید حقیقی اور تثلیث حقیقی ایک دوسرے کی ضد ہیں، مگر ان کا ضد ہونا ممکنہ اشیاء میں ہے، واجب میں ایک دوسرے کی ضد نہیں، یہ بالکل غلط ہے، اس لئے کہ جب دو چیزیں اپنی ذات کے اعتبار سے باہم ایک دوسرے کی ضد ہیں اور نقیض ہیں، تو ایک زمانہ میں، ایک جہت سے کسی بھی واحد شخص میں اجتماع محال ہوگا، چاہے وہ واجب ہو کہ ممکن۔

پھر اقانیم ثلاثہ میں حقیقی امتیاز ہے، تو مابہ الامتیاز، وجوب ذاتی کے علاوہ کوئی اور چیز ہوگی، اس لئے کہ وجوب ذاتی تو اقانیم ثلاثہ میں مشترک طور پر پایا جاتا ہے۔ اس صورت میں ہر ایک اقنوم دو چیز سے مرکب ہوگا: ایک مابہ الامتیاز، دوسری مابہ الاشتراک۔ اور جو شئی مرکب ہوتی ہے وہ ممکن ہے۔

تینوں اقنوم، مرتبے صفات اور ہر بات میں ایک دوسرے کے مساوی ہیں،

اسی طرح جو باپ ہے اس کو بیٹا یا روح القدس نہیں کہہ سکتے اور بیٹے کو روح القدس یا باپ نہیں کہہ سکتے، تو اس میں وجہ تفریق کیا ہے؟ اور ان میں تمیز کس طرح ہو گی کہ فلاں باپ ہے، فلاق بیٹا اور فلاں روح القدس؟

افسوس کہ عیسائی اتنا بھی غور نہیں کرتے کہ خدا کی ذات مستغنی، بے نیاز، اور کامل ترین ذات ہے، جس کی طرف ہر شئی دستِ نیاز پھیلائے ہوئے ہے، وہ کسی کی پرواہ اور حاجت نہیں رکھتا۔ تو الوہیت کے اقانیم ثلاثہ: باپ، بیٹا، روح القدس۔ جب ہر ایک بذاتہ کامل خدا ہے، اور کاملیت کے اس درجہ پر ہے کہ اس سے بڑھ کر کامل ہونا ممکن نہیں، تو ایک کے بعد باقی دو کی کیا ضرورت پڑی، اس میں کون سا نقص پایا گیا کہ دوسرے اور تیسرے مساوی وجود کی ضرورت پڑی؟ اگر یہ تینوں مل کر کامل خدا ہیں اور ہر ایک علاحدہ علیحدہ ناقص خدا ہیں تو اپنے کامل ہونے میں باقی دو کی ضرورت پڑی، تو ان میں کوئی بھی خدا نہ رہا۔

تثلیث کی حقیقت اور اس کا مفہوم کہ خدا کی ذات میں تین ذات جمع ہیں۔ جو اپنے جملہ صفات و خصائص میں یکساں اور مساوی ہیں، اور پھر باہم ممتاز بھی ہیں، اور تینوں کے جمع ہونے کے باوجود خدا کی ذات ایک ہے، اس کے سمجھنے سے عقل قاصر ہے، عیسائیت، اس معمہ اور چیستاں کو آج تک حل نہ کر سکی۔ هذا كلام له خبيء : معناه ليست لنا عقول.

عیسائیوں کا فریب

آخر میں عاجز آکر کہتے ہیں کہ یہ ایک خدائی راز ہے، جس کے سمجھنے کی ہم میں طاقت نہیں، مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے کہتے ہیں کہ ہمارا عقیدہ تثلیث ایسا ہی ہے، جیسے تم لوگوں کے یہاں متشابہات ہوتے ہیں۔ عقیدۂ تثلیث کو متشابہ قرار دینا دو وجہ سے غلط ہے:

۱۔ اس کے غلط ہونے کی پہلی وجہ یہ ہے کہ متشابہ آیتوں میں جو مفہوم پوشیدہ ہوتا ہے، وہ دین کے بنیادی عقائد پر مشتمل نہیں ہوتا، جو ایمان و نجات کی اولین شرط ہوتی ہے، بلکہ اس کے نہ جاننے سے چنداں ضرر و نقصان نہیں ہوتا۔

التشابه لا يقع في القواعد الكلية، و إنما يقع في الفروع الجزئية، والدليل على ذلك من وجهين:
الأول : الإستقرار، أن الأمر كذلك.
والثاني : أن الأصول لو دخلها التشابه، لكان أكثر الشريعة من المتشابه، و هذا باطل، ... إن الأصول منوط بعضها ببعض في التفريع عليها، فلو وقع في أصل من الأصول اشتباه لزم سريانه في جميعها، فلا يكون المحكم أم الكتاب، لكنه كذلك، فدل على أن المتشابه لا يكون في شيء من أمهات الكتب (الموافقات، ۳/۹۶)

۲۔ اس کے غلط ہونے کی دوسری وجہ، متشابہ کی دو قسمیں ہیں:

(الف) ایک قسم وہ ہے کہ متشابہ عبارت کا کوئی مفہوم ہمارے ذہن میں نہیں آتا، جیسے حروف مقطعات الم وغیرہ کہ آج تک اس کا یقینی مفہوم بیان نہیں کیا جاسکا۔

(ب) دوسری قسم وہ متشابہ ہے جس کے الفاظ سے ظاہری مفہوم ذہن میں آتا ہے، لیکن وہ ظاہری مفہوم عقل کے خلاف ہوتا ہے، اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہاں ظاہری مفہوم مراد نہیں، اور اس کا اصل مفہوم ہم کو یقینی طور پر معلوم نہیں ہے۔ جیسے: (الرحمن على العرش استوى) اس لفظ کا ایک ظاہری مفہوم ہے کہ اللہ عرش پر سیدھا ہو گیا، لیکن یہ مفہوم عقل کے خلاف ہے، اس لئے کہ اللہ کسی مکان میں مقید نہیں ہے، جس کی وجہ سے ظاہری مفہوم مراد نہیں، بلکہ کچھ اور مراد ہے، لیکن وہ یقینی طور پر معلوم نہیں۔ متشابہات سے مراد وہ باتیں نہیں ہوتیں جو عقل کے خلاف ہوں، ہاں وہ عقل سے ماورا ہوتی ہیں، عقیدۂ توحید فی التثلیث میں جو عبارت ہے اس کا ظاہری مفہوم سمجھ میں آتا ہے اور عیسائی حضرات کہتے ہیں کہ اس کا یہی ظاہری مفہوم مراد ہے، کہ خدا تین اقنوم ہے اور یہ تین ایک ہے، گو وہ عقل کے خلاف ہے، اور متشابہات میں ظاہری مفہوم مراد نہیں ہوتا، اور جو مراد ہے وہ عقل کے خلاف نہیں:

قد لا يدرك العقل ماهية الأشياء و كنهها كما هي، لكن مع ذلك

يحكم بإمكانها، و لا يلزم من وجودها عنده استحالة ما ولذا تعدّ هذه الاشياء من الممكنات، و قد يحكم بداهة أو بدليل قطعي بامتناع بعض الأشياء، و يلزم من وجودها عنده محال ما و لذا تعدّ هذه الأشياء من الممتنعات و بين الصورتين فرق جلي (إظهار الحق، ج: ۳، ص: ۷۱٤)

عقیدہ تثلیث وہ بنیادی عقیدہ ہے، جس کے بغیر ان کے یہاں نجات ممکن نہیں، اور اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ ہم کو ایسی بات ماننے پر مجبور کرتا ہے، جو ہماری عقل کے بالکل خلاف ہے۔

حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں عیسائی عقیدہ حلول و تجسم

سوسنہ سلیمان کی عبارت: بوب واحد يسوع الابن الوحيد میں حضرت عیسیٰ کے بارے میں عیسائی عقیدہ کا بیان گذر چکا ہے، جس کے بنیادی اجزاء حسب ذیل ہیں:

(۱) خدا کی صفت کلام، اس کو اقنومِ ابن کہا جاتا ہے، حضرت عیسیٰ کے روپ اور ان کی شکل میں آگئی، یعنی خدا جو ابن ہے اپنی خدائی صفت چھوڑے بغیر انسان بن گیا، یعنی جو زمان و مکان میں مقید نہیں تھا، اس نے ہم انسانوں کے وجود کی کیفیات اختیار کرلیں، اور ایک عرصہ تک ہمارے درمیان مقیم رہا، بیٹے کا حضرت عیسیٰ کی شکل اختیار کرنا، اور ان میں حلول کرنا، اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ بیٹا خدائی چھوڑ کر انسان بن گیا، بلکہ پہلے صرف خدا تھا، اب انسان بھی بن گیا۔ حضرت عیسیٰ حقیقتاً خدا بھی ہیں اور انسان بھی۔

(۲) اقنوم ابن ہمارے گناہوں کا فدیہ و کفارہ بننے کے لئے آسمان سے اترا، اور روح القدس یعنی خدا کی صفت حیات و محبت کے ذریعہ، مریم کے واسطہ سے انسانی وجود کے ساتھ متحد ہو گیا۔

(۳) پیلاطیس کے عہد میں، اس کے حکم سے سولی پر چڑھا دیا گیا، اکثر عیسائی فرقوں کے یہاں اُقنوم ابن کو پھانسی نہیں دی گئی، بلکہ اس کا مظہر حضرت

عیسیٰ جو اپنی انسانی حیثیت میں ایک مخلوق تھے، اس کو پھانسی دی گئی۔
(۴) دفن ہونے کے بعد تیسرے دن پھر زندہ ہوگئے پھر آسمان پر چلے گئے۔
(۵) یسوع مسیح کی صلیبی موت سے، جو یسوع مسیح پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کی تعلیمات پر عمل کرتے ہیں، ان کے اصلی گناہ معاف ہوگئے اور ان کو اس سے ایک نئی قوتِ ارادی حاصل ہوئی، جس کو کفارہ اور فدیہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

حضرت عیسیٰ نے کبھی بھی ان عقائد کی تعلیم نہیں دی، بلکہ تردید کی ہے

انبیاء ورسولوں کی بعثت کا بنیادی مقصد، لوگوں کی اصلاح اور ان کو راہ نجات بتانا ہوتا ہے، اور عیسائیوں کے یہاں یہ عقائد اتنے ضروری ہیں کہ ان پر ایمان لائے بغیر کسی کی نجات ممکن ہیں۔ تو فطری طور سے یہ بات ذہن میں آئے گی کہ حضرت عیسیٰ اور ان کے بعد ان کے حواریوں نے بہت ہی شد و مد کے ساتھ ان عقائد کو بیان کیا ہوگا، اور اسی طرح مذہب کی کلیدی کتابوں میں اس مسائلہ کو بہت ہی اہتمام کے ساتھ ذکر کیا گیا ہوگا، مگر حضرت عیسیٰ کے ارشادات کا مطالعہ کرنے والے اور ان کلیدی کتابوں کو دیکھنے والوں کو حد درجہ تعجب ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے حواریوں سے اس عقیدہ کے بارے میں ایک لفظ بھی ایسا منقول نہیں، جو ان عقائد پر صراحت کے ساتھ دلالت کریں، اسی طرح کلیدی کتابوں میں اس کا کوئی تذکرہ نہیں، بلکہ لطف کی بات تو یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کے جملہ ارشادات اور ان کی کلیدی کتابوں سے ان عقائد کی تردید و تغلیط ہوتی ہے، انھوں نے کبھی بھی یہ نہیں کہا کہ خدا تین اقانیم کے مجموعہ کا نام ہے، اور تین مل کر ایک ہیں، اسی طرح انھوں نے کبھی بھی یہ نہیں فرمایا کہ میں خدا ہوں اور تمہارے گناہوں کو معاف کرانے کے لئے انسانی شکل میں آگیا ہوں، بلکہ ہمیشہ انھوں نے توحید کی تعلیم دی، اور اپنے کو ابن آدم کہا۔ خدا کا رسول اور ہادی بتایا، اور دیگر احکامات کے بارے میں ان کی صاف صاف ہدایات ملتی ہیں کہ تورات کے احکام واجب العمل ہیں، خود بھی تورات کے احکام بجالاتے تھے اور دوسروں کو بھی ان پر عمل کرنے کی تلقین کرتے تھے، اور اس کے بارے میں یہاں تک فرمایا

کہ یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں، منسوخ کرنے نہیں، بلکہ پورا کرنے آیا ہوں، کیوں کہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان وزمین ٹل نہ جائیں، ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت سے نہ ٹلے گا۔ (متی باب ۵/۱۷)

حضرت عیسیٰ کی ان ہی تعلیمات کو انجیل کی عیسائیت میں تفصیل سے بیان کیا جاچکا ہے۔ نیز حضرت عیسیٰ نے دعوت کا کام کسی بت پرست قوم میں نہیں شروع کیا تھا، بلکہ ان کی دعوت کی مخاطب مسلمان جماعت تھی، جس کا ایک خدا پر ایمان تھا، لیکن گناہوں میں ڈوبی ہوئی تھی۔ حضرت عیسیٰ کی رسالت کا مقصد ان کو صراطِ مستقیم پر لانا تھا، اس لئے یہودیوں سے، خدا کی ذات کے متعلق ان کی کوئی گفتگو نہیں ہوتی تھی، بلکہ خدا کی طرف راغب کرنے کے لئے خدائی ثواب و عذاب کا ذکر فرماتے تھے، ان کے اندر اخلاص پیدا کرنے کی تدبیر کرتے تھے، یہودیوں کے ایک فقیہ نے حضرت عیسیٰ سے پوچھا کہ حکموں میں اول کون سا ہے، تو یسوع نے جواب دیا کہ اول یہ ہے کہ اے اسرائیل! سن، خداوند ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے اور تو خداوند اپنے خدا سے اپنے سارے دل، اپنی ساری جان، اپنی ساری عقل، اور اپنی ساری طاقت سے محبت رکھ۔

دوسرا یہ ہے کہ تو اپنے پڑوسی سے اپنے برابر محبت رکھ، ان سے بڑا اور کوئی حکم نہیں۔

فقیہ نے اس سے کہا: اے استاذ! بہت خوب، تو نے سچ کہا کہ وہ ایک ہی ہے اور اس کے سوا کوئی اور نہیں، اور اس سے سارے دل، ساری عقل، اور ساری طاقت سے محبت رکھنا، اور اپنے پڑوسی سے اپنے برابر محبت رکھنا، سب سوختنی قربانیوں سے اور ذبیحوں سے بڑھ کر ہے۔ (مرقس باب ۱۲/ ۲۸-۳۳)

اگر عقیدۂ تثلیث، ایمان باللہ کے ساتھ ضروری ہوتا، تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کو بیان کرتے، اگر اس میں کوئی اشکال ہوتا تو اس کو حل کرتے، اور اس طرح یہودی قوم جسے پہلے ہی سے خدا کی معرفت اور اس کا علم تھا ان کو ایک نیا علم عطا کرتے، اور یہ حضرت عیسیٰ کا خاص امتیاز ہوتا، لیکن جب انھوں نے بیان نہیں

کیا، تو ان لوگوں کا حشر کیا ہوگا، جو خدا پر سادہ طور پر ایمان لائے، اور خدا کی ذات میں ان کو اقانیم ثلاثہ کا تصور نہیں تھا، خود ان حواریوں اور عیسائیت کی تبلیغ کرنے والوں کا حال کیا ہوگا، جن کی زبان سے کبھی بھی "اقنوم" کا لفظ نہیں نکلا، اور انھوں نے کبھی بھی اپنا رخ اس خدا کی طرف نہیں کیا، جس کی ذات میں یہ تینوں اقنوم موجود ہیں، اور نہ ہی ان اقانیم کو کبھی پکارا۔

فرض کیجئے حضرت عیسیٰ خود خدا تھے۔ ان سے کوئی باز پرس کرنے والا نہ تھا لیکن حواریوں اور رسولوں کو کیسے معاف و درگذر کیا جائے گا، جب کہ مسیح نے اس کی تبلیغ کی ذمہ داری اور امانت ان کے سپرد کی تھی۔

عیسائی علماء کا اعتراف:

حضرت عیسیٰ نے کبھی بھی عقیدۂ تثلیث کی تبلیغ نہیں کی، یہ صرف ہمارا ہی مطالعہ نہیں بتاتا بلکہ ان کے علماء بھی اس کا اقرار و اعتراف کرتے ہیں۔ پادری فنڈر اپنی کتاب مفتاح الاسرار میں لکھتا ہے:

و إن قلت : لم لم يبين المسيح ألوهيته ببيان اوضح مما ذكر أى أنا الله لا غير (اظهار الحق ۳/۷۲۱)

ترجمہ: اگر تم اعتراض کرو، کہ حضرت عیسیٰ نے اپنے خدا ہونے کو واضح طور سے کیوں بیان نہیں کیا۔

پھر خود ہی اس کی حد درجہ لغو و غلط وجہ لکھتا ہے کہ اگر خدا ہونے کو صراحت کے ساتھ بیان کرتے تو خدا، اور ان کے درمیان جو نسبت ہے اس کا سمجھنا دشوار تھا، لوگ غلط فہمی کا شکار ہوتے، حضرت عیسیٰ میں ایک امر باطل کا اعتقاد کرتے کہ وہ جسم کے اعتبار سے خدا ہیں دوسرے انھوں نے اشارہ و کنایہ میں اپنی خدائی کا تذکرہ کیا، تو یہودی قوم نے بار بار ان کو گرفتار کرنے، اور سنگ سار کرنے کا ارادہ کیا، اگر صراحۃً بیان کرتے تو خدا معلوم یہودی کیا کر گذرتے، اس لئے یہودیوں کے خوف سے اس کو صاف صاف بیان نہیں کیا، یہ عذر گناہ، بدتر از گناہ کے قبیل سے ہے۔ اس لئے کہ عروج آسمانی اور خدا کے دائیں جانب بیٹھنے کے بعد آج تک

عیسائی اس علاقہ کی حقیقت کو بیان نہ کر سکے۔ خود یہ پادری بھی اپنی کتابوں میں اس کا اعتراف واقرار کرتا ہے کہ یہ ایک سربستہ الٰہی راز ہے، جس کو عقل سے نہیں جانا جاسکتا۔ غلط فہمی کا عذر تو حضرت عیسیٰ یہ کہہ کر آسانی سے غلط فہمی دور کر سکتے تھے کہ میرے جسم اور اقنومِ ابن کے درمیان ایسا علاقہ اور تعلق ہے، جو تمہاری عقل سے بالا ہے، اس پر اجمالی طور پر ایمان لاؤ، اس کی تحقیق کی فکر میں نہ پڑو۔

رہی ڈرنے کی بات تو افسوس ہے عیسائیوں کی کم عقلی پر، کہ جس کو زمین و آسمان کا خالق کہتے ہیں، اور یہ بھی اعتقاد رکھتے ہیں کہ ہمارے گناہوں کے کفارہ کی خاطر صلیب پر چڑھنے کے لئے آیا تھا، اور اس کو اپنے صلیب پر چڑھنے کا علم ویقین بھی ہے، پھر بھی ایسے عقیدہ کے بیان میں جو مدارِ نجات ہے، ایسی قوم سے ڈرتا ہے جو دنیا کی ذلیل ترین قوم تھی، جب کہ خدا کے نیک بندے اور اس کے انبیاء مثلاً حضرت یحییٰ وغیرہ بیانِ حق میں بالکل نڈر تھے، اور اس کے لئے ہر طرح کی صعوبتوں کو برداشت کیا، حتیٰ کہ شہید ہوگئے۔

اور لطف کی بات تو یہ ہے کہ ایسے اہم ضروری عقیدہ (جو مدارِ نجات ہے) اسکو یہودیوں کے ڈر سے بیان نہیں کیا، لیکن اس سے کم درجہ امر معروف، اور نہی عن المنکر کے سلسلہ میں اس قدر دلیری، اور اس میں اتنا تشدد کرتے ہیں کہ ان کو برا بھلا کہنے پر اتر آئے، ان کو ریاکار، اندھا، احمق، اے سانپو! اے افعی کے بچو! تم جہنم کی سزا سے کیوں کر بچو گے (متی باب ۲۳) تک کہا کہ بعض شکایت بھی کرنے لگے۔

چنانچہ لوقا باب ۱۱ میں ہے: پھر شرع کے عالموں میں سے ایک نے جواب میں اس سے کہا: اے استاد! ان باتوں کے کہنے سے تو ہمیں بے عزت کرتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ نے اشارۃً کنایۃً اور نہ ہی صراحتاً کبھی بھی اپنی خدائی کی بات نہیں کہی، بلکہ ہمیشہ خدا کی توحید، اور اپنی رسالت کا ذکر کیا، اگر کبھی ایسا لفظ استعمال کر دیا، جس سے غلط فہمی ہوئی تو فوراً اس کو دور کیا، ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ نے کہا کہ میں، اور باپ ایک ہیں۔ یہودیوں نے سنگسار کرنے کے لئے پتھر اٹھائے تو مسیح نے انھیں جواب دیا کہ کس کام کی وجہ سے سنگسار کرتے ہو؟ تو یہودیوں نے کہا: تمہارے کفر کی وجہ سے، تو آدمی ہو کر اپنے کو خدا بناتا ہے۔

حضرت عیسیٰ نے ان کی اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے فرمایا کہ یہ محاورہ تو قدیم سے چلا آرہا ہے، کیا تمہاری شریعت میں یہ نہیں لکھا ہے کہ میں نے کہا: تم خدا ہو، جن کے پاس خدا کا کلام آیا، انہیں خدا کہا گیا، تو جس کو باپ نے مقدس کر کے دنیا میں بھیجا، اس کے اپنے کو ابن اللہ کہنے پر کہتے ہو کہ کفر بکتا ہے۔
(انجیل یوحنا باب ۱۰)

انجیل کے اب، ابن اور روح القدس سے اقانیم ثلاثہ پر استدلال نہیں کیا جاسکتا ہے۔

بیشک انجیل میں مختلف سیاق و سباق سے، اب، ابن، اور روح القدس کے الفاظ آئے ہیں، مگر الوہیت کے اقانیم ثلاثہ: اب، ابن، اور روح القدس سے وہ بالکل مختلف ہیں، اس لیے کہ الوہیت کے اقانیم ثلاثہ: باپ، بیٹا اور روح القدس تینوں ملکر واحد خدا ہیں، اور یہ تینوں صفات و کمالات میں ہم مرتبہ اور مساوی ہیں۔

لیکن انجیل کے اب، ابن اور روح القدس اپنا الگ الگ وجود رکھتے ہیں، اور اس میں کوئی بھی ایسی عبارت نہیں ہے جس سے اشارۃً بھی یہ معلوم ہو سکے کہ یہ تینوں کسی ایک ذات میں جمع ہیں، نیز یہ صفات و کمالات میں ہم رتبہ اور مساوی نہیں ہیں، بلکہ باپ ہیں جو صفت کمال ہے، وہ بیٹے میں نہیں، اور روح القدس میں جو صفتِ کمال ہے وہ بیٹے میں نہیں۔

باپ: بڑا ہے، عالم الغیب ہے، قادر مطلق ہے، بے نیاز ہے، بیٹے میں یہ صفات نہیں۔

انجیل سے استدلال

حضرت مسیح نے قیامت کی گھڑی کے بارے میں فرمایا، لیکن اس دن یا اس گھڑی کی بابت کوئی نہیں جانتا، نہ آسمان کے فرشتے، نہ بیٹا، مگر باپ۔
(مرقس باب ۱۳/ ۳۲)

ایک عورت نے بھیڑ میں یسوع کی پوشاک چھوئی، تو حضرت مسیح نے سوال کیا کہ کس نے میری پوشاک چھوئی؟ اس نے چاروں طرف نگاہ کی، تا کہ جس نے

یہ کام کیا تھا، اسے دیکھیے (مرقس باب ۵)

دوسرے دن جب بیت عیناہ سے نکلے تو اسے بھوک لگی، اور وہ دور سے انجیر کا ایک درخت جس میں پتے تھے دیکھ کر گیا کہ شاید اس میں کچھ پائے، مگر جب اس کے پاس پہونچا تو پتوں کے سوا کچھ نہ تھا، (مرقس باب ۱۱)

بیٹا اس دن اور گھڑی سے ناواقف ہے، اسی طرح اس کی پوشاک کس نے چھوئی، اس کو نہیں جانتا، نیز اگر پہلے سے معلوم ہوتا کہ انجیر کے درخت پر پھل نہیں تو اس کے پاس نہ جاتا۔

زبدی کے بیٹوں کی ماں سے یسوع نے کہا: تو کیا چاہتی ہے؟ اس نے اس سے کہا: فرما کہ یہ میرے دونوں بیٹے، تیری بادشاہی میں تیری داہنی اور بائیں طرف بیٹھیں، اس نے اس سے کہا میرا پیالہ تو پیوگے، لیکن اپنے داہنے، بائیں کسی کو بٹھانا میرا کام نہیں، مگر جن کے لئے میرے باپ کی طرف سے تیار کیا گیا ہے، ان ہی کے لئے ہے۔ (متی باب ۲۰)

وہ تھوڑا آگے جاکر زمین پر گرا، اور دعاء کرنے لگا کہ اگر ہوسکے تو یہ گھڑی مجھ پر سے ٹل جائے، اور کہا: اے ابا، اے باپ! تجھ سے سب کچھ ہو سکتا ہے، اس پیالہ کو میرے پاس سے ہٹالے، تو بھی جو میں چاہتا ہوں وہ نہیں، بلکہ جو تو چاہتا ہے وہی ہو (مرقس باب ۱۴، متی باب ۲۶)

پہلے واقعہ سے معلوم ہوا کہ بیٹے میں اتنی قدرت نہیں کہ کسی کے ایمان دار ہونے کے باوجود آسمانی بادشاہت میں اپنے دائیں، بائیں بٹھا سکے۔ اسی طرح دوسرے واقعہ سے اس کا عاجز و مضطر اور بے بس ہونا صاف ظاہر ہے۔ مصیبت کا یہ پیالہ ٹالنا ان کے بس میں نہیں ہے۔ اس کے ساتھ عالم الغیب بھی نہیں ہے، اس لئے کہ اگر عالم الغیب تا تو اس قدر غمگین اور دل گیر ہو کر پیالہ ٹالنے کی دعا نہ کرتا، اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ باپ کی خواہش اور ہے اور بیٹے کی خواہش اور ہے۔

روح القدس، اب اور ابن میں تفاوت

آدمیوں کا ہر گناہ اور کفر تو معاف کیا جائے گا، مگر جو کفر روح کے حق میں

ہو، وہ معاف نہ کیا جائے گا، اور جو کوئی ابن آدم کے برخلاف کوئی بات کہے گا، وہ تو اس سے معاف کیا جائے گا، مگر جو کوئی روح القدس کے خلاف کوئی بات کہے گا، وہ اسے معاف نہیں کیا جائے گا۔ (متی باب ۱۲)

جب وہ یعنی روح حق آئے گا، تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا، اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا، لیکن جو سنے گا وہی کہے گا۔ (یوحنا باب ۱۶)

ان شواہد سے روح القدس اور ابن میں تفاوت، اسی طرح اب اور روح القدس کے درجہ میں فرق نمایاں اور واضح ہے کہ مسیح، روح القدس کے ہم رتبہ و مساوی نہیں ہے، اسی طرح روح القدس، اب کے مساوی نہیں ہے، کہ روح القدس دوسرے سے یعنی اب سے سن کر بیان کرے گا، اپنی طرف سے کچھ کہنے کی طاقت نہیں رکھتا ہے۔

عقیدۂ تثلیث

یہ عقیدہ عیسائیت میں کونسلوں کی راہ سے آیا۔ پولس نے اسکے لئے راہ ہموار کی:

عقیدۂ توحید تبدیلیوں کے کئی مرحلہ سے گذر کر تثلیث میں تبدیل ہوا، نیقیہ کی کونسل منعقدہ ۳۲۵ء نے صرف الوہیت مسیح کے مسئلہ کو طے کیا تھا جسے قسطنطنین اعظم نے بزور حکومت نافذ کیا لیکن اس کے باوجود اس میں کافی اختلاف رہا اور تقریباً سو سال تک اس میں نزاع باقی رہا بالآخر نیقیہ کونسل کا فیصلہ ہی غالب رہا پھر قسطنطنیہ کی پہلی کونسل منعقدہ ۳۸۱ء میں روح القدس کی الوہیت کا مسئلہ طے ہوا، اس طرح عقیدۂ تثلیث بڑے جھگڑے کے بعد مسیحیت کا ایک لازمی جزو و حصہ بنا پھر ان میں باہمی ربط کی نوعیت میں اختلاف رہا جس کو طے کرنے کے لئے متعدد کونسلیں منعقد ہوتی رہیں۔

پولس کی شخصیت، صلاحیت و اہلیت:

رومی شہر طرطوس کا باشندہ رومیوں کے مذہب بت پرستی کے دیومالائی فلسفہ سے کافی واقفیت کے ساتھ اس دور کے رائج یونانی و رومی و یہودی فلسفہ سے بھی خاصی واقفیت رکھتا تھا، اسی طرح یہودی مذہب کا بھی عالم تھا، گملی ایل کے

یہاں اس کی تعلیم و تربیت ہوتی تھی، اعمال باب ۲۲، اور غیر اہل کتاب فلاسفہ کا ان کے ہتھیار سے مقابلہ کرنے کی بھرپور صلاحیت رکھتا تھا، بڑا فعال اور بلا کا ذہین تھا مگر اس کے ساتھ شاطر موقع شناس بلکہ جھوٹ بولنے سے بھی گریز نہیں کرتا تھا، جیسا کہ وہ خود کہتا ہے اگر میرے جھوٹ کے سبب خدا کی سچائی اسکے جلال کے واسطے زیادہ ظاہر ہوتی ہے تو پھر کیوں گنہگار کی طرح مجھ پر حکم دیا جاتا ہے۔ (رومیوں کا خط باب ۳)

پولس کے عہد کا فلسفہ:

یہودی فلسفی فیلون خدا کے بارے میں کہتا ہے کہ اللہ مادہ سے وراء الوراء ہے، براہ راست عالم سے اس کا تعلق نہیں ہے بلکہ خدا اور عالم کے درمیان واسطے ہیں اور پہلا واسطہ لوغوس ہے جس کو کلمہ اور عقل سے تعبیر کرتے ہیں، حکمت سلیمان اور امثال کے مصنفین بھی اسی طرح کے خیال ظاہر کرتے تھے اور وہ لوگ خدا اور عالم کے درمیان واسطہ کو مشیتہ الٰہی کہتے تھے، افلاطون کہتا تھا کہ اللہ ازلی و ابدی ہے۔ حرکت و تغیر و تبدل سے منزہ و پاک ہے اس کے ساتھ ازل ہی سے اس کے پاس ایک چیز موجود ہے جس کو صورت اللہ صورت الخیر اعیان ثابتہ کہا جاتا ہے، اس دور کے فلسفہ میں یہی نظریہ رائج تھا کہ کلمتہ اللہ فکر اللہ صورت اللہ اور محبت اللہ ہی تمام موجودات کی اصل اور اس کا مبداء ہے۔

جب پولس عیسائیت قبول کر کے انجیل کی نئی تعبیر و تفسیر اور تورات کے تمام احکامات کو منسوخ و غیر مفید بتا کے بت پرستوں کے عقائد و خیالات کی آمیزش کر کے انجیل کے نام پر ایک نئے دین کی تبلیغ کرنے لگا، تو یروشلم کے کلیسا نے اس کی شد و مد سے مخالفت کی، یروشلم کی کلیسا میں یسوع مسیح کے گھرانے کے لوگ بھی شامل تھے جن کا دور دور تک اثر تھا، اس لئے فلسطین و آسیہ وغیرہ میں اس کی دعوت کے لئے حالات سازگار نہیں تھے مگر جب اس کے افکار و نظریات رومیوں و یونانیوں میں پھر یورپ پہنچے تو ان جگہوں پر اس کے لئے حالات سازگار و موافق تھے جس کی وجہ سے اس کے افکار و نظریات بتدریج پھیلتے رہے، یہاں تک کہ نیقیہ کی کونسل نے اس کے نظریات وافکار کے مطابق الوہیت مسیح کا فیصلہ کر دیا۔

یونانی اور رومیوں کے معاشرہ میں اگر کوئی مسیح کے اوصاف اور احوال کو بیان کر کے ان کو باور کرانا چاہے کہ حقیقت میں وہ خدا یا خدا کا بیٹا تھا اور ہم لوگوں کی اصلاح احوال کے لئے آسمان سے اترا اور ہماری خاطر اذیتیں اٹھائی پھر آسمان پر چلا گیا تو اس میں ان کے لئے اچنبھے کی کوئی بات نہیں تھی، اس دور کی تاریخ گواہ ہے کہ کتنے لوگوں نے خدائی کا دعویٰ کیا یا دوسروں نے اسکو خدا بنا کر پیش کیا اور لوگ اس پر اسی طرح ایمان لاتے تھے جیسے خدا پر ایمان لایا جاتا ہے۔ اعمال باب ۱۴ میں خود پولس و برنباس کا قصہ مذکور ہے جس میں پولس نے ایک جنم کے لنگڑے کو اپنی کرامت سے اچھا کر دیا تھا تو لوگوں نے پولس کا یہ کام دیکھ کر لکانیہ کی بولی میں بلند آواز سے کہا کہ آدمیوں کی صورت میں دیوتا اتر کر ہمارے پاس آئے ہیں، پولس و برنباس نے جو یہ سنا تو اپنے کپڑے پھاڑ کر لوگوں میں جا کودے اور پکار پکار کر کہنے لگے، اے لوگو! تم یہ کیا کہہ رہے ہو ہم بھی تمہارے ہم طبیعت انسان ہیں، حضرت عیسیٰ کو کلمۃ اللہ کہا جاتا ہے حضرت عیسیٰ کے بن باپ پیدا ہونے کا راز بتلایا گیا تھا کہ مریم کے رحم پر خدائی حکم نازل ہوا کہ کسی مرد کے نطفہ کے بغیر استقرار حمل کو قبول کرلے اسی طرح ان کو روح اللہ بھی کہا جاتا تھا کہ اللہ نے ان کو ایسی روح عطا کی ہے جو بدی سے نا آشنا اور سراسر راستی سے متصف ہے اور پاک روح سے ان کی مدد کی ہے و ایدناہ بروح القدس، روح القدس سے خاص نوعیت کا تعلق تھا متی کی انجیل میں ہے مریم کو اپنے یہاں لانے سے نہ ڈر کیوں کہ جو کچھ اس کے پیٹ میں ہے وہ روح القدس کی قدرت سے ہے انجیل میں حضرت عیسیٰ نے خدا کے لئے باپ کا لفظ استعمال کیا۔ اسی طرح اپنے لئے بیٹا کا لفظ مگر حضرت عیسیٰ کا اس کو استعمال کرنا بنی اسرائیل کے قدیم محاورہ کے مطابق تھا اس میں حضرت عیسیٰ کی کوئی خصوصیت نہیں ہے، بنی اسرائیل خدا پر باپ کا لفظ استعمال کرتے ہی تھے اسی طرح جو خدا کا محبوب و مطیع و فرماں بردار ہوتا اس پر خدا کا بیٹا بولتے تھے اور اس کو بالتفصیل عیسائیت انجیل کی روشنی والے محاضرہ میں بیان کیا جا چکا ہے۔

پولس کو اس دور کے رائج فلسفہ اور بت پرستی کے مراسم سے واقفیت تھی اور لوگوں کے معتقدات کو دیکھ کر گفتگو کرنے کی عادت تھی جس کی وجہ سے اس

نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مختلف روپ میں پیش کیا، یونانی و رومی عوام کے درمیان حضرت عیسیٰ کو خدا کا حقیقی بیٹا بنا کر پیش کیا اور انھوں نے ان کو واقعی نسبی و حقیقی بیٹا ہی سمجھ کر اس کو قبول بھی کیا اس کے دور کے لوگوں کا یہی تصور تھا کہ خدا کا بیٹا خود آسمان سے اترتا ہے اور ایسے کتنے ہی لوگوں کے بارے میں ان کا یہ عقیدہ تھا ان لوگوں کے پیدا ہونے، بچہ و جوان ہونے شادی و بیاہ کرنے سے ان کے اذہان میں کوئی شبہ نہیں ہوا کرتا تھا اور یہودی معاشرہ میں اس نے حضرت عیسیٰ کی عجیب و غریب پیدائش سے استدلال کرتے ہوئے ان کو فرشتوں کے قریب کر دیا بس اتنا فرق ہے کہ فرشتوں نے انسانی جسم اختیار نہیں کیا اور اس نے انسانی جسم اختیار کیا اور اس دور کے فلسفہ مزاج لوگوں سے واسطہ پڑا تو اس نے حضرت عیسیٰ کو خدا اور کائنات کے درمیان واسطہ لوغوس کلمۃ اللہ بمعنی صفت متکلم کہہ دیا، کلمہ سے متکلم کی ذات کا اظہار ہوتا ہے اور اسی کے ذریعہ خدا اپنی مشیت و قدرت کا اظہار کرتا ہے تو کبھی اس کو مشیت اللہ اور قدرت اللہ کہہ دیا تو کسی موقع سے خدا کی صورت اور اس کا علم قرار دیا جس میں تمام کائنات موجود ہیں۔

دنیا سے شر و فساد کو دور کرنے اور لوگوں کی اصلاح حال کے لئے خود خدا یا اس کی کوئی صفت جسمانی لباس اختیار کر لے کسی مخلوق میں حلول کرے اور اس سے ایسا تعلق ہو جائے جیسا، جسم و روح کا باہم تعلق و ارتباط ہے جس سے اس کو بھوک و پیاس ستائے پیشاب و پائے خانہ کا محتاج ہو سردی، و گرمی و بیماری کی اس پر حکومت ہو اس پر اس دور کے لوگوں کو کوئی تعجب نہیں ہوتا تھا ان کی عقل میں کسی قسم کا اضطراب نہیں پیدا ہوتا تھا اور آج بھی ہندوستان میں کروڑہا کروڑ ہندو عوام بلکہ کتنے خواص کرشن و رام کو خدائے وشنو کا اوتار جانتے ہیں اور اس کی عبادت کرتے ہیں اسی طرح پولس نے حلول اور تجسم کا تصور پیش کیا اور تدریجی طور سے خدائی صفات جو خدا کے لئے خاص تھے عیسیٰ مسیح میں ثابت کرنے لگا۔

حضرت عیسیٰ کے متعلق پولس کے تصورات

عبرانیوں کے نام خط میں تحریر کرتا ہے اگلے زمانہ میں خدا نے باپ دادا سے

حصہ بہ حصہ اور طرح بہ طرح نبیوں کی معرفت کلام کر کے اس زمانہ کے آخر میں ہم سے اپنے بیٹے کی معرفت کلام کیا جسے اس نے سب چیزوں کا وارث ٹھہرایا اور جس کے وسیلہ سے اس عالم کو بھی پیدا کیا وہ اس کے جلال کا پر تو اور اس کی ذات کا نقش ہو کر سب چیزوں کو اپنی قدرت کے کلام سے سنبھالتا ہے اور گناہوں کو دھو کر عالم بالا پر کبریا کے داہنی طرف جا بیٹھا اور فرشتوں سے اس قدر بزرگ ہو گیا جس قدر میراث میں ان سے افضل نام پایا کیونکہ فرشتوں میں سے اس نے کب کسی سے کہا تو میرا بیٹا ہے آج تو مجھ سے پیدا ہوا ہے اس نے آنے والے جہان کو فرشتوں کے تابع نہیں کیا اس عبارت میں تو اس کو فرشتوں سے بڑھا دیا مگر اسی خط میں آگے فرشتوں سے ایک درجہ کم بتاتا ہے اس لئے کہ اس نے انسانی جسم اختیار کیا اور فرشتوں کا کوئی جسم نہیں چنانچہ لکھتا ہے تو نے اس فرشتوں سے کچھ ہی کم کیا تو نے اس پر جلال وعزت کا تاج رکھا اور اپنے ہاتھوں کے کاموں پر اسے اختیار بخشا تو نے سب چیزیں اس کے تابع کر کے اس کے پاؤں تلے کر دی، کلسیون کے نام خط میں لکھتا ہے وہ ان دیکھے خدا کی صورت پر اور تمام مخلوقات سے پہلے مولود ہے کیونکہ اس میں تمام چیزیں پیدا کی گئیں آسمان کی ہو یا زمین کی دیکھی ہو یا ان دیکھی تخت ہو یا ریاستیں یا حکومتیں یا اختیارات سب چیزیں اس کے وسیلہ سے اور اس کے واسطے سے پیدا ہوئی ہیں اور وہ سب چیزوں سے پہلے ہے اور اس میں سب چیزیں قائم ہیں۔ فلپیوں کے نام خط میں لکھتا ہے، اگر چہ وہ خدا کی صورت پر تھا خدا کے برابر ہونے کو قبضہ میں رکھنے کی چیز نہ سمجھا بلکہ اپنے کو خالی کر دیا اور خادم ہونے کی صورت اختیار کی اور انسانوں کے مشابہ ہو گیا اور انسانی شکل میں ظاہر ہو کر اپنے کو پست کر دیا۔ اسی واسطے خدا نے بھی بہت سر بلند کیا اور اسے وہ نام بخشا جو سب ناموں میں اعلیٰ ہے اور خدا باپ کے جلال کے لئے ہر ایک زبان اقرار کرے کہ یسوع مسیح خداوند ہے۔

انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا میں یسوع مسیح کے عنوان کے تحت ایک مسیحی عالم دینیات کا بیان نقل کیا ہے۔ وہ سینٹ پال تھا جس نے اعلان کیا کہ واقعہ رفع کے وقت اسی فعل رفع کے ذریعہ یسوع پورے اختیارات کے ساتھ ابن اللہ کے مرتبہ

پر علانیہ فائز ہو گیا۔ یہ ابن اللہ کا لفظ یقینی طور پر ذاتی ابنیت کی طرف ایک اشارہ اپنے اندر رکھتا ہے۔ جیسے پال نے ایک دوسری جگہ خدا کا اپنا بیٹا کہہ کر صاف کر دیا۔ عیسائیت کا ابتدائی گروہ تھا یا خود پال تھا جس نے مسیح کے لئے خداوند کا خطاب اصل مذہبی معنی میں استعمال کیا لیکن بلا شبہ وہ پال ہی تھا جس نے اس خطاب کو پورے معنی میں بولنا شروع کیا۔ پھر اپنے مدعی کو اس طرح اور بھی زیادہ واضح کر دیا کہ خداوند یسوع مسیح کی طرف بہت سے وہ تصورات اور اصطلاحی الفاظ بھی منتقل کر دیے جو کتب مقدسہ میں اللہ کے لئے مخصوص تھے اس کے ساتھ ہی اس نے مسیح کو خدا کی دانش خدا کی عظمت کے مساوی قرار دیا اور اس سے مطلق معنی میں خدا کا بیٹا ٹھہر لیا تاہم متعدد حیثیات سے اور پہلوؤں سے مسیح کو خدا کے برابر کر دینے کے باوجود اس کو قطعی طور پر اللہ کہنے سے باز رہا۔

عیسائی معاشرہ میں حضرت مسیح کی شخصیت کے بارے میں اختلاف

مسیحی فرقوں میں شروع ہی سے حضرت مسیح کی شخصیت کے بارے میں اختلاف ہونے لگا تھا کہ آیا وہ صرف خدا کے رسول ہیں یا اس سے بڑھ کر خدا کے بیٹے ہیں، پھر بیٹا ہیں تو حقیقی بیٹا ہیں یا اصطلاحی۔ ایک طرف تو پولس کے نظریات تھے۔ جو رومیوں و یونانیوں اور یورپ میں پھیلتے رہے اور خاص طور پر ان مقامات پر جہاں بت پرستی عام تھی اور توحید کی جڑیں گہری نہیں تھیں مگر فلسطین و آسیہ وغیرہ میں ایسے عیسائیوں ہی کی اکثریت رہی جو خدا کی توحید اور حضرت عیسیٰ کی رسالت کے قائل تھے مگر اسکے ساتھ عیسائیوں میں ایسے بھی بہت فرقے پیدا ہو گئے تھے جو توحید سے منحرف ہونے کے ساتھ پولس کے نظریات سے بھی متفق نہیں تھے۔

موحدین کی جماعت

(ا) ناصرین جن کو ایبونی کہا جاتا ہے یہ لوگ توحید کے قائل تھے حضرت عیسیٰ کو محض انسان اور پیغمبر مانتے تھے پولس کو ایک جھوٹا رسول اور انجیل کو بگاڑنے والے کہتے تھے تورات کے احکام پر عمل کو نجات کے لئے ضروری قرار دیتے تھے،

قیصر ہیڈریان کے بیت المقدس کو ویران و برباد کرنے سے پہلے تک اسی جماعت کا اسقف ہوتا تھا جس کو اسقف ختنہ کہا جاتا تھا اور وہاں پر ہر طرح سے انھیں کا غلبہ تھا۔ بیت المقدس کی بربادی کے بعد یہ لوگ مقام پلا جو آج حلب ہے اور دیگر شہروں میں جاکر آباد ہوگئے اور اپنے آپ کو رومی کلیسہ سے الگ تھلگ رکھا اور پانچویں صدی تک ان کی رومی کلیسا سے کشمکش جاری رہی۔ (تواریخ مسیحی کلیسا)

(۲) الوجین اور اس کے متبعین مسیح کے کلمۃ اللہ ہونے کے منکر تھے یوحنا کی انجیل اور مکاشفہ یوحنا کے بھی منکر تھے اور کہتے تھے کہ یہ دونوں کتابیں سر نتھس نامی ایک شخص کی تصنیف ہیں، مسیح کی الوہیت کے منکر تھے اور یہ کہتے تھے کہ محض خدا کی الوہیت کا خاص تعلق یسوع سے تھا۔

(۳) تھیوڈوشین، مسیح کی الوہیت کا منکر تھا ان کو محض ایک انسان کہتا تھا اور بپتسمہ کے دن مسیح یسوع پر نازل ہوا جس نے یسوع کو قوت دی وہ معجزات کرنے لگے

(۴) آرتیمونائٹ یہ فرقہ بھی توحید کا قائل تھا مسیح کو صرف انسان قرار دیتا تھا اور کہتا تھا کہ مسیح کنواری سے پیدا ہونے کی وجہ سے دیگر انبیاء سے افضل تھا۔

(۵) پولیانسٹ سموشاٹا کا پال جو زنیوبیہ کا وائسرائے تھا وہ اور اس کے پیرو، مسیح کو انسان کہتے تھے، جن پر باپ کی حکمت یا کلمہ نازل ہوا جس کی بناء پر مسیح کو خدا کہیں تو کہیں مگر حقیقۃً وہ خدا نہیں تھا اس فرقہ کا وجود ساتویں صدی تک قائم رہا۔

(۶) ایرین فرقہ اس کا اعتقاد تھا کہ باپ اکیلا خدا ہے جو کہ غیر مولود ہے ازلی دانا، مہربان ہے، مسیح کو باپ نے نیستی سے ہست کیا دنیا سے پیشتر اس کو باپ نے پیدا کیا اس لئے وہ محض ایک مخلوق ہے اور اس کے وسیلہ سے ساری کائنات پیدا ہوئیں اس لئے اس کو اکلوتا بیٹا کہا جاتا ہے۔

توحید سے منحرف جماعتیں

پیڑپے شین الٰہی ذات میں اقانیم ثلاثہ کا انکار کرتا تھا مگر مسیح کی الوہیت کا قائل تھا، انکا خیال تھا کہ باپ خود انسان بنا اور باپ ہی مصلوب ہوا۔ یسوع مسیح خود خدا اور باپ تھا، نوئیٹس اقانیم ثلاثہ کا منکر تھا اور کہتا تھا کہ باپ ہی نے مختلف

موقعوں پر مختلف ناموں سے اپنے کو ظاہر کیا باپ نے مسیح کے ساتھ اتحاد پیدا کیا اور اپنا نام بیٹا رکھا باپ ہی پیدا ہوا باپ ہی مسیح ہوا اور ہمارے گناہوں کی خاطر مصلوب ہوا۔

بربرانیہ: یہ فرقہ مسیح اور ان کی مریم دونوں کو خدا کہتے تھے (النصرانیہ) اسی طرح شروع ہی سے توحید کے مقابلہ میں شرک و بت پرستی موحدین کے مقابلہ میں توحید سے منحرف جماعتیں تھیں، مگر موحدین کا غلبہ تھا ان میں باہم بحث و مباحثہ و مناظرہ و مجادلہ کا بازار گرم رہا کرتا تھا۔

پولس کے افکار و نظریات جب مصر میں پہنچے تو بہت سے لوگ جو اسکندریہ کے مدرسہ سے فلسفہ کی تعلیم حاصل کئے ہوئے تھے انھوں نے پولس کی عیسائیت کو قبول کر لیا اسی طرح بہت سے ایسے لوگ بھی پولسی عیسائیت کو اختیار کئے ہوئے تھے جو اسکندریہ کے مدرسہ میں تعلیم حاصل کرتے تھے، جب ان لوگوں نے بھی عیسائیت کے عقائد کے سلسلے میں بحث و مباحثہ میں حصہ لینا شروع کیا تو رومی تواریخ کلیسا میں ہے کہ دوسری صدی میں مسیحیوں میں گفتگو رہی کہ جب بت پرست فیلسوف اور حکیموں کے ساتھ دین کا مباحثہ کیا جائے تو فلسفی طریقہ کام میں لانا درست ہے یا نہیں آخر کار ارجن وغیرہ کی رائے کے مطابق اسکندریہ میں طریقہ مذکور تسلیم ہو کر اختلاف ختم ہوا اس فلسفی بحاثوں کی تیز عقلی اور نکتہ سنجی نے بحث میں زیادہ رونق پائی لیکن راستی و صفائی میں کچھ خلل ہوا۔

(نوید جاوید ۱۵۹)

مدرسہ اسکندریہ

اس مدرسہ کے مشہور اساتذہ مین امتیوس (م ۲۴۲ھ) تھا جس نے ابتداء میں مذہب عیسائیت کو اختیار کیا ابوزہرہ لکھتے ہیں کہ پھر اپنے اصل مذہب بت پرستی کی طرف لوٹ آیا اس کے بعد اس کا جانشین افلوطین متوفی م ۲۸۰ھ ہوا۔ جس نے مدرسہ اسکندریہ سے تعلیم حاصل کر کے ایران و ہندوستان کا سفر کیا وہاں پر اس نے ہندوستانی یوگا کا علم حاصل کیا اس کے ساتھ بدھ ازم و برہمن ازم سے واقفیت

حاصل کر کے اسکندریہ لوٹا اور اسکندریہ کا معلم بنا، اپنی تحقیقات و آراء کو پڑھاتا تھا اس کی تعلیمات کی تین بنیاد تھی:

(۱) کائنات کی تخلیق ایک ایسے خالق سے ہے جو ازلی وابدی ہے اور اس قدر ماوراء عقل ہے کہ انسانی فکر اس کا احاطہ نہیں کر سکتی ہے، ہر چیز کا وجود اسی کا فیضان ہے۔

(۲) اس سے پہلے چیز جو صادر ہوئی اور پیدا ہوئی وہ عقل ہے (عقل کلی) خدا سے فیض پانے اور وجود پانے کی یہ شکل ممکن نہیں ہے کہ خود اس سے کوئی چیز منفصل و جدا ہو بلکہ اس سے فیض اور وجود پانے کی شکل اس طرح ہے جیسے آگ سے حرارت اور آفتاب سے نور کا فیضان ہوتا ہے جس کو اصطلاح میں انبثاق سے تعبیر کرتا ہے اور اس کی شرح اشعاع مستمر سے کرتا ہے (معالم الفکر العربی ص ۱۳۵)

(۳) عقل کلی سے روح کلی و نفس کلی کا صدور و انبثاق ہوا اور سارا عالم اور اس کی تدبیر اور اس کی تشکیل کی بنیاد یہی تین ہیں۔

عیسائیوں میں اتفاق واتحاد کیلئے قسطنطین اعظم کی کوشش

قسطنطین اعظم نے دیکھا کہ عیسائیوں کے یہ اختلافات و جھگڑے ملکی امن وامان میں خلل انداز ہو رہے ہیں اس نے چاہا کہ عیسائی لوگ جہاں اور جس قوم میں ہوں سب کو متحد الخیال بنادے انہی دنوں ایریس کے مباحثہ کا آغاز ہوا تھا اریوس زبردست عالم و مقرر تھا اس نے بہت ہی جرأت کے ساتھ ابن کی الوہیت کا انکار کرتے ہوئے اس کو محض رسول و پیغمبر کے درجہ میں رکھا اور اسکندریہ کا کلیسا الوہیت مسیح کا عقیدہ رکھتا تھا یہ کلیسا اس کی مخالفت میں پیش پیش تھا۔ اس مسئلہ میں ہر جگہ کے لوگ کافی تعداد میں اریوس کے ہمنوا ہوگئے اسیوط کا کلیسا اس کا حمایتی تھا، خود اسکندریہ میں ایک بہت بڑی تعداد اس کے موافق تھی جس کی وجہ سے وہ لوگ وہاں برملا اپنے اس عقیدہ کا اظہار کرتے تھے فلسطین میں اور مقدونیہ میں اور قسطنطنیہ میں اس کے زبردست حمایتی موجود تھے قسطنطین کی ماں اور اس کی ہمشیرہ نے اس کی بہت مدد کی قسطنطین اعظم نے اس ارادہ سے کہ کلیسا میں زیادہ

جھگڑے نہ پڑیں ہسپانیہ کے شہر قرطبہ کے بشب ہوسیس کو جو مذہبی معاملات میں بادشاہ کا صلاح کار تھا اسکندریہ بھیجا اسکندریہ کی کلیسا کو اور اریوس کے نام خطوط ارسال کئے جس میں تحریر تھا کہ یہ جھگڑا لفظی تکرار ہے خدا کے بھید انسانی سمجھ سے بالا ہیں اس پر اسکندریہ میں اور بھی آگ لگ گئی اور زیادہ فساد مچنے لگا ہوسیس نے واپس آکر بادشاہ کو تمام حالات سے باخبر کیا چونکہ اس معاملہ میں فیصلہ ضروری تھا جس کے لئے بادشاہ نے ایک کونسل بلائی۔ (تواریخ مسیحی کلیسا، ص: ۱۷۱)

النصرانیہ میں ابن البطریق کے واسطہ سے اس کونسل کا حال تحریر کیا ہے کہ بادشاہ نے تمام شہروں میں آدمی بھیج کر پوپ وپادریوں کو جمع کیا اس طرح نیقیہ میں دو ہزار اڑتالیس پوپ وپادری جمع ہو گئے جو مذہب ومسلک میں ایک دوسرے سے مختلف تھے بعض ان میں مسیح اور ان کی ماں کی خدائی کے قائل تھے، انھیں بربرانیہ اور مریمین کہا جاتا تھا بعض اس کے قائل تھے کہ مسیح کی شان باپ کے مقابلہ میں ایسی ہے جیسے آگ کا ایک شعلہ دوسرے شعلہ سے الگ ہوتا ہے جس سے پہلے شعلہ میں کوئی کمی نہیں ہوتی ہے یہ سابلیوس اور اس کی جماعت کا مسلک تھا بعض یہ کہتے ہیں کہ مریم نو ماہ تک حاملہ نہیں تھیں بلکہ مسیح ان کے پیٹ سے ایسے گزرے جیسے پرنالہ سے پانی گزرتا ہے اس لئے کلمۃ ان کے کان میں داخل ہو کر فوراً وہاں سے نکلا جہاں سے بچہ پیدا ہوتا ہے یہ الیان اور اس کی جماعت کا مذہب تھا بعض کہتے تھے کہ جیسے ہماری اور آپ کی پیدائش خدا سے ہے اسی طرح حضرت عیسیٰ کی بھی ہے۔ مسیح کی ابتداء حضرت مریم سے ہوئی پھر ان کو انسانوں کی نجات کے لئے منتخب کیا گیا نعمت خداوندی اس کے ساتھ تھی محبت خداوندی اس کی سرشت میں داخل ہو گئی جس کی بناء پر ان کو ابن اللہ کہا گیا ورنہ خدا تو واحد قدیم ہے وہ لوگ کلمۃ اللہ اور روح القدس کے قائل نہیں تھے، یہ عقیدہ پولس شمشاطی اور اس کی جماعت کا تھا۔

مرقیون اور اس کے متبعین کہتے تھے کہ تین خدا ہیں۔ صالح، عادل اور شریر اور مرقیون کو حواری کہتے تھے اور پطرس رسول کی حواریت کے منکر تھے، ایک جماعت مسیح کی خدائی کی قائل تھی یہی پولس رسول کا مذہب تھا۔

قسطنطین کو حیرت

یہ لوگ جمع ہوئے اور اپنے اپنے مسلک پر اصرار کرنے لگے تو قسطنطین کو سخت تعجب ہوا اس نے مناظرہ کا حکم دیا تاکہ صحیح رائے قائم کر سکے بالآخر اس کے خیال میں مسئلہ الوہیت کا عقیدہ صحیح معلوم ہوا اس لئے دو ہزار اڑتالیس میں سے تین سو اٹھارہ کو منتخب کر کے ایک اور مجلس منعقد کی اور ان کے درمیان بیٹھ گیا اور اپنی انگوٹھی اور تلوار اور چھڑی ان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا میں آپ لوگوں کو اپنی حکومت کا پورا اختیار حوالہ کرتا ہوں آپ لوگ دین کے لئے مناسب کارروائی کریں اس مجلس میں تین قسم کے لوگ تھے ایک جماعت اریوسی عقیدہ کی حامل، دوسری جماعت ثالوثی جن کی سربراہی اثاناشیوش کر رہا تھا۔ تیسرا گروہ ان دونوں کے بیچ بیچ میں تھا جس کی سربراہی یوسی بیوس اسقف نیکومیدیا کر رہا تھا۔ یہ گروہ اس بات کا قائل تھا کہ کوئی مسیح کی اصلی فطرت کی تعریف نہیں کر سکتا ہے اس لیے اس کو اس درجہ اہمیت نہیں دی جاسکتی کہ اس کے ماننے پر نجات کو منحصر قرار دیا جائے اور کہتا تھا کہ یہ کلیسا میں نفاق پیدا کرے گی اس لئے اس کی تعیین کو ہر شخص کی سمجھ اور اس کے ایمان پر چھوڑ دیا جائے کہ جس طرح چاہے سمجھے اور مانے اریوسیون کی طرف سے ایک متفقہ عقیدہ کے لئے ایک تحریر پیش ہوئی جس کو لوگ پہلے سے ماننے کے لئے تیار تھے، مگر جب مجلس میں پیش ہوئی تو فریق مخالف نے اس کو بے اصل و باطل کہہ کر وہیں اس تحریر کو پھاڑ کر پرزے پرزے کر دیا اس کے بعد یوسی بیوس قیساریہ نے ایک عقیدہ پیش کیا جو اس کے یہاں کلیسا میں مروج تھا وہ عقیدہ یہ تھا، میں ایمان لاتا ہوں ایک خدا جو باپ اور مالک ہے سب چیزوں کا اور پیدا کرنے والا ہے تمام چیزوں کا جو نظر آتی ہیں یا نظر نہیں آتی ہیں اور ایمان رکھتا ہوں ایک یسوع مسیح پر جو کلمہ ہے خدا کا۔ خدا ہے، نور ہے نور کا اور زندگی ہے زندگی کی وہ خدا کا پسر وحید ہے اور پہلے پیدا ہوا ہے ہر ایک مخلوق سے، پیدا ہوا ہے باپ سے تمام عالموں کے پیدا ہونے سے پہلے اور تمام چیزیں اسی نے بنائی ہیں وہ مجسم کیا گیا ہماری نجات کے لئے اور زندہ رہا آدمیوں میں اور صلیب پر چڑھایا گیا

پھر اٹھا تیسرے دن اور چڑھ گیا آسمان پر باپ کے پاس اور وہ آئے گا جلال کے ساتھ زندوں و مردوں میں عدل کرنے کے لئے یہ خلاصہ مذہب ایسا نہیں تھا جو قطعی طور پر جامع مانع ہو، اس میں طرح طرح کی بدعتیں پیدا ہونے کی گنجائش تھی اس لئے اثاناشیوش اور اس کی جماعت نے اصرار کیا کہ چند اور ایسے الفاظ بڑھنے چاہئے جن سے باپ اور بیٹے کا تعلق اور ان دونوں کی فطرت اور جوہر معلوم ہو، انھوں نے بیٹے کی نسبت یہ جملہ اضافہ کیا کہ مولود ہوا نہ کہ مصنوع ہوا تاکہ بیٹے کے مخلوق و حادث ہونے کی نفی ہو جائے اس کے بعد مجلس نے ایک متفقہ عقیدہ تیار کیا اور ہوسیوس قرطبی نے اس کی تکمیل کی اور ہر موجے نیز نے اس کو پہلی مرتبہ مجلس میں پڑھا، دوسری بار اسقف قیساریہ نے پڑھا جس میں مسیح کے بارے میں عقیدہ کا بیان ہے ایمان رکھتے ہیں خداوند یسوع مسیح خدا کے فرزند پر جو پیدا ہوا ہے باپ سے اکیلا مولود یعنی پیدا ہوا ہے اس جوہر سے جو باپ کا جوہر ہے اس نے بنایا تمام اشیاء کو جو آسمان پر ہے یا زمین پر، بعد کی صدیوں میں اس میں حذف و اضافے بھی ہوتے رہے جس سے اصل مطلب میں کوئی فرق نہیں آیا مگر باپ اور بیٹے کا ایک ہی جوہر ہے اس میں کسی قسم کا ردوبدل نہیں ہوا اور اریوسی عقیدہ کی تکفیر کے لئے اضافہ کیا گیا، لیکن جو کہتے ہیں کہ مولود ہونے سے پہلے وہ نہ تھا اور اس کا وجود ایسی چیز سے ہوا جو پہلے نہ تھی یا جو لوگ مانتے ہیں کہ خدا کے فرزند کی ذات یا اس کا جوہر خدا کی ذات اور جوہر سے جدا ہے یا کہ وہ مصنوع تھا یا متغیر و متبدل ہوتا ہے تو کلیسا ایسے لوگوں کی تکفیر کرتا ہے۔

یوسی بیوس قیساریہ نے فتوی تکفیر کی شد و مد سے مخالفت کی اور دستخط کے لئے ایک دن کی مہلت مانگی۔ ایک دن گزرنے کے بعد دستخط کر دیے۔ اسقف نیکومیدیا اور تھیوگ نس اسقف نیقیہ اور مارکوس اسقف کیلسیدون انھوں نے بادشاہ کی بہن قسطنطنیہ سے مشورہ کیا۔ اس نے دستخط کرنے کا مشورہ دیا اور کہا کہ بادشاہ کو اصرار ہے کہ عیسائیوں میں اتفاق پیدا کیا جائے گا اور خلاف کرنے والوں کو جلاوطن کرنے کی دھمکی بھی دے رہا ہے بالآخر ان لوگوں نے دستخط کر دئے مگر تکفیر کے فتوی پر یوسی بیوس اور تھیوگ نس نے دستخط کرنے سے انکار کر دیا جس کی وجہ سے

اریوس کے ساتھ یہ دونوں بھی جلاوطن کردئے گئے۔ (قسطنطین اعظم، ص ۲۲۷-۲۲۸) اسی طرح نیقیہ کے پاس شد عقیدہ کے خلاف تمام کتابوں کو جلا دینے کا حکم دیا گیا اور اس مسلک کے خلاف عقیدہ رکھنے والوں کو عہدوں سے برطرف کردیا گیا۔

نیقیہ کی کونسل کے بعد دین عیسوی کو قسطنطین اعظم کی ذات میں اس کا سب سے بڑا حامی ومددگار مل گیا اور ایک متفقہ عقیدہ پاس ہوگیا اور اہل بدعت کی محض تکفیر ہی نہیں ہوئی بلکہ ان کا منہ بھی بند کردیا مگر یہ زمانہ دو برس سے زیادہ کا نہیں گزرا کہ اریوس اور دیگر دونوں اسقفوں کی جلاوطنی کو بادشاہ نے منسوخ کردیا۔ کہاں وہ اریوس عقائد کا مخالف تھا مگر اب طبیعت ایسی بدل گئی کہ اس کا موافق ہوگیا اور اریوس اور یوسی بیوس فریق کو بادشاہ کے دربار میں سب سے زیادہ رسوخ حاصل ہوگیا۔ یہاں تک کہ اثاناسیوش بطریق اسکندریہ کو اسکندریہ سے جلاوطن کردیا۔

قسطنطین اعظم کے مرنے کے بعد اس کی حکومت تین حصوں میں منقسم ہوگئی، ایک لڑکا قسطنطین تھا جو ثلیثی فرقہ کا ہمنوا تھا تو دوسرا لڑکا قسطنطیوس یہ ارین فرقہ کا طرفدار تھا، قسطنطین اعظم کی وفات کے بعد اس کے لڑکے قسطنطین کی کوشش سے اثاناشیوس دوبارہ اسکندریہ آیا ۳۳۹ء میں انطاکیہ کی کونسل کے ذریعہ پھر دوبارہ معزول ہوا اس انطاکیہ کی کونسل میں چار اور عقیدہ مرتب ہوئے جو نیقیہ کی کونسل کے بالکل خلاف تھے۔ اس طرح پر ارین عقیدہ مرتب ہوا قسطنطین ثانی نے اپنے بھائی کو لکھا کہ اثاناشیوش کو اسکندریہ بلالے اس کے کہنے سے اس کو بلالیا، مگر زیادہ دنوں تک اپنے عہدہ پر نہ رہا اور پھر معزول ہوا۔

قسطنطیوس نے ارین عقیدہ والوں کو اپنے علاقہ میں اسقف مقرر کیا اور ان لوگوں کا ہر طرف غلبہ رہا یہاں تک کہ قسطنطنیہ کی کونسل ۳۸۱ء میں جس میں قیصر تھیوڈوسیس بھی شریک تھا اس کے بعد سے اثاناشیوش فرقہ کو غلبہ حاصل ہوا۔

الوہیت مسیح کے فیصلہ پر تبصرہ

(۱) پہلے حاضرین کا تعداد ۲۰۴۸ تھی جس کے درمیان سخت مقابلہ اور

اختلاف تھا ابوزہرہ لکھتے ہیں کہ نقل کرنے والے بیان کرتے ہیں کہ اریوس نے اپنے عقیدہ کو مدلل طور پر پیش کیا تھا جس کی وجہ سے سات سو سے زائد پوپ و پادری اس کے ساتھ ہو گئے تھے اگر اکثریت حقیقی پر فیصلہ ممکن نہیں تھا تو اکثریت نسبی یعنی جس رائے کے موافق زیادہ لوگ ہوئے اس کو بادشاہ ترجیح دیتا مگر بادشاہ نے ان حاضرین میں سے تین سو اٹھارہ آدمیوں کا انتخاب کیا پھر یہ تین سو اٹھارہ بھی الوہیت مسیح پر متفق نہیں تھے۔ بادشاہ کی طبیعت ایسی تھی کہ کوئی ہوشیار پادری جس نے اس کا اعتماد حاصل کر لیا ہو وہ اس پر اپنا قابو رکھ سکتا تھا، جس زمانہ میں ہوسیوس قرطبی اس کے ساتھ رہا بادشاہ ہمیشہ جاثلیقی فرقہ کا طرف دار رہا جب ہوسیوس کو تقرب حاصل نہ رہا اور یوسی بیوس نیکومیدی نے اس کی جگہ لے لی تو اریوسیوں کی طرف بادشاہ کی نظر التفات ہو گئی۔ (قسطنطین اعظم، ص:۳۰۶) بادشاہ کو تو لوگوں کو ایک مذہب پر بذریعہ طاقت متفق کرنا تھا اور مجلس نیقیہ میں ہوسیوس قرطبی تھا جس کی وجہ سے بادشاہ نے جاثلیقی گروہ کی حمایت کی اور اس عقیدہ کو ماننے پر مجبور کیا، یہاں تک یوسی بیوس نیکومیدی اور اس کے طرف داروں نے اس پر دستخط کئے جب یوسی بیوس کو بادشاہ کے مزاج میں دخل حاصل ہوا تو جاثلیقوں کا فرقہ معتوب ہو گیا اور بادشاہ کے مرنے کے بعد تو ان لوگوں نے کھل کر الوہیت مسیح کا انکار کیا۔ بطریک اسکندریہ کی پٹائی بھی کر دی۔ بادشاہ جو اب تک عیسائی مذہب قبول نہیں کئے ہوئے تھا ایک مذہبی معاملہ میں اس کے قول کا کیسے اعتبار ہو سکتا ہے؟ اسی طرح بغیر انجیل کی طرف رجوع کئے کسی اجتماع کو دینی عقیدہ بیان کرنے کا کہاں تک اختیار ہو سکتا ہے۔ اسی طرح جلاوطنی اور عہدہ سے برطرفی، جائداد کی ضبطی کی دھمکیوں کے سایہ میں جو اتفاق ہوا ہے اس اتفاق کی کیا اہمیت ہو سکتی ہے؟

نظریہ تثلیث کا ارتقاء

نیقیہ کے اجتماع نے صرف الوہیت مسیح کا فیصلہ کیا روح القدس کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں ہوا تھا اور عیسائیت کا عقیدہ تثلیث اس کا اب تک وجود نہیں ہوا

تھا۔ مسیحی معاشرہ میں شروع ہی سے مختلف الخیال لوگ تھے اس لئے روح القدس کے بارے میں اختلاف تھا، ایک جماعت اس کے مخلوق ہونے کی قائل تھی تو دوسری جماعت اس کو خدا کی روح اور اس کی حیاۃ کہتی تھی۔ اسکندریہ جہاں پر افلاطونی فلسفہ جس میں کائنات کی تخلیق و تشکیل و تدبیر میں تین بنیادی قوتوں کے تسلط کا نظریہ رائج تھا اس کے بطریک نے روح القدس کو خدا کی زندگی اور روح قرار دیا اس نے اپنے اثر ورسوخ کو استعمال کر کے اس وقت کے بادشاہ تھیوڈوسیس کو ایک کونسل منعقد کرنے کے لئے تیار کیا چنانچہ اس نے قسطنطنیہ میں قصر شاہی یعنی ۳۸۱ء میں ایک کونسل بلائی جو قسطنطنیہ کی پہلی کونسل سے مشہور ہے جس میں حاضرین کی تعداد ایک سو پچاس تھی مقدونیوس نامی ایک پوپ نے ایک گروہ کی سربراہی کرتے ہوئے کہا کہ روح القدس خدا نہیں ہے بلکہ وہ ایک مخلوق و مصنوع ہے۔ دوسرے فریق کی نمائندگی کرتے ہوئے بطریک اسکندریہ ثیموثاوس نے کہا کہ روح القدس اللہ کی روح اور اس کی حیاۃ کا نام ہے اگر ہم اس کو مخلوق کہتے ہیں تو خدا کی حیاۃ مخلوق ہوگی تو خدا حی و زندہ جاوید نہ ہوگا اور جو ایسا عقیدہ رکھے وہ کافر ہے۔ فریق مخالف اس کو خدا کی مخلوق اور ایک فرشتہ کہتا تھا اس کو خدا کی ذات کے ساتھ متعلق نہیں کرتا تھا اس لئے ان پر خدا کے زندہ جاوید نہ ہونے کا الزام نہیں لگایا جا سکتا ہے اور روح القدس کو خدائی روح و حیاۃ کہنے والے اس پر کوئی دلیل قائم نہیں کر سکے، مگر مجمع اس سے مطمئن ہو گیا اور ان لوگوں نے روح القدس کو مخلوق کہنے والے مقدونیوس اور اس کی جماعت کے ملعون و کافر ہونے کی تجویز پاس کی اور روح القدس کو الوہیت کا ایک اور اقنوم قرار دے کر نیقیہ کی کونسل کی قرارداد میں اضافہ کیا اور اس طرح تثلیث کا عقیدہ وجود میں آیا۔

بعد کی کونسلوں نے اجمالی طور سے ان تینوں اقانیم کو تسلیم کیا۔ قسطنطنیہ کی اس پہلی کونسل نے خدا باپ، خدا بیٹا، خدا روح القدس کی قرارداد پاس کر دی لیکن ان اقانیم ثلاثہ میں وحدت کس طرح پیدا ہوگی اور ان کے باہمی ربط کی کیا نوعیت ہے اس کا فیصلہ نہیں کیا تھا جس کی وجہ سے مسیحی دنیا میں اس نظریات کی شرح میں اختلاف پیدا ہوا۔

مسیح کی شخصیت میں الوہیت اور انسانیت کے درمیان تعلق کی نوعیت میں اختلاف

جس کے ذہن پر اس مرکب شخصیت کے جزو انسانی کا غلبہ ہوا تو اس نے کہا کہ اقنوم ثانی نے جسم اختیار نہیں کیا بلکہ مریم نے صرف انسان کو جنا، مریم خدا کی ماں نہیں ہیں بلکہ مریم انسان کی ماں ہیں مسیح کی پیدائش کے بعد ان کا تعلق اقنوم ابن سے ہوا اور یہ تعلق اتحاد کے قبیل سے نہیں تھا بلکہ مسیح کو محبت کی بناء پر بیٹا کا درجہ حاصل ہوا، یہ قول نسطور بطریق قسطنطنیہ کا تھا۔ ابن بطریق نقل کرتا ہے:

" ان هذا الانسان الذی یقول انه المسیح بالمحبة متحد مع الاب و یقال انه الله و ابن الله لیس بالحقیقة و لکن بالموهبة (النصرانیة تاریخ الامة القیسطیه میں ہے" ان نسطور ذهب ان یسوع المسیح لم یکن الها فی حد ذاته بل هو انسان مملوء من البرکة و النعمة او ملهم من الله" نسطور کی تردید کے لئے افسس کی پہلی کونسل ہوئی جس میں دو سو پوپ تھے جس میں طے ہوا کہ مریم خدا کی ماں ہیں اور مسیح میں خدائے برحق اور انسان اپنی اپنی طبیعت کے ساتھ موجود ہیں اور نسطور کو ملعون قرار دیا گیا۔

نسطور کے مقابل پر جن کے ذہن پر الوہیت کا غلبہ ہوا انھوں نے مسیح کو اللہ کا جسمانی ظہور قرار دے کر عین اللہ قرار دیا اس رائے کا اظہار اسکندریہ کی کلیسا نے کیا اور اس کے لئے افسس میں ایک دوسری کونسل منعقد ہوئی جس میں اسکندریہ کے بطریق دیسقورس نے یہ نظریہ پیش کیا کہ مسیح کی ایک ہی طبیعت ہے جس میں لاہوت وناسوت دونوں جمع ہو گئے ہیں، عنصر لاہوتی نے روح القدس اور مریم سے جسم حاصل کیا اور اس میں باہم اس طرح اتحاد ہوا کہ دونوں طبیعتیں ایک طبیعت ہو گئی اور دونوں مشیتیں ایک مشیت ہو گئیں۔ بعد میں اس مذہب کی اشاعت یعقوب بردائی کے ذریعہ بہت ہوئی، یہاں تک کہ یہ مذہب اس کی طرف منسوب ہونے لگا حالانکہ اس سے پہلے اسکندریہ کے کلیسا اور قبطیوں کا یہی مذہب تھا ان دونوں کے مقابلہ میں جن لوگوں پر درمیانی راہ کا غلبہ تھا انھوں نے اس کی ایسی

تفسیر کی جس میں یسوع مسیح انسان بھی ہے اور خدا بھی ہے۔ خدا اور مسیح دونوں الگ الگ بھی ہیں، پھر ایک بھی ہیں افسس کی دوسری کونسل جس میں اسکندریہ کے بطریک ویسقورس نے اپنا نظریہ پیش کیا تھا اس سے احتجاج کرتے ہوئے بطریق قسطنطنیہ باہر نکل گیا تھا جس پر کونسل کے کچھ افراد اس کو قتل کر دینا چاہتے تھے، جسکی وجہ سے زور و شور سے یہ سوال ہونے لگا کہ افسس کی اس کونسل کا انعقاد صحیح بھی تھا یا نہیں اس طرح اس کی قرار داد قابل احترام بھی ہے یا نہیں اس سے مسیحی معاشرہ میں بڑی کشمکش تھی، آخر میں روم کے بادشاہ اور اس کی ملکہ نے اس نزاع کو ختم کرنے کے لئے ۴۵۱ھ میں خلقیدونیہ میں ایک کونسل بلائی خود ملکہ نے اس کی صدارت کی اس میں پانچ سو بیس پوپ شریک ہوئے اس کونسل میں بڑا ہنگامہ شور و شغف تھا آخر میں تجویز پاس ہوئی کہ مسیح میں دو طبیعت تھی ایک الٰہی ایک انسانی اور مسیح اپنی الوہی فطرت میں باپ کے ساتھ ہے اور طبیعت انسانی میں انسانوں کے ساتھ ہے مسیح میں دو طبیعتیں ایک اقنوم اور ایک ذات ہے۔ یسوع حقیقتاً خدا بھی تھے انسان بھی تھے۔ انسانی حیثیت سے خدا سے کمتر اور اسی حیثیت میں ان میں تمام انسانی کیفیات پائی جاتی تھیں اور خدا کی حیثیت سے وہ باپ کے برابر ہیں۔

خلقیدونیہ کی کونسل منعقدہ ۴۵۱ھ کی تجویز کی مصری کلیسا نے مخالفت کی اور اپنے بطریق ویسقورس اسکی حمایت کی اور اپنے بطریق کے خلاف حکم کو انھوں نے اپنی قومی آزادی اور ریاستی حقوق میں مداخلت سمجھا، اور مصری کلیسا مغربی کلیسا سے الگ ہو گیا اور مصری کلیسا کے ساتھ ارمنی کلیسا اور سریانی کلیسا بھی ساتھ ہو گئے۔

ساتویں صدی عیسوی ۶۶۷ء میں یوحنا مارون نامی نے دعویٰ کیا کہ مسیح میں اگرچہ دو طبیعتیں ہیں لیکن دونوں کی مشیت ایک ہی ہے اس کی تردید کیلئے قسطنطنیہ کی تیسری کونسل ۶۸۰ء میں منعقد ہوئی جس میں دو سو نواسی پوپ حاضر تھے جس میں قرار داد پیش ہوئی کہ مسیح کے اندر جس طرح دو طبیعتیں ہیں اسی طرح دو مشیتیں بھی ہیں اور یوحنا مارونی اور جو بھی یہ عقیدہ رکھے کہ اس میں ایک مشیت ہے ملعون و کافر ہے۔

قسطنطنیہ کی پہلی کونسل میں روح القدس کو خدا کی روح و حیاۃ کی قرار دار پاس ہوئی تھی مگر اس میں کوئی تفصیل نہیں تھی کہ اس کا انبثاق و تولد کس سے اور کس

طرح ہے قسطنطنیہ کے بطریق فوسیوس کی رائے تھی کہ روح القدس کا انبثاق و تولد صرف باپ سے ہوا ہے اور بطریق روما نے اس کی تردید کرتے ہوئے کہا کہ اس کا خروج اب و ابن دونوں سے ہوا اور بطریق روما نے ایک کونسل ۸۶۹ء میں قسطنطنیہ ہی میں منعقد کی جو مغربی لاتینی کونسل سے مشہور ہے جس میں قرار داد پاس ہوئی کہ روح القدس کا انبثاق اب اور ابن دونوں سے ہوا۔

(۲) مسیحیت اور اس کے عقائد سے متعلق ہر چیز کا مستند ماخذ کلیسائے روم ہے، فوسیوس اور اس کے متبعین جو روح القدس کا انبثاق محض اب مانتے ہیں ملعون اور مطرود ہیں۔

بطریق فوسیوس نے ۸۷۹ء ہی دوسری کونسل منعقد کی جو مشرقی یونانی کونسل سے مشہور ہے جس میں حسب ذیل ا؎ ور طے ہوئے۔

(۱) بطریق روما نے جو کونسل میں تجویز پاس کیا ہے سب باطل ہے۔ (۲) روح القدس کا ظہور صرف باپ سے ہوا ہے اس کے بعد سے قسطنطنیہ کا کلیسا روم کے کلیسا سے علیحدہ ہو گیا رومی کلیسا کا نام مغربی کلیسا اور کیتھولک اور اس کا سربراہ پاپا کہلاتا ہے پوپوں کی جماعت اس کی نائب ہے اس کا اقتدار اسپین، فرانس وغیرہ میں ہے اور ان کی حمایت رومی حکومت کیا کرتی تھی اس لئے مسلمان مورخین اس مذہب کو مذہب ملکی اور مذہب ملکانی سے تعبیر کرتے ہیں یہ کسی شخص کا نام نہیں ہے بلکہ روم کے بادشاہوں کی طرف منسوب ہے۔ قسطنطنیہ کا کلیسا اس کا نام مشرقی یونانی کلیسا اور آرتھوڈوکس کلیسا ہے اس کا صدر مقام قسطنطنیہ ہے اس کے سربراہ کا نام بطریق ہے یہ لوگ رومی کلیسا کی سیادت کے منکر ہیں اب کلیسا کی درجہ بندی اس طرح کی جاسکتی ہے۔ (۱) کلیسا مصری۔ (۲) مشرقی یونانی اڑتھوڈوکس کلیسا۔ (۳) مغربی کلیسا کیتھولک کلیسا۔

تثلیث کا ماخذ یونانی فلسفہ اور رومی، مصری، ہندی بت پرستی کا دیومالائی تخیل ہے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خدا کی خالص توحید اور اپنی رسالت کی دعوت

دی تھی اور ان کی دعوت میں کیسے اور کس طرح تبدیلی ہوئی اس کو بہت تفصیل سے بیان کیا جا چکا ہے، جس سے پڑھنے والا خود بخود اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ اس زمانے کے یونانی و رومی دیومالائی تخیلات اور ہندو مت کی تری مورتی برہما (خالق) اور شیو جو ہلاکت و موت کا دیوتا ہے اور وشنو جو حفاظت کا دیوتا ہے اور اوتار کی شکل میں آسمان سے اترتا ہے اور فیلون یہودی کا فلسفہ اسی طرح نو افلاطونی فلسفہ اس سب کی آمیزش سے تثلیث کا عقیدہ وجود میں آیا ہے قرآن کہتا ہے:

”قالت الیهود عزیر ابن الله و قالت النصاری مسیح ابن الله ذلك قولهم بافواههم یضاهئون قول الذین کفروا من قبل قاتلهم الله انّٰی یؤفکون“ (توبه ۴۰۸)

ترجمہ: یہود نے کہا کہ عزیر خدا کا بیٹا ہے اور نصاریٰ نے کہا کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے یہ باتیں اپنے منہ سے کہتے ہیں ریس کرنے لگے اگلے کافروں کی بات کی ہلاک کرے اللہ ان کو کہاں سے پھرے جاتے ہیں۔

قل یا اهل الکتاب لا تغلوا فی دینکم غیر الحق و لا تتبعوا اهواء قوم قد ضلوا من قبل و اضلوا کثیرا و ضلوا عن سواء السبیل (مائده ۱۷۷)

ترجمہ: اے اہل کتاب مت مبالغہ کرو اپنے دین کی بات میں ناحق کا اور مت چلو خیالات پر ان لوگوں کے جو گمراہ ہو چکے پہلے اور گمراہ کر گئے بہتوں کو اور بہک گئے سیدھی راہ سے یعنی انجیل وغیرہ کتب سماویہ میں اس عقیدہ شرکیہ کا کہیں پتہ نہیں تھا یونانی بت پرستوں کی تقلید میں اس پر چل پڑے اور اس پر جمے رہے۔

ان آیات میں ان گمراہ قوموں کی طرف اشارہ ہے جن سے عیسائیوں نے غلط اور باطل عقیدے اخذ کئے مسیح کی تعظیم و عقیدت میں غلو کر کے ہم سایہ قوموں کے اوہام اور فلسفوں سے متاثر ہو کر اپنے مقاصد کی ایسی مبالغہ آمیز فلسفیانہ تعبیریں شروع کر دیں جس سے ایک نیا مذہب وجود میں آگیا جس کا مسیح کی تعلیمات سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے، انسائیکلوپیڈیا میں مسیحیت کے متعلق ایک مضمون ریونڈ جارج ولیم ناکس کا نقل کیا ہے جس میں وہ لکھتا ہے عقیدہ تثلیث کا

فکری سانچہ یونانی ہے اور اس میں یہودی تعلیمات کو ڈھالا گیا ہے باپ بیٹا روح القدس کی اصطلاحیں، یہودی ذرائع سے حاصل ہوئی ہیں اور مسئلہ خالص یونانی ہے اصل سوال جس پر یہ عقیدہ بنا وہ نہ کوئی اخلاقی سوال تھا نہ مذہبی بلکہ وہ سراسر فلسفیانہ تھا کہ ان تینوں اقانیم باپ، بیٹا، روح القدس کے درمیان تعلق کہ کیا حقیقت ہے؟ کلیسا نے جو جواب دیا ہے اسے دیکھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی تمام خصوصیات میں بالکل یونانی فکر کا نمونہ ہے۔

النصرانیہ میں شیخ ابوزہرہ نے مشہور مستشرق لیون جوتیہ کی کتاب المدخل لدراستہ الفلسفتہ الاسلامیہ سے ایک ٹکڑا نقل کیا ہے۔ سقراط وافلاطون وارسطو سب نے کائنات وعالم کا مبداء ایک واحد ذات کو قرار دیا ہے جس سے عالم کا صدور ہوا ہے مگر مشکل مسئلہ یہ تھا کہ یہ عالم وکائنات اپنی کثرت و تغیر پذیری کے ساتھ ایک واحد ذات سے کیسے صادر ہو سکتا ہے جو ہر طرح کے تغیر و تبدل سے پاک ہے جب عالم موجود نہیں تھا پھر موجود ہوا تو جس سے عالم کا صدور و ظہور ہوا ہے وہ ذات عدم عمل کی حالت سے عمل کی حالت میں آئی جس کی وجہ سے اس ذات میں تغیر و تبدل لازم آئے گا اس مشکل کو افلاطون نے حل کیا کہ وہ ذات جو ہر طرح کے تغیر و تبدل سے محفوظ و بری ہے عالم اور کائنات، براہ راست اس سے صادر نہیں ہو رہے، بلکہ اس ذات اور عالم کے درمیان دو واسطہ ہیں اور وہ دونوں واسطہ من وجہ اس ذات میں داخل ہیں تو من وجہ خارج ہیں پہلا واسطہ عقل کلی کا، دوسرا روح کلی کا اور اس واسطہ کو فرض کرنے کی وجہ اس ذات واحد کے کمال کو برقرار رکھنا تھا اور اس کو تغیر و تبدل سے بچانا تھا اس طرح تین اقنوم اور تثلیث کا عقیدہ سامنے آتا ہے اور یہودی عقائد اور یونانی فلسفہ کے اختلاط و امتزاج سے صرف ایک فلسفہ ہی کا وجود نہیں ہوا بلکہ اس سے ایک نئے دین، دین مسیحیت کا بھی ظہور ہوا۔ اسی لئے مسیحی الٰہیات کا وہی سر چشمہ ہے جو افلاطونی فلسفہ کا ماخذ ہے۔ اس لئے افلاطونی نظریات اور مسیحی الٰہیات میں کافی حد تک مشابہت ہے دونوں عقیدہ تثلیث پر متفق ہیں اور یہ اور بات ہے کہ مسیحیت میں یہ تینوں اقانیم درجہ و مرتبہ میں مساوی ہیں اور افلوطن نظریات میں یہ تینوں باہم برابر و مساوی نہیں ہیں۔

صلیبی موت - حیات ثانیہ - کفارہ

سوسنہ سلیمان کی عبارت صلب عنا علی عهد بیلاطیس وتالم وقبر وقام من الاموات فی الیوم الثالث علی مافی الکتب وصعدالی السماء وجلس علی یمین الرب وسیاتی بمجد لیدین الاحیاء والاموات ولا فناء لملکه.

صلیبی موت

حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں عیسائی مذہب کا عقیدہ ہے کہ ان کو پیلاطیس کے عہد میں سولی دی گئی اور اکثر عیسائی فرقوں کے یہاں اقنوم ابن کا مظہر حضرت عیسیٰؑ جو اپنی انسانی حیثیت میں ایک مخلوق تھے اس کو پھانسی دی گئی۔

حیاتِ ثانیہ

دفن ہونے کے بعد پھر تیسرے دن زندہ ہوگئے اور اسکے بعد آسمان میں چلے گئے۔

کفارہ

اقنوم ابن ہمارے گناہوں کے کفارہ کے لیے آسمان سے اتر کر روح القدس اور مریم سے جسم حاصل کر کے انسان بنا اور پیلاطیس کے عہد میں سولی پر چڑھا جس کی وجہ سے جو کوئی یسوع مسیح پر ایمان لاکر ان کی تعلیمات پر عمل کرے گا جس کی علامت اصطباغ لینا ہے تو اس کا اصلی گناہ معاف ہو جائے گا اور اس کو از سر نو نیکی کرنے کی قوت ارادی حاصل ہو جائے گی۔

عقیدہ کفارہ کی تفصیل

کفارہ کا لفظ عہد عتیق سے لیا گیا ہے یہ لفظ یہودیوں کی قربانی پر بولا جاتا تھا اس لیے کہ یہ قربانی ان کے گناہوں کو دور کرتی اور ڈھانکتی ہے اور ان کے درمیان اور خدا کے درمیان تعلقات کو استوار کرتی ہے اسی طرح یسوع کی صلیبی موت قربانی کی موت ہے یعنی گناہوں کے ذریعہ خدا اور انسان کے درمیان

جو جدائی اور دوری ہو گئی تھی یسوع کی صلیبی موت نے اس گناہ کو ختم کر کے انسان اور خدا کے درمیان جو دوری تھی اس کو ختم کر دیا پولس رسول یسوع کی اس قربانی کو میل ملاپ سے بھی تعبیر کرتا ہے چنانچہ رومیوں کے خط باب ۵/ ۹-۱۱ میں لکھتا ہے لیکن خدا اپنی محبت کی خوبی ہم پر یوں ظاہر کرتا ہے کہ جب ہم گنہ گار ہی تھے تو مسیح ہماری خاطر مرا پس جب ہم اس کے خون کے باعث اب راست باز ٹھہرے تو اس کے وسیلہ سے غضب الٰہی سے ضرور بچیں گے کیوں کہ جب باوجود دشمن ہونے کے خدا سے اس کے بیٹے کی موت کے وسیلہ سے ہمارا میل ہو گیا تو میل ہونے کے بعد تو ہم اس کی زندگی کے سبب ضرور ہی بچیں گے گرنتھیوں کے خط باب ۵۔ ۱۸-۱۹ میں لکھتا ہے سب چیزیں خدا کی طرف سے ہیں جس نے مسیح کے وسیلہ سے اپنے ساتھ ہمارا میل ملاپ کر لیا اور میل ملاپ کی خدمت ہمارے سپرد کی مطلب یہ ہے کہ خدا نے مسیح میں ہو کر اپنے ساتھ دنیا کا میل ملاپ کر لیا اور ان کی تقصیروں کو ان کے ذمہ نہیں لگایا۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ خدا سے کیا دوری ہو گئی تھی اور کون سا گناہ انسانوں سے سرزد ہوا کہ مسیح کی صلیبی موت انسانوں کے گناہوں کا کفارہ بنی اور مسیح نے خدا سے میل ملاپ کرا دیا خدا سے دوری پھر اس سے میل ملاپ ثابت کرنے کے لیے عیسائیوں نے کئی ایک مفروضے قائم کیے۔

(ا) اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے انسان حضرت آدمؑ کو پیدا کیا۔ نیکی و بدی کے فطری الہامات ودیعت رکھے اور ان کو آزاد قوت ارادی دی جس سے اچھا برا بننا خود ان کا کام تھا اور ان میں قوانین الٰہی پر چلنے کی استعداد تھی اسی طرح گناہ کرنے کی بھی استعداد تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو جنت میں ٹھہرا کر ہر طرح کی راحتیں عطا کیں صرف ایک پابندی ان پر عائد کی کہ اس درخت کے پھل کو مت کھانا حضرت آدمؑ اپنی اس قوت ارادی سے پابندی بھی کر سکتے تھے اور خلاف ورزی بھی کر سکتے تھے انہوں نے اپنی قوت ارادی کا غلط استعمال کیا اور اس شجرہ ممنوعہ سے کھا لیا یہ گناہ ہر حیثیت سے بڑا سنگین جرم تھا جس پر دو اثر مرتب ہوئے ایک دائمی موت و دائمی عذاب اس لیے کہ خدا نے اس درخت کے کھانے سے منع کرتے وقت فرمایا کہ اگر تو

اسے کھائے گا تو مرے گا (تورات کتاب پیدائش باب ۲۔۱۶-۱۷) میں ہے خداوند نے آدم کو حکم دیا اور کہا کہ تو باغ کے ہر درخت کا پھل بے روک ٹوک کھا سکتا ہے لیکن نیک وبد کی پہچان کے درخت کا پھل کبھی نہ کھانا کیونکہ جس روز تو نے اس میں سے کھایا مرا دوسرا اثر اس جرم پر یہ مرتب ہوا کہ آدم نے اپنی سرشت و فطرت بگاڑ لی جس سے اس قابل نہ رہے کہ شریعت الٰہیہ کی اطاعت کر سکیں گناہ جس کے معنی عدم اطاعت احکام الٰہیہ کے ہیں ان کی فطرت میں داخل ہو گیا آدم کے اسی گناہ کو عیسائی حضرات اصلی گناہ سے تعبیر کرتے ہیں۔

(۲) دوسرا مفروضہ

آدم و حوا کے بعد جتنے انسان پیدا ہوئے یا آئندہ پیدا ہوں گے چونکہ وہ سب ان کے صلب و پیٹ سے پیدا ہوئے یا ہوں گے اس لیے یہ اصلی گناہ تمام انسانوں میں منتقل ہو گیا جس کی وجہ سے وہ سزا کے مستحق ہوئے اور اسی طرح ان میں نیک کام کرنے کی استعداد نہیں رہی اسی لیے شیر خوار بچے بھی اپنی ماں کے پیٹ سے سزا کا استحقاق لے کر آئے ہیں اور بپتسمہ سے پہلے جو بچے مر جاتے ہیں وہ جہنمی ہوتے ہیں اس طرح بروئے عیسائیت انسان پیدائشی جہنمی ہے۔

(۳) تیسرا مفروضہ

اگر چہ ہر انسان اصلی گناہ لے کر پیدا ہوتا ہے لیکن پھر بھی بطور آزمائش حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت مسیح تک اللہ تعالی وقتاً فوقتاً شریعت بھیجتا رہا اور تقریباً یہ آزمائش چار ہزار برس چلی جس کو عیسائی اپنی اصطلاح میں عہد قدیم کہتے ہیں یعنی انسان اور خدا کے درمیان پہلا معاہدہ یہ ہوا کہ انسان خدا کی دی ہوئی شریعت میں چلے گا تو خدا اسے نجات دے گا ورنہ ابدی سزا کا مستحق ہوگا۔

(۴) چوتھا مفروضہ

خداوند تعالی بڑا رحیم ورحمٰن ہے رحمت سے معمور ہے مگر اس کے ساتھ قدوس

وعادل ہے اس کی پاک نظر میں گناہ نہایت بری چیز ہے اللہ نے انسانوں کو دیکھا کہ یہ لوگ شیطان کے بہکاوے میں آکر اس کے تابع ہو گئے اور خدا کی مخالفت کرنے لگے اور ابدی سزا کے مستحق ہو گئے اللہ کو اپنے رحمٰن ورحیم ہونے کی وجہ سے اسے انسانوں پر بڑا رحم آیا ان کو دوزخ میں دیکھنا نہ چاہا مگر اللہ اپنی رحمت کی وجہ سے ان کے گناہ کو معاف کر دیتا ہے تو اس کے قانون عدالت کے خلاف ہو جاتا ہے اور اس لئے جو حکم اور قانون بنایا تھا کہ جس روز اس نے کھایا مرا یہ قانون غلط ہو جاتا اور اگر قانون عدالت ورحمت دونوں کا لحاظ کر کے تمام انسانوں کو اس دنیا میں موت دے کر پھر سب کو دوبارہ زندہ کرتا تاکہ پھر وہ اپنی قوت ارادی سے خدا کی اطاعت کریں تو یہ قانونِ فطرت کے خلاف ہوتا جس کی وجہ سے اللہ نے ایسی تدبیر اختیار کی کہ اس کا قانون فطرت اور قانون عدالت بھی برقرار رہے اور انسانوں پر رحم بھی ہوتا رہے اس لیے اس نے تجویز کیا کہ کوئی ایسا شخص ہو جو تمام انسانوں کے گناہوں کو اپنے اوپر اٹھالے اور ایسا شخص کوئی گنہ گار نہیں ہو سکتا ہے ادھر انسانوں میں کوئی انسان ایسا نہیں جو گناہ سے معصوم وپاک ہو جس کی وجہ سے اللہ نے اپنے بیٹے کو اس کام کے لیے منتخب کیا اور اس کو انسانی جسم دے کر دنیا میں بھیجا اس نے انسانوں کے اصلی گناہ کو اپنے اوپر لیا اور اس کے بدلے میں اپنی جان دے کر اس کی سزا برداشت کی اور ان کے گناہوں کا کفارہ بنا۔

کفارہ کا فلسفہ

پولس رومیوں کے خط میں لکھتا ہے کہ جس طرح ایک آدمی کے سبب سے گناہ دنیا میں آیا اور گناہ کے سبب موت آئی اور یوں موت سب آدمیوں میں پھیل گئی اس لیے سب نے گناہ کیا کیونکہ شریعت کے دیئے جانے تک دنیا میں گناہ تو تھا مگر جہاں شریعت نہیں وہاں گناہ محسوب نہیں ہوتا آدم سے لے کر موسیٰ تک موت نے بادشاہی کی۔ جب ایک شخص کے قصور سے بہت سے آدمی مر گئے تو خدا کا فضل اور اس کی بخشش ایک ہی آدمی یعنی یسوع مسیح کے فضل سے پیدا ہوئی جو بہت سے آدمیوں پر ضرور ہی افراط سے نازل ہوئی ایک ہی کے سبب سے وہ فیصلہ ہوا جس کا

نتیجہ سزا کا حکم تھا مگر بہتیرے گناہوں کے سبب سے موت نے اسی ایک کے ذریعہ بادشاہی کی تو جو لوگ فضل اور راست بازی کی بخشش افراط سے حاصل کرتے ہیں وہ ایک شخص یعنی یسوع مسیح کے وسیلہ سے ہمیشہ کی زندگی میں ضرور بادشاہی کریں گے باب ۲ اور اسی خط کے باب ۳ میں لکھتا ہے مگر اب شریعت کے بغیر خدا کی ایک راست بازی ظاہر ہوئی ہے یعنی خدا کی وہ راست بازی جو یسوع مسیح پر ایمان لانے سے سب ایمان والوں کو حاصل ہوئی ہے کیونکہ کچھ فرق نہیں اس لیے کہ سب نے گناہ کئے ہیں اور خدا کے جلال سے محروم ہیں مگر اس کے فضل کے سبب سے اس کے مخلصی کے وسیلہ سے جو یسوع مسیح میں ہے مفت راست باز ٹھہرائے جاتے ہیں اسے خدا نے اس کے خون کے باعث ایک کفارہ ٹھہر لیا جو ایمان لانے سے فائدہ مند ہوتا ہے کہ جو گناہ پہلے ہو چکے تھے اور جن سے خدا نے تحمل کر کے طرح دی تھی ان کے بارہ میں وہ اپنی راست بازی ظاہر کرے۔ بلکہ اسی وقت اس کی راست بازی ظاہر ہو تاکہ وہ خود عادل رہے۔

اصطباغ کا فلسفہ

وہی پولس اصطباغ (بپتسمہ) کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے ہم جنہوں نے یسوع مسیح میں شامل ہونے کا بپتسمہ لیا تو اس کی موت میں شامل ہونے کا بپتسمہ لیا پس موت میں شامل ہونے کے بپتسمہ کے وسیلہ سے ہم اس کے ساتھ دفن ہوئے تاکہ جس طرح مسیح باپ کے جلال کے وسیلہ سے مردوں میں سے جلایا گیا اسی طرح ہم بھی نئی زندگی کی راہ چلیں کیوں کہ جب ہم نے اس کی موت کی مشابہت سے بھی اس کے ساتھ پیوستہ ہو گئے تو بے شک اس کے جی اٹھنے کی مشابہت سے بھی پیوستہ ہوں گے چنانچہ ہم جانتے ہیں کہ ہماری پرانی انسانیت اسکے ساتھ اس لیے مصلوب کی گئی کہ گناہ کا بدن بیکار ہو جائے تاکہ ہم آگے گناہ کی غلامی میں نہ رہیں کیونکہ یہ جانتے ہیں کہ مسیح جب مردوں میں سے جی اٹھا ہے تو پھر نہیں مرے گا موت کا پھر اس پر اختیار نہ ہونے کا کیونکہ مسیح جو گناہ کے اعتبار سے ایک بار مرا مگر اب جو جیتا ہے خدا کے اعتبار سے جیتا ہے اسی طرح تم

بھی اپنے آپ کو گناہ کے اعتبار سے مردہ مگر خدا کے اعتبار سے یسوع مسیح میں زندہ سمجھو رومیوں کا خط باب ۶۔

(۲) کفارہ اور اس کے فلسفہ کو حضرت عیسیٰؑ نے کبھی بیان نہیں کیا

عیسائیت انجیل کی روشنی والے محاضرہ میں گناہوں کا کفارہ اور راہ نجات کے عنوان کے تحت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے گناہوں کے کفارہ اور نجات پانے کے لیے خدائے واحد پر ایمان اور حضرت عیسیٰؑ کی رسالت پر ایمان اور اعمال صالحہ کو ضروری قرار دیا ہے اور حضرت عیسیٰؑ ہی نہیں بلکہ تمام انبیاء تمام آسمانی کتابیں سب یک زبان ہو کر کہتی ہیں کہ نجات خدا کے فضل و کرم سے ہوتی ہے جس پر اس کا فضل ہوا اسے نجات ملی جو اس کے فضل و کرم سے محروم رہا وہ ہلاکت ابدی میں پڑا اور اسی کے ساتھ ان کتابوں میں اس کا بھی بیان ہے کہ خدا کا فضل و کرم انہیں لوگوں پر ہوتا ہے جو خدا اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں اور شریعت پر عمل کرتے ہیں اپنے گناہوں سے توبہ کرتے ہیں انجیل سے حضرت عیسیٰؑ کے چند ارشادات کو نقل کیا جاتا ہے۔

(۱) میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو میرا کلام سنتا ہے اور اس پر جس نے مجھے بھیجا ہے ایمان لاتا ہے ہمیشہ کی زندگی اس کی ہے اس پر سزا کا حکم نہیں ہوتا ہے (یوحنا باب ۵) ایک عالم شرع اٹھا اور یہ کہہ کر اس کی آزمائش کرنے لگا کہ اے استاد میں کیا کروں کی ہمیشہ کی زندگی کا وارث بنوں اس نے سے کہا کہ توریت میں کیا لکھا ہے تو کس طرح پڑھتا ہے اس نے جواب دیا خداوند اپنے خدا سے اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور ساری طاقت اور اپنی ساری عقل سے محبت رکھو اور اپنے پڑوسی سے اپنے برابر محبت رکھ اس نے کہا تو نے ٹھیک جواب دیا یہی کر تو تو جئے گا لوقا باب ۱۰۔ جو مجھ سے اے خداوند اے خداوند کہتے ہیں ان میں سے ہر ایک آسمان کی بادشاہت میں داخل نہیں ہوگا مگر وہی جو میرے آسمانی باپ کی مرضی پر چلتا ہے (متی باب ۷) جن عقائد و نظریات پر کسی مذہب کی بنیاد ہوتی ہے اس کے بانی کی

کتابوں میں اس کی تقریروں میں سارا زور اس کے بیان کرنے میں اور اس کے ثابت کرنے پر صرف ہوتا مگر آپ نے دیکھا کہ حضرت عیسیٰؑ کی تعلیمات میں اس سے متعلق ایک جملہ بھی نہیں ہے بلکہ اس کے برعکس راہ نجات اور گناہوں کے کفارہ کا طریقہ دوسرا بیان کیا گیا ہے۔

عقیدۂ کفارہ عیسائیت کا جزء لائینفک کلیسا کی کونسل کے ذریعہ بنا مگر اس کا بانی پولس ہے۔ پہلے بیان کیا جاچکا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے کفارہ کے مسئلہ کے برعکس راہ نجات اور گناہوں کے کفارہ کے لیے ایمان باللہ والرسول اور اعمال صالحہ اور گناہوں سے توبہ کو بتلایا ہے کفارہ کا یہ عقیدہ جو موجودہ عیسائیت کی جان ہے پولس نے صلیب کے واقعہ سے اس عقیدہ کا اختراع کیا اس نے اپنے خطوط میں اور تقریروں میں اس کو بیان کیا اور کفارہ کے مسئلہ سے توریت کے تمام احکام کو منسوخ کردیا۔ کفارہ اور اصطباغ کی تفصیل کرتے ہوئے ہم نے اس کے خطوط کو نقل کیا ہے وہاں پر ملاحظہ کرلیا جائے۔ پولس نے کفارہ کو اختراع کر کے توریت کے تمام احکام کو منسوخ کردیا اور حضرت عیسیٰؑ کے نام پر ایک نئے دین کی بنیاد ڈال دی جس میں مسیح کی صلیبی موت اور اس کے گناہوں کے کفارہ ہونے اور مسیح کو خدا ٹھہرانے پر نجات کا انحصار رکھا توریت کے احکام کی تعمیل احکام شریعت ختنہ وغیرہ کو لغو قرار دیا جسمانی طہارت وغیرہ احکامات کو بے وقوفی ٹھہرایا جبکہ حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا تھا کہ یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں ایک لفظ یا ایک شوشہ تورات سے ہرگز نہ ٹلے گا جب تک سب کچھ پورا نہ ہوجائے پس جو کوئی ان چھوٹے چھوٹے حکموں میں سے بھی کسی کو توڑے گا اور یہی آدمیوں کو سکھائے گا وہ آسمان کی بادشاہی میں سب سے چھوٹا کہلائے گا لیکن جو ان پر عمل کرے گا اور دین کی تعلیم دے گا وہ آسمان کی بادشاہی میں بڑا کہلائے گا میں تم سے کہتا ہوں کہ اگر تمہاری راست بازی فقیہوں اور فریسیوں کی راست بازی سے زیادہ نہ ہوگی تو تم ہرگز آسمان کی بادشاہی میں داخل نہ ہوگے (متی باب ۵/ ۱۷۔۱۸۔۱۹) اس وقت یسوع نے بھیڑ سے اور

اپنے شاگردوں سے یہ باتیں کہیں کہ فقیہ اور فریسی موسیٰ کی گدی پر بیٹھے ہیں پس وہ جو کچھ تمہیں بتلائیں وہ سب کرو اور مانو لیکن ان کے سے کام نہ کرو کیونکہ وہ کہتے ہیں اور کرتے نہیں ہیں (متی باب ۲۲/۱۰) فقیہ اور فریسی ظاہر بات ہے کہ وہ حضرت موسیٰ کی تعلیمات جو تورات میں ہیں اس پر عمل کرنے کی تلقین کرتے تھے اور حضرت عیسیٰؑ نے اپنے لوگوں کو حکم دیا کہ ان کے فتووں کو مان کر ان پر عمل کریں خود بھی زندگی بھر اس کے احکام پر عمل کرتے رہے پولس رسول نے ان سب کو یک لخت منسوخ اور ختم کر دیا ہے بلکہ اس پر عمل پیرا ہونے کی شدت سے مخالفت کرتا ہے چنانچہ گلتیوں کے نام خط میں جب لوگ اس کی بتلائی ہوئی عیسائیت سے پھر کر یروشلم کی کلیسا کی تعلیم کے مطابق تورات کے احکام پر عمل کرنے لگے تو ان کو خط لکھتا ہے کہ اے بھائیو میں تمہیں بتائے دیتا ہوں کہ جو خوشخبری (انجیل) میں نے سنائی ہے وہ انسان کی سی نہیں ہے کیونکہ وہ مجھے انسان کی طرف سے نہیں پہنچی اور نہ ہی مجھے سکھائی گئی ہے بلکہ یسوع مسیح کی طرف سے مجھے اس کا مکاشفہ ہوا ہے۔ آگے لکھتا ہے میں مسیح کے ساتھ مصلوب ہوا ہوں اور اب میں زندہ نہ رہا بلکہ مسیح مجھ میں زندہ ہے اور میں جو اب جسم میں زندگی گذارتا ہوں تو خدا کے بیٹے پر ایمان لانے سے گذارتا ہوں جس نے مجھ سے محبت رکھی اور اپنے آپ کو میرے لیے موت کے حوالہ کر دیا میں خدا کے فضل کو بیکار نہیں کرتا کیونکہ راست بازی اگر شریعت کے وسیلہ سے ملتی تو مسیح کا مرنا عبث ہوتا۔

اس کی شرح میں بایل کہتا ہے لوكانت شريعة اليهود تعصمنا وتنجينا فاية ضرورة كانت لموت المسيح ولو كانت الشريعة جزأ لنجائنا فلا يكون موت المسيح لها كا فيأ (اظہار الحق، ۳/ ۲۶۲) یعنی یسوع کی صلیبی موت کے بعد تورات کے احکام کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

اسی خط میں آگے لکھتا ہے جتنے شریعت کے اعمال پر تکیہ کرتے ہیں وہ سب لعنت کے مستحق ہیں پھر لکھتا ہے مسیح جو ہمارے لیے لعنتی بنا اس نے ہمیں مول لے کر شریعت کی لعنت سے چھڑا لیا کیونکہ لکھا ہے کہ جو کوئی لکڑی پر لٹکایا گیا وہ وہ لعنتی ہے اسی خط میں لکھتا ہے۔

ایمان کے آنے سے بیشتر شریعت کی ماتحتی میں ہماری نگہبانی ہوتی تھی اس ایمان کے آنے تک ہم اس کے پابند رہے پس شریعت مسیح تک پہنچانے کو ہمارا استاذ تھی مگر جب ایمان آچکا تو ہم استاد کے ماتحت نہ رہے یعنی موسیٰ کی رسمی شریعت منسوخ ہو گئی۔ افسیون کے نام خط میں لکھتا ہے اس نے اپنے جسم کے ذریعہ سے دشمنی کی یعنی شریعت جس کے حکم ضابطوں کے طور پر تھے موقوف کر دیا عبرانیوں کے نام خط لکھتا ہے جب کہانت بدل گئی تو شریعت کا بدلنا ضرور ہے یعنی قربانی اور طہارت کے احکام منسوخ ہو گئے آگے لکھتا ہے غرض پہلا حکم کمزور اور بے فائدہ ہونے کے سبب منسوخ ہو گیا تورات میں بہت سی چیزوں کے کھانے کو حرام بتلایا گیا مگر پولس رومیوں کے نام خط میں لکھتا ہے مجھے معلوم ہے بلکہ خداوند یسوع میں مجھے یقین ہے کہ کوئی چیز بذاتہ حرام نہیں لیکن جو اس کو حرام سمجھتا ہے اس کے لیے حرام ہے ططس کے نام خط میں لکھتا ہے پاک لوگوں کے لیے سب چیزیں پاک ہیں مگر گناہ آلودہ اور بے ایمان لوگوں کے لیے کچھ بھی پاک نہیں بلکہ ان کی عقل اور دل دونوں گناہ آلودہ ہیں ختنہ کے متعلق گلتیوں کے باب ۵ میں لکھتا ہے۔ دیکھو میں پولس تم سے کہتا ہوں کہ اگر تم ختنہ کراؤ گے تو مسیح سے تم کو کچھ فائدہ نہ ہوگا۔

پولس رومی شہر طرطوس کا باشندہ رومیوں کے مذہب بت پرستی سے کافی واقفیت رکھتا تھا اسی طرح اس زمانہ کے یونانی اور رومی فلسفہ کا بھی عالم تھا ادھر یہودیت سے بھی پورے طور پر واقف تھا کلیسا کا مورخ موشیم لکھتا ہے اگرچہ روح القدس کے خود جلوہ گر ہونے کا وعدہ ہو چکا تھا تاہم ضروری سمجھا گیا کہ آسمانی پیغام کی حمایت کے لیے کوئی ایسا شخص ہو جو اتنی علمی فضیلت رکھتا ہو کہ یہودی علماء اور غیر اہل کتاب فلاسفہ کا مقابلہ خود ان کے ہتھیار سے کر سکے چنانچہ حضرت عیسیٰؑ نے خود ایک غیبی آواز کے ذریعہ ایک تیز ہوا شخص اپنے حواریوں کے حلقے میں شامل کیا جس کا نام شادل تھا جو بعد میں پولس کے نام سے مشہور ہوا۔

اس کے ساتھ بڑا ذہین ہوشیار فعال مگر اس کے ساتھ حد درجہ شاطر اور موقع شناس بلکہ موقع پرست اور اپنے مقصد کے لیے جھوٹ بولنے سے بھی گریز نہ کرتا

تھا۔ ایک مرتبہ گرفتار ہو کر یہودیوں کی عدالت میں پیش کیا گیا اس نے دیکھا اس میں بعض صدوقی ہیں اور بعض فریسی ہیں پولس کو ان کے باہمی اختلاف اور نزاع کا خوب علم تھا اس نے عدالت میں پکار کر کہنا شروع کیا کہ میں فریسی اور فریسیوں کی اولاد ہوں مردوں کی امید اور قیامت کے بارے میں مجھ پر مقدمہ ہو رہا ہے تو فریسیوں صدوقیوں میں تکرار ہو گئی اور حاضرین میں پھوٹ پڑ گئی اعمال (باب۔ ۲۳) ایک مرتبہ رومیوں کی قید میں تھا تو پلٹن کے سردار نے کہا کہ اسے قلعہ میں لے جاؤ اور کوڑے مار اس کا اظہار لو فوراً اس نے ایک صوبیدار سے جو اس کے پاس کھڑا تھا کہاں کیا تمہیں روا ہے کہ ایک رومی کو کوڑے مار دو وہ بھی ثابت کئے بغیر جس سے صوبیدار نے گھبرا کر پلٹن کے سردار سے جا کر کہا تو سردار آیا اور اس سے پوچھنے لگا کیا تو رومی ہے اس نے جواب میں کہا میں تو پیدائشی رومی ہوں اعمال (باب ۲۲) پولس رومیوں کے خط میں (باب ۳/۷) میں لکھتا ہے کہ اگر میرے جھوٹ کے سبب خدا کی سچائی اس کے جلال کے واسطے زیادہ ظاہر ہوئی تو پھر کیوں گنہگار کی طرح مجھ پر حکم دیا جاتا ہے، اور ہم کیوں نہ برائی کریں تا کہ بھلائی پیدا ہو۔

پولس کے عہد کا رومی مذہب

مترا دیوتا اس کی پوجا فارس و ہند کے لوگ کرتے تھے اس کی پوجا یومئی قیصر کے رومی لشکر وادی فرات سے یورپ کے دور ترین شہروں تک لے گئے ڈایو کلیشن کے عہد میں وہ روما کا سرکاری مذہب بن گیا مترا کے بارے میں ان کا عقیدہ تھا کہ وہ خدا و خالق کائنات سورج دیوتا انسانی جسم لے کر جب دنیا میں آیا تھا تو ایک کھوہ و غار میں پیدا ہوا اور اس کی پیدائش کا علم سب سے پہلے چرواہوں کو ہوا اور انہوں نے اس کے لیے نذر و نیاز چڑھایا لوگوں کے گناہوں کی خاطر مرا تا کہ ان کو نجات و خلاصی دے اور مرنے کے بعد پھر زندہ ہو کر آسمان پر چلا گیا وہاں سے برابر لوگوں کی رہنمائی کرتا رہتا ہے۔ اور آسمان پر جانے سے پہلے اس نے الوداعی کھانا بھی کھایا ہے اس کے عقیدت مند اتوار کے دن کو اس کی عبادت کے لیے خاص کرتے تھے اور ۲۵ر دسمبر کو اس کی پیدائش کی عید مناتے تھے اسی طرح

ان کے یہاں عشاء ربانی کی رسم تھی جس کی روٹی صلیب کے شکل کی ہوتی تھی اسی طرح مصر، سکندریہ کا اوزیرس اور ایزس اور حورس کی عبادت کا بھی کافی رواج تھا اوزیرس دیوتا کو اس کے بھائی سیت نے قتل کر دیا اور اس کے اعضاء کو مختلف جگہوں میں دفن کر دیا اس کی بیوی ایزس نے اس کو یکجا اور اکٹھا کیا اور اس پر منتر پڑھا جس سے وہ دوبارہ زندہ ہو گیا اور پھر ان دونوں سے حورس پیدا ہوا اس کو سیت کی نظروں سے پوشیدہ رکھ کر اس کی پرورش کی اس مذہب میں داخلہ کے لیے مخفی رسوم ادا کی جاتی ہیں اس کی بھڑکیلی رسومات اس کے سر منڈے صفا چٹ ڈاڑھیوں والے پردھت اور سفید پوش نو عمر ادنیٰ درجہ کے پردھت مشعلین اٹھائے چلتے تھے اس جلوس میں حورس کی تکلیف اور اوزیرس دیوتا کی موت پر غم واندوہ کے جذبات اور دوبارہ زندہ ہونے اور حیات جاودانی کی بشارت پر دیوانہ وار خوشی کے جذبات کو اکسانے میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا جاتا تھا اور اس کی وجہ سے اس نے رومیوں کے دلوں پر قبضہ جما رکھا تھا اور عوام میں یہ عقیدہ رائج تھا کہ ایک دیوتا انسانوں میں رہ چکا تھا اور تکلیفیں اٹھا کر دنیا سے رخصت ہوا پھر قبر سے اٹھ کھڑا ہوا پولس نے عیسائیت قبول کرنے کے بعد ہی سے اپنے تئیں فیصلہ کر لیا تھا کہ مجھے حواریوں اور رسولوں کے ماتحت اور اس کی تفسیر و تعبیر کا تابع بن کر انجیل کی تبلیغ نہیں کرنا ہے بلکہ ان سے الگ رہ کر ایک نئی تعبیر و تفسیر کرنی ہے اور اس کو بدل کر ایک نئے دین کی بنیاد ڈالنا ہے اسی لیے عیسائیت قبول کرنے کے بعد حواری اور رسولوں کی صحبت اختیار کرنے کے بجائے سیدھا عرب چلا گیا جیسا کہ وہ خود گلیتوں کے خط میں لکھتا ہے کہ جب خدا کی یہ مرضی ہوئی کہ اپنے بیٹے کو مجھ میں ظاہر کرے تاکہ غیر قوموں میں اس کی خوشخبری دوں تو نہ میں نے گوشت وخون سے صلاح کی اور نہ ہی یروشلم میں ان کے پاس گیا جو مجھ سے پہلے رسول تھے بلکہ فوراً عرب چلا گیا پھر وہاں سے دمشق واپس آیا باب ا، مگر اپنی سیاسی بصیرت اور ہوشیاری کی وجہ سے ابتداء میں انجیل کے نام پر اپنی نئی تعبیر و تفسیر سے گریز کرتا رہا اس لیے کہ ابھی سے اس کو بیان کرنا شروع کرے گا تو لوگ اس کا اعتبار نہیں کریں گے اور میرے لیے یہ تعبیرات نقصان دہ ہوں گی جس کی وجہ

سے اس نے اپنے اس منصوبہ کو مخفی رکھا اور عیسائیت کی تبلیغ میں سرگرم ہو گیا اور اپنی تبلیغ کا مرکز غیر قوموں کو بنایا اس لیے کہ وہی لوگ اس کی نئی تعبیر و تفسیر کو قبول کر سکتے ہیں اور ان کے لیے توریت کے احکام کی پابندی کے متعلق کوئی مسئلہ بھی نہیں پیدا ہوگا یروشلم کی کلیسا نے غیر قوموں کے عیسائیوں کے لیے جو ختنہ وغیرہ فروعی احکام سے بدکتے تھے ان کے بارے میں غور کیا کہ اس طرح کے فروعی احکام کی پابندی کو ایسا ضروری قرار دیا جائے کہ اس کے بغیر دین عیسوی میں داخلہ ممکن نہیں ہے یا ان احکام کے ضروری ہونے کے باوجود یہ ایسے بنیادی احکام نہیں ہیں کہ جس کے بغیر نجات ممکن نہ ہو پطرس نے تقریر کی جس کا حاصل یہ ہے کہ اس کو مدار نجات نہیں قرار دیا جا سکتا ہے اس لیے کہ تورات کے بعض احکامات ان پر ہم اور ہمارے باپ دادا پورے طور پر عمل نہ کر سکے اس کے باوجود ہم اپنے آپ کو مومن کہتے ہیں اور نجات کے امیدوار ہیں تو غیر قوموں میں سے ایمان لانے والے اگر بعض فروعی احکام پر عمل نہ کر سکیں تو انہیں کیوں نہیں مومن کہا جا سکتا ہے اور نجات کے امیدوار کیوں نہیں ہو سکتے ہیں یعقوب کی تقریر کو نسل کا اس سے اتفاق کرنا اس کا بھی یہی حاصل ہے اسی طرح جو خط لکھا گیا تھا اس کا جملہ کہ اگر تم ان چیزوں سے اپنے آپ کو بچائے رکھو گے تو سلامت رہو گے اسی طرف اشارہ کرتا ہے اور بائبل کا عام دیباچہ اس میں بھی اسی مطلب کی طرف اشارہ ہے جس کی عبارت یہ ہے کہ کرنتھس میں یہودی مائل مسیحیوں نے ختنہ پر زور دے کر کہا کہ کامل مسیحی درجہ کے لیے ختنہ لازم ہے اور شریعت پر زور دینے والے فریق نے مقدس پطرس اور یروشلم کی کلیسا کے اختیار کو پیش کر کے کہا کہ پولس کو مسیح کا علم انہیں کے وسیلہ سے حاصل ہوا ہے۔ ص: ۲۶۷۔ پولس نے اس فیصلہ سے غلط فائدہ اٹھا کر بت پرستی کی دیومالائی باتیں اس میں آمیزش کر کے اس کی تعبیر و تفسیر کرنے لگا تا کہ ان کو اطمینان ہو جائے کہ وہ کوئی نئی اور نامانوس دعوت نہیں ہے اور اس میں داخل ہونے کے لیے شریعت پر عمل کرنا دشواری پیدا کر سکتا تھا شریعت پر عمل ہی کو ختم کر دیا۔

اس دور بت پرستی میں رومیوں اور یونانیوں کے لیے انوکھی اور اچنبھے کی بات نہیں تھی کہ خدا کا بیٹا ہو اور آسمان سے اترا ہو۔ فراعنہ مصر قیاصرہ روم وغیرہ کو اس دور کے لوگ اسی نظر سے دیکھتے تھے کہ وہ دیوتا ہیں جو آسمان سے اترے ہیں۔

یروشلم کی کلیسا نے دیکھا کہ پولس حضرت عیسیٰؑ کی شریعت میں تحریف کر رہا ہے اور انجیل کے نام پر ایسی تعلیم دیتا ہے جو انجیل کی تعلیم کے سراسر خلاف ہے تو ان لوگوں نے اس کی شدت سے مخالفت شروع کر دی اس وقت یروشلم کی کلیسا کو نہایت اہم مقام حاصل تھا جس کی وجہ سے پولس سے بہت سے لوگ برگشتہ ہو گئے تیھمتیس کے نام دوسرے خط میں لکھتا ہے کہ تو جانتا ہے کہ آسیہ کے سب لوگ مجھ سے پھر گئے ہیں جس میں فوگلس اور ہرگلنیس ہیں اسکندر ٹھیٹرے نے مجھ سے بہت برائیاں کیں خداوند اس کے کاموں کے موافق بدلہ دیگا اس سے تو بھی دور رہ کیوں کہ اس نے ہماری باتوں کی بڑی مخالفت کی ہے اور گلتیوں کے نام خط میں لکھتا ہے میں تعجب کرتا ہوں کہ جس نے تمہیں مسیح کے فضل سے بلایا اس سے تم اس قدر جلد پھر کر کسی اور طرح کی خوشخبری (انجیل) کی طرف مائل ہونے لگے آگے لکھتا ہے کہ مگر ہم یا آسمان کا کوئی فرشتہ بھی اس خوش خبری کے سوا جو ہم نے تم کو سنائی کوئی اور خوشخبری سنائے تو ملعون ہو۔ ان سب کے باوجود لوگ اس کی تعلیم سے مطمئن نہیں ہوئے اور رسولوں کی کو اس پر فوقیت دیتے رہے تو غصہ میں آپے سے باہر ہو جاتا ہے گرنتھیوں کے نام دوسرے خط میں لکھتا ہے میں تو اپنے آپ کو ان افضل رسولوں سے کچھ کم نہیں سمجھتا کیا وہی عبرانی ہیں میں بھی ہوں کیا وہی اسرائیلی ہیں میں بھی ہوں کیا وہی ابراہیم کے نسل سے ہیں میں بھی ہوں کیا وہی مسیح کے خادم ہیں میرا یہ کہنا دیوانگی ہے میں زیادہ تر ہوں محنتوں میں زیادہ کوڑے کھانے میں زیادہ آگے اپنے مکاشفہ کو ذکر کرتا ہے جس میں فردوس میں پہنچ کر ایسی باتیں سنیں جو کہنے کی نہیں آگے لکھتا ہے میں نے خود اپنے منہ سے اپنی تعریف کی میں بیوقوف بنا مگر تم نے مجھے مجبور کیا کیوں کہ تم کو میری تعریف کرنی چاہیے تھی پولس کہتا تھا کہ مجھ کو رسولوں سے تعلیم حاصل کرنے کی

کیا ضرورت ہے میں تو براہ راست مسیح سے تعلیم حاصل کرتا ہوں گلتیوں کے نام خط لکھتا ہے جب اس کی مرضی ہوئی کہ اپنے بیٹے کو مجھ پر ظاہر کرے تا کہ غیر قوموں میں خوشخبری دوں تو نہ میں نے گوشت وخون سے صلاح کی اور نہ ہی یروشلم میں ان کے پاس گیا جو مجھ سے پہلے رسول تھے بلکہ فوراً عرب چلا گیا برناباس نے پولس کے اس عمل کی مخالفت کی تھی۔ اس نے برناباس سے بھی جھگڑا تکرار کیا حالانکہ یہی برناباس تھا جس نے یروشلم کی کلیسا میں اس کا تعارف کرا کے لوگوں کو اس کے بارے میں اطمینان دلایا تھا ورنہ اس کے سابقہ اعمال کی وجہ سے کوئی اس کا اعتبار نہ کرتا تھا اسی طرح پطرس رسول جس نے یروشلم کی کلیسا میں اس کے موافق تقریر کی تھی اس نے بھی پولس کے طرز عمل کی مخالفت کی تو اس سے بھی تکرار کر لیا چنانچہ اسی گلتیوں کے نام خط میں لکھتا ہے کہ۔

پطرس انطاکیہ میں آیا تو میں نے روبرو ہو کر اس کی مخالفت کی کیونکہ وہ ملامت کے لائق تھا اور برناباس کے بارے میں لکھتا ہے کہ یہاں تک کہ برناباس بھی اس کے ساتھ ریاکاری میں پڑ گیا ہے اصل میں وہ لوگ یہی کہتے تھے کہ یروشلم کی کلیسا کے فیصلہ کا مقصد یہ ہے کہ ان چیزوں سے پرہیز کے بعد دین مسیحی میں داخلہ کا یہ پہلا قدم ہے ورنہ پوری برکت حاصل کرنے کے لیے شریعت تورات میں عمل ضروری ہے اور پولس غلط مطلب بیان کر کے ایک نئے دین کی بنیاد ڈال رہا ہے۔ اور یہ اختلاف اتنا بڑھا کہ برناباس کو ایک مستقل انجیل لکھنی پڑی اپنے انجیل کے مقدمہ میں لکھتا ہے اس آخری زمانہ میں ہمیں اپنے نبی یسوع مسیح کے ذریعہ ایک عظیم رحمت سے آزمایا گیا اس تعلیم اور آیتوں کے ذریعہ شیطان بہت سے لوگوں کو گمراہ کرنے کا ذریعہ بنایا جو تقویٰ کا دعویٰ کرتے ہیں اور سخت کفر کی تبلیغ کرتے ہیں اور مسیح کو اللہ کا بیٹا کہتے ہیں ختنہ کا انکار کرتے ہیں اور ہر نجس گوشت کو جائز کہتے ہیں انہیں کے زمرے میں پولس بھی گمراہ ہو گیا اور وہی سبب ہے جس کی وجہ سے حق بات کہہ رہا ہوں جو یسوع کے ساتھ رہنے کے دوران سنی اور دیکھی پولس کے دعویٰ کو کہ یسوع مجھ پر ظاہر ہوا اور میں براہ راست اس سے تعلیم حاصل کرتا ہوں اس کو پطرس نے جھٹلایا کہ تجھ پر مسیح کیسے ظاہر ہو سکتے ہیں

جب کہ تیری تعلیم مسیح کی تعلیم کے خلاف ہے اس کو اکلیمندس نے اپنے ایک خط میں ذکر کیا ہے جو دوسری صدی کے آواخر میں لکھے گئے ہیں (نظرۃ فی کتب العہد الجدید ص:۸۵) یعقوب اپنے خط میں لکھتا ہے اے میرے بھائیو! اگر کوئی کہے کہ میں ایماندار ہوں مگر عمل نہیں کرتا ہے تو کیا فائدہ کیا ایسا ایمان اسے نجات دے سکتا ہے ایک جگہ لکھتا ہے اسی طرح ایمان ہی سے نہیں بلکہ اعمال سے راست باز ٹھہرتا ہے الغرض یروشلم کی کلیسا میں حضرت یسوع مسیح کے خانوادے کے لوگ تھے ان حضرات کے کافی اثرات تھے جس کی وجہ سے فلسطین اور اس کے اطراف میں اسی طرح آسیا وغیرہ میں یروشلم کی کلیسا ہی کے اثرات تھے۔ اور پولس کے نظریات وافکار کے لیے حالات سازگار وموافق نہیں تھے مگر جب اس کے افکار ونظریات مصر ویورپ پہنچے تو ان ملکوں میں پہلے ہی سے اسی طرح کے تصورات وافکار پائے جاتے تھے ان کا اپنے دیوتاؤں کے بارے میں اسی طرح کا اعتقاد تھا کہ وہ ان کی خاطر مر اقبر سے زندہ ہو کر اٹھا اگر اس کو ایمان کے ساتھ پکارا جائے اور اس کے ساتھ صحیح رسوم ادا کی جائیں تو وہ ان کی دعاؤں کو سنتا ہے اور ان کو مصائب سے نجات دیتا ہے جس کی وجہ سے پولس کا مذہب بتدریج ترقی کرتا رہا ہے کلیسا کا مصنف لکھتا ہے یروشلم کی بربادی کے بیشتر اس بات کا خطرہ تھا کہ کہیں کیتھلک رسولی کلیسا کے بجائے دو مختلف کلیسائیں نہ بن جائیں ایک یہودی مسیحیوں کا دوسری غیر قوم مسیحیوں کا لیکن ۷۰ء میں یروشلم کی بربادی کے بعد یہ خطرہ کم ہو گیا کیوں کہ اس وقت نہ تو یہود اور نہ ہی یہودی مسیحی موسوی شریعت کو پوری طرح مان سکتے تھے اور نہ دوسروں پر زور ڈال سکتے تھے پھر اس کے بعد ۱۳۲ء میں بار کھوکب نے رومیوں کے خلاف بغاوت کردی تو قیصر ہیڈریان نے اس بغاوت کو فرو کرنے کے لیے اپنے فوجی جنرل جولیس سیو بریس کو برطانیہ سے بلایا اس نے بغاوت کو کچل دیا پانچ لاکھ اسی ہزار یہودیوں کو قتل کردیا یروشلم کو ایک رومی فوجی چھاونی بنادیا یہودیوں کو اندر جانے سے منع کردیا اور حکم جاری کیا کہ جو ختنہ کرے گا قتل کردیا جائے گا تب فلسطین کے یہودی عیسائیوں نے اس خیال سے کہ مبادا ہم بھی یہودیوں کے ساتھ غضب کے شکار بن کر گرفتار ہو جائیں،

جان ومال کے خوف سے رسومات یہودی کو ترک کیا ایک یونانی عیسائی کو جس کا نام مرقس تھا اپنا پیشوا بنایا اس کے انتخاب میں اختلاف ہوا ایک بڑی جماعت نے اس کی مقتدائی کو تسلیم نہیں کیا اور وہ لوگ بدستور پلا (حلب) میں پڑے رہے اور یہودیوں کی طرح ان کو بھی یروشلم کے اندر جانے کی اجازت نہیں تھی مگر جن لوگوں نے اس کی مقتدائی کو تسلیم کیا وہ بیت المقدس میں آکر آباد ہوئے انہوں نے نیا کلیسا قائم کیا اور ان پر مرقس کے رومی خیالات کا روز بروز اثر پڑتا چلا گیا اور چند ہی روز میں بہت سے یہودی رسوم اور اصول کو ترک کرا دیا ۱۴۰ء تک یہودی عیسائیت کا غلبہ تھا اس کے اسقف اسقف ختنہ سے مشہور تھے مگر ۱۴۰ء کے بعد اس قسم کے عیسائیوں کی تعداد روز بروز کم ہوتی رہی مگر پھر بھی چوتھی صدی تک ان کا وجود باقی رہا آخر میں پولوسیت نے اسے شکست دی یہ لوگ ناصری اور ابیونی کے نام مشہور تھے یہ جماعت پولس کو منکر دین اور بدعتی کہتے تھے اسی طرح اس کے خطوط کو غیر معتبر جانتے تھے پادری ڈی ڈبلیو ٹامسن اپنی کتاب تشریح التثلیث میں لکھتے ہیں کہ جو لوگ تثلیث کو نہیں مانتے ہیں انہیں لفظ کفارہ کے اصلی معنی سے خاص نفرت ہے ذاتی گناہ کا فلسفہ ان کے نزدیک مردود ہے ان کے نزدیک آدمی جیسا پیدا ہوا تھا ویسا ہی اب بھی ہے ترقی وتنزلی دونوں کی استعداد اس میں ہے اعلیٰ ادنیٰ طبعی وشرعی دونوں کیفیتیں اس میں موجود ہیں جب فلسطین اعظم نے اپنے دور میں نیقیہ مقام میں ایک کونسل منعقد کرائی اس کونسل نے کفارہ کے عقیدہ کو صحیح اور درست قرار دیا اس وقت سے عیسائیوں کی غالب اکثریت اسکا اعتقاد رکھنے لگی مگر کونسل کے پاس کرنے کے بعد بھی بہت سے فرقے مسیح کی خدائی کے منکر اور کتنے ہی یسوع کے صلیب دیئے جانے کے منکر رہے اس طرح کبھی کبھی اس عقیدہ کفارہ کے خلاف بھی آواز اٹھی اور اسی سلسلہ کی ایک موثر آواز پلیجیس اور سیلیٹس کی تھی جن کا بیان تھا کہ (۱) آدم فانی پیدا کیا گیا اگر وہ گناہ بھی نہ کرتا تو بھی اس کو مرنا ضرور تھا (۲) آدم نے گناہ کر کے صرف اپنی ذات کو نقصان پہنچایا بنی آدم پر اس کا کچھ اثر نہیں (۳) پیدائش سے ہر ایک انسان موروثی گناہ سے لاواسطہ ہے ہر انسان کی پیدائش ویسی ہی ہوئی ہے جیسے آدم کی تھی (۴) انسان نہ تو گناہ کے

سبب مرتے ہیں اور نہ ہی مسیح کی موت اور جی اٹھنے سے زندہ ہوتے ہیں (۵) خدا کی بادشاہت میں داخل ہونے کے واسطے شریعت اور انجیل دونوں یکساں موثر ہیں (۶) مسیح کے دنیا میں آنے سے بیشتر بھی دنیا میں معصوم اشخاص تھے ۴۳۱ء میں افسس کونسل میں یہ تعلیم رد کی گئی تواریخ مسیحی کلیسا ص: ۲۵۴۔

عقیدہ کفارہ کی تردید

(۱) کفارہ کے ذریعہ خدائی قربت اور اس سے میل ملاپ خلاف فطرت ہے۔ خدا خود بندوں کے دل پر رحم کرے تو بے شک خدا کا رحم بندوں کے دل کو اپنی طرف کھینچنے کے لیے کافی ہے اگر وہ چاہے تو اپنی لا محدود قدرت سے بلا سبب کے سبب پیدا کر دے مگر خدا نے موجودات کا ایک نظام بنایا ہے ہر مسبب کے لیے ایک سبب مقرر کیا ہے کفارہ کو ماننا تو اس بات کو تسلیم کرنا ہے کہ اس کے لیے ضابطہ کی ضرورت ہے ہے تو دیگر ضابطوں کی طرح اس کا بھی ضابطہ ایسا ہونا چاہیے کہ مسبب و سبب کے درمیان مناسبت ہو جیسے کہ گناہوں پر شرمندگی ہو تو محبت میں ترقی ہو گی مگر کفارہ ایسا سبب ہے جس کو مسبب سے کسی طرح مناسبت نہیں ہے کہ سزا مل رہی ہے کسی کو اور دوسروں کا دل صاف ہو رہا ہے اس کی توبہ تو ایسی چیز ہو سکتی ہے جو اس کے دل کو چھیلے اور صاف کرے مگر یہاں چھیلا اور صاف ایسے کو کیا جا رہا ہے جو پہلے ہی سے صاف ہے ایسے غیر متعلق مسبب سے گنہ گاروں کے دل کی سختی کیسے دور ہو سکتی ہے اور خدا کی محبت کیسے ترقی کر سکتی ہے دنیا میں نیک لوگ بروں کی خاطر تکلیف اٹھاتے ہیں اور لوگوں کو تکلیف سے بچاتے ہیں مگر یہ انہیں افعال میں ہوتا ہے جن کا تعلق جسم سے ہوتا ہے کہیں آگ لگتی ہے نیک دل لوگ اس میں کود پڑتے ہیں اور آگ بجھاتے ہیں اور امداد باہمی سے نقصان کی تلافی کرتے ہیں کوئی ملک جہالت یا کسی سستی کے سبب کسی ظالم کی دست وبرد سے مغلوب ہو جاتا ہے محبّ وطن لوگ اپنی جان کی بازی لگا کر اس کی دست وبرد سے بچاتے ہیں اسی طرح اگر خدا جسم ہوتا ہے اور لوگ جانب خدا کے بجائے دوسری طرف جاتے تو ممکن تھا کہ نیک لوگ ان کے پیچھے دوڑتے انہیں پکڑتے ہاتھ پاؤں

باندھ کر کندھوں پر ڈال کر چھکڑوں پر بیٹھا کر کھینچتے ہوئے منزلِ مقصود تک پہنچادیتے۔ (۲) عقیدہ کفارہ ان کی کتاب مقدس کے بھی خلاف ہے۔ صحیفہ حزقیل باب ۲/۱۸ میں ہے جو جان گناہ کرتی ہے وہی مرے گی بیٹا باپ کے گناہ کا بوجھ نہ اٹھائے گا اور نہ ہی باپ بیٹے کے گناہ کا بوجھ صادق کی صداقت اس کے لیے ہوگی اور شریر کی شرارت شریر کے لیے قرآن کہتا ہے لاتزروازرۃ وزراخریٰ (سورۂ انعام آیت ۱۶۳)

عقیدہ کفارہ کے فرضی نقاط کا جائزہ

(۱) نقطہ مفروضہ

حضرت آدم نے خدا کی نافرمانی کرتے ہوئے شجرۂ ممنوعہ کھالیا جس کی وجہ سے وہ موت کے مستحق ہوگئے خدا نے کہا تھا جس روز تو اس میں سے کھایا مرا پیدائش باب ۲/۱۶-۱۷ اس سے دائمی موت اور عذاب ابدی مراد لینا کتاب مقدس کی روشنی میں صحیح نہیں ہے بلکہ عالم خلود جنت سے نکل کر عالم فناء دنیا کائنات ارضی میں جانا پڑے گا اس میں توالد و تناسل موت و دیگر دنیاوی رنج والام و تکالیف اٹھانا مراد ہے اس لیے کہ کتاب مقدس نے جہاں اس کی سزا موت بیان کی اس کتاب مقدس میں موت کی تشریح بھی ہے اللہ تعالیٰ نے آدم و حوا سے اس شجرہ ممنوعہ کے کھانے پر باز پرس کی دونوں کے جواب کے بعد فرماتا ہے پھر اس عورت سے کہا کہ میں تیرے درد حمل کو بہت بڑھادوں گا درد کے ساتھ بچے جنے گی اور تیری رغبت اپنے شوہر کی طرف ہوگی اور وہ تجھ پر حکومت کرے گا اور آدم سے کہا تو نے اپنی بیوی کی بات مانی اور اس درخت کا پھل کھایا جس کے بابت میں نے تجھے حکم دیا تھا کہ نہ کھانا اس لیے زمین تیرے سبب سے لعنتی ہوئی مشقت کے ساتھ تو اپنی عمر بھر اس کی پیداوار کھائے گا وہ تیرے لیے کانٹے اور اونٹ کٹار اگائیگی اور تو کھیت کی سبزی کھائے گا تو اپنے منہ کے پسینہ کی روٹی کھائے گا پیدائش باب ۳/۱۲-۱۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس موت سے دنیاوی تکالیف جھیلنا مراد ہے جو آدم اور اس کی اولاد اب تک جھیل رہی ہے پھر اب مسیح کے کفارہ بننے کی

کیا ضرورت ہے اگر کفارہ بن رہے ہیں تو کیا اس کے بعد ان پر ایمان لانے والے اور غیر مومن میں کوئی فرق ہے کہ مومنین کو ان آلام و مصائب سے چھٹکارا حاصل ہو گیا اور دوسرے اب تک جھیل رہے ہیں۔(۲) اگر اس کی مراد دائمی موت اور اخروی عذاب کو مان بھی لیا جائے تو کتاب مقدس نے اس عذاب سے بچنے کی بہت سی تدابیر بیان کی ہیں جس کے اختیار کرنے سے آدمی نجات پاسکتا ہے کتاب مقدس نے اس عذاب سے بچنے کی بہت سی تدبیریں بیان کی ہیں چند تدبیروں کو کتاب مقدس سے نقل کیا جاتا ہے توبہ کرنا (یسعیاہ باب،۵۵/۷) میں ہے شریر اپنی راہ پر ترک کرے اور بد کردار اپنے خیالوں کو اور وہ خداوند کی طرف پھرے تو وہ اس پر رحم کرے گا اور کثرت سے معاف کرے گا (یرمیاہ باب ۳/۱۱-۱۲) یہ بات پکار کر کے کہدے کہ خداوند فرماتا ہے اے برگشتہ اسرائیل واپس آمیں تجھ پر قہر کی نظر نہیں کروں گا کیونکہ خداوند فرماتا ہے میں رحیم ہوں میرا قہر دائمی نہیں صرف اپنی بد کرادی کا اقرار کہ تو خداوند اپنے خدا سے عاصی ہو گئی تواریخ دوم (باب ۷/۱۴) اگر میرے لوگ جو میرے نام سے کہلاتے ہیں خاکسار بن کر دعا کریں اور میرے دیدار کے طالب ہوں اور اپنی راہوں سے پھریں تو میں آسمان پر سے سن کر ان کا گناہ معاف کردوں گا لوقا باب (۱۷/۳-۴) میں ہے خبردار تیرا بھائی تیرا گناہ کرے اسے ڈانٹ اگر توبہ کرے اسے معاف اگر ایک دن میں سات بار گناہ کرے اور ساتوں دفعہ تیرے پاس آکر کہے کہ توبہ کرتا ہوں تو تو اسے معاف کر جب خدا خود بندہ کو توبہ کی وجہ سے معاف کرنے کا حکم دیتا ہے تو خود ارحم الراحمین ہو کر توبہ کرنے والوں کی گناہوں کو کیوں نہیں معاف کرے گا حضرت عیسیٰؑ نے توبہ کی عظمت کو تمثیل کے ذریعہ خوب بیان کیا ہے انجیل کے عیسائی والے محاضرہ میں ایک تمثل کا ذکر کیا گیا ہے ۔(۳) نیک اعمال کی وجہ سے بھی گناہ بخشے جاتے ہیں بلکہ یہی نہیں وہ ارحم الراحمین برائیوں کو بھی نیکیوں سے تبدیل کردیتا ہے ان الحسنات یذھبن السیات (ھود آیت ۱۱٤)من تاب وامن و عمل صالحاً فاولئك یبدل الله سیاتھم حسنات (الفرقان ۷۰) اپنے آپ کو پاک

کرو اپنے برے کاموں کو میری آنکھوں کے سامنے سے دور کرو بد فعلی سے باز آؤ نیکو کاری سیکھو انصاف کے طالب ہو مظلوموں کی مدد کرو یتیموں کی فریاد رسی کرو بیواؤں کے حامی رہو اب خداوند فرماتا ہے آؤ ہم حجت کریں اگرچہ تمہارے گناہ قرمزین ہوں وہ برف کے مانند سفید ہو جائیں گے ہر چند وہ ارغوانی ہوں تو بھی اون کے مانند اجلے ہوں گے یسعیاہ باب ۵ /۱۶۔ اکثر کریم مزاج مالک اپنے نوکر کو بعض وقت ایک کام کے بدلہ میں خوش ہو کر اس کو مالا مال کر دیتے ہیں گرچہ اس سے پہلے بہت سی نافرمانیاں ہوئی ہیں مگر اپنی رحمت کے جوش میں ان کی طرف مالک ہرگز نظر نہیں کرتا تو کیا ارحم الراحمین کا بے پایاں دریائے رحمت اتنا بھی کام نہیں کرے گا۔

(۲) نقطہ مفروضہ

اللہ تعالی اپنی رحمت سے اس کے گناہ معاف کردے تو قانون عدالت کے خلاف ہوگا۔ کون عاقل کہہ سکتا ہے کہ اپنے مجرم سے درگذر کرنا اور اپنے قصوروار کی عاجزی اور گڑگڑانے پر رحم کر کے اس کا قصور معاف کرنا شان عدالت کے خلاف ہے تمام انسان اللہ کے بندے اور غلام ہیں اور ہر طرح مملوک ہیں اپنے بندوں سے چشم پوشی کرنا اس کی دوسری فرمانبرداریوں کی وجہ سے اس کی خطاء کو معاف کردینا عدالت وانصاف کے ہرگز خلاف نہیں ہے اس کو طرف داری نہیں کہتے ہیں بلکہ بندہ پروری کہتے ہیں اور اگر یہ طرفداری ہو تو یہ بھی خلافِ عدالت نہیں ہے وہ طرفداری خلاف انصاف وعدالت ہے جس میں کسی دوسرے کی حق تلفی ہو اور ظاہر ہے کہ یہاں پر کسی کی حق تلفی نہیں ہے اگر گناہوں کو معاف کرنا اور بغیر سزا کے چھوڑ دینا خدا کی عدالت اور اس قدوسیت کے خلاف ہو تو پھر خدا کی ذات میں بخش دینے کی صلاحیت ہو ہی نہیں سکتی کیوں کہ جو قدوسیت کے خلاف ہو اس قدوس میں کیسے ممکن ہے جب کہ کتاب مقدس گناہوں کی معافی کے لیے طرح طرح کی تدبیریں بتلاتی ہے اور اس پر عمل کرنے کا حکم دیتی ہیں اس صورت میں کتاب مقدس کے سب احکام اور اس کی خبریں باطل وغلط ہو جائیں گی بیشک

گناہ اس کی پاک نظر میں نہایت برا اور غصہ الٰہی کا باعث ہے مگر وہ خداوند رحیم ومہربان بھی ہے اور اس کی رحمت اس کے غضب پر غالب ہے خروج باب ۳۴/۶، میں ہے خداوند رحیم وکریم ہے قہر کرنے میں دھیما اور شفقت میں غنی ہزاروں پر فضل کرنے والا گناہ وتقصیر اور خطاء کا بخشنے والا زبور ۱۰۳، میں ہے خداوند رحیم وکریم ہے قہر کرنے میں دھیما اور شفقت میں غنی وہ صدا جھڑکتا نہ رہے گا وہ ہمیشہ غضبناک نہ رہے گا اس نے ہمارے گناہوں کے موافق ہم سے سلوک نہیں کیا اور ہماری بدکاریوں کے مطابق ہم کو بدلہ نہیں دیا لوقا ب ۶/۳۶، میں ہے عیب جوئی نہ کرو تمہاری بھی عیب جوئی نہ کی جائے گی اور مجرم نہ ٹھہراؤ تم بھی مجرم نہ ٹھہرائے جاؤ گے خلاصی دو تم خلاصی پاؤ گے بالفرض عدالت کا تقاضا یہی ہو تا کہ گنہگار کو توبہ کے بعد بغیر سزا کے نہ چھوڑا جائے تو رحمت تو عدالت پر غالب ہے غلبہ کے یہی معنیٰ ہیں کہ کسی محل میں دونوں کا تعارض ہو تو غالب اپنا کام کر جائے اور مغلوب رہ جائے۔

عیسائیوں کی حماقت اور ضلالت

اگر گناہ کی سزا عذاب ابدی ہے تو اگر حضرت مسیح عذاب ابدی میں گرفتار بھی رہیں تو بھی خدا کی عدالت پوری نہ ہو اس لیے کہ جب عدالت کا تقاضا یہ ہے کہ ہر گنہگار کو گناہ کے سبب عذاب ابدی ہو تو ایسا شخص جو تمام عالم کے گناہوں کو اپنے اوپر لے اور تمام عالم کے گناہوں کا مجموعہ ہو جائے اس کو عذاب ابدی بھی ہو تو خدا کی عدالت پوری نہ ہو گی کہ ادنیٰ واعلیٰ دونوں کی سزا ایک مقرر کی گئی اگر کمیت مقدار میں زیادتی نہیں ہو سکتی تھی تو کیفیت میں بحیثیت جرم ترقی ہونی چاہیے مگر یہاں لطف کی بات یہ ہے کہ سارے عالم کے گنا کو اپنے اوپر لے لیا مگر صرف تین دن بھی عذاب میں گرفتار نہ ہوئے کہ رہائی مل گئی یہ کونسی عدالت ہے کہ غلام وہی گناہ کرے تو عذاب ابدی میں گرفتار رہے اور بیٹا اس کے ذمہ غلام سے کڑور ہا کڑور گناہ زائد وہی گناہ ہو تو عذاب ابدی کیا چند دن بھی عذاب میں نہ رہے اتنا بھی نہیں سوچتے کہ جس عدالت کے قائم کرنے کے لیے عقیدہ کفارہ اختراع

کیا تھا پھر بھی عدالت باقی نہ رہی نیز اگر بیٹے کا تین دن سزا بھگت کر چلے آنا از روئے عدالت کافی تھا تو اتنی سزا ہر شخص بھگت سکتا تھا پھر ابد الآباد چین کرتا اس کے لیے خدا کو اپنے بیٹے کو تکلیف دینے کی کیا ضرورت تھی پھر اگر بیٹے کی رعایت میں اتنی بھاری کمی کر دینے سے عدالت میں کوئی فرق نہیں پڑتا ہے تو اس قلیل سزا سے بھی درگذر کر دے تو اس کی ذات میں کیا نقص لازم آئے گا جب اتنی بھاری رعایت سے کوئی نقص لازم نہ آیا۔ کیا تماشا ہے اپنے مجرم سے درگذر کرنا اس کے رونے اور گڑگڑانے پر مقتضائے رحمت رحم کھا کر اس کے گناہ کو معاف کرنا اس کو تو اس کی شانِ عدالت و قدوسیت کے منافی کہتے ہیں اور اس جرم کے عوض اپنے اکلوتے بیٹے کو سزا دیتا ہے جو بالکل بے گناہ اور معصوم ہے شانِ عدالت کے موافق بتانا اور لطف کی بات یہ ہے کہ بیٹا اس کے لیے بالکل تیار نہیں بار بار منت سماجت کرتا ہے کہ مجھے اس سزا سے کسی طرح بچایئے مگر اس کی بالکل نہیں سنتا چنانچہ باغ میں پطرس و یعقوب یوحنا کو اپنے ساتھ لے کر نہایت حیران اور بے قرار ہونے لگا اور ان سے کہا میری جان نہایت غمگین ہے یہاں تک کہ مرنے کی نوبت پہنچ گئی ہے تم یہاں ٹھہرو اور جاگتے رہو اور وہ تھوڑا آگے بڑھا اور زمین پر گر کر دعا کرنے لگا کہ اگر ہو سکے تو یہ گھڑی مجھ سے ٹل جائے اے باپ تجھ سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔ اس پیالہ کو میرے پاس سے ہٹا لے مرقس (باب ۱۴/ ۳۳-۳۶) تیسرے پہر کو یسوع بڑے زور سے چلایا کہ الوہی الوہی لما سبقتنی جس کا ترجمہ ہے اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا مرقس (باب ۱۵/ ۳۴) اس سے تو معلوم ہوتا ہے خدا در پردہ اپنے بیٹے سے ناخوش تھا اس کو سزا دینے کا بہانہ تلاش کر رہا تھا کیا اندھیر ہے خدا کی طرف ایسی بات کی نسبت کرتے ہیں جو اس کی قدوسیت اور حکمت اور عدالت کو بالکل باطل کرتی ہیں نیز بیٹا خود خدا ہے اس کی یہ قربانی کوئی قربانی نہیں اس لیے کہ خدائی ایسی چیز نہیں جو کسی کے قبضہ میں آئے اور اس پر کوئی چیز اثر کرے اس لیے کہ مسیح اگر فی الحقیقت خدا تھا اور وہ اسباب کو جانتا تھا تو اس کا جان دینا ہرگز کوئی قربانی نہیں کہا جا سکتا ہے بلکہ صرف یہ کہا جا سکتا ہے کہ ایک تکلیف دہ کام کا انجام بخیر تھا اور اسی آسمانی حالت کی طرف بازگشت تھی

جس سے اس نے نزول کیا تھا۔

(۳) نقطہ مفروضہ

گنہگار گنہگار کا فدیہ نہیں ہو سکتا ہے اور تمام انسان آدم و حوا کے گناہ کی وجہ سے گنہگار ہیں حضرت مسیح مریم سے پیدا ہوئے اور نسل انسانی ہونے کی وجہ سے وہ بھی گنہگار ہوئے مزید براں مسیح میں ذاتی گناہ کے سوا دوسرے بھی گناہ انجیل سے ثابت ہیں حضرت یحییٰؑ سے بپتسمہ لیا اسی طرح تورات کے احکام عشرہ جس کو خود خدا نے لکھ کر حضرت موسیٰؑ کو دیا تھا اس میں والدین کی تعظیم کرنے کا حکم بھی تھا مگر انجیل بتلاتی ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے اپنی ماں کیساتھ تحقیر آمیز سلوک کیا اور کہا اے عورت مجھے تجھ سے کیا کام الحاصل مسیح میں دونوں جہت سے گناہ ہوا تو اب وہ کس طرح کفارہ ہوں گے۔

لمحہ فکریہ

خدا تو رب العالمین ہے کسی خاص زمانہ اور خاص قوم کا رب نہیں ہے کل مخلوق اس کی نگاہ میں یکساں ہیں جسم کی پرورش کے لیے کل نسل انسانی کے لیے اس کا فضل یکساں ہے چاند سورج بادل شجر و حجر اگر ہماری جسمانی پرورش کے لیے ضروری ہیں تو ان کو ہر جگہ دیکھتے ہیں۔ اسی طرح روح کی پرورش بھی یکساں طور سے ہونی چاہیے اسی لیے خدا کی طرف سے ہر جگہ ہر قوم میں رسول و نبی آئے اور خدا کی طرف سے شریعت و قانون لائے اور فرمایا کہ جو شریعت و قانون پر چلے گا نجات پائے گا جس کو عیسائی عہد قدیم سے تعبیر کرتے ہیں روح کی پرورش کے لیے عیسائی جس مذہب فضل کی بات کرتے ہیں جس میں خون مسیح پر ایمان لانے ہی سے نجات ہو سکتی ہے اس کو بھی تو ہر قوم کو یکساں ملنا چاہیے تھا خدا کو یہ تماشا اور ڈرامہ کرنا ہی تھا تو جب انسانی دنیا کا آخری دور اور اس کا چل چلاؤ ہے اور بقول مسیح خدا کی بادشاہت قریب آگئی ہے ایسے وقت کو لعنت و موت سے مخلصی کا وقت کیوں منتخب کیا گیا خدا تو عالم الغیب تھا وہ جانتا تھا کہ نسل انسانی گناہ کرے گی تو کس لیے

چار ہزار برس کا انتظار کیا گیا ظہور مسیح سے پہلے کی نسلوں نے خدا کا کیا قصور کیا تھا کہ ان کو لعنت کے تحت کیا گیا اور ظہور مسیح کے بعد کی نسلوں کو اس کا موقع دیا گیا یہ اگر ان کے لیے اچھا ہوا تو دوسری تمام قوموں کے لیے زحمت بن گیا اس سے تو بہتر یہ تھا کہ جس وقت آدم نے گناہ کیا اسی وقت مسیح کی شکل میں نازل ہو کر گناہ کی پاداش میں مصلوب ہو کر آدم کو حکم دیتا کہ تم اور تمہاری نسلوں میں جو کوئی اس خون پر ایمان لائے گا نجات پائے گا اسی طرح اس کی رحمت اور ربوبیت سب عالم کو شامل ہو جاتی اگر ایسا نہیں تو پھر میدان محشر میں سب انسانوں کو جمع کر کے اس کی سزا خود بھگت لیتا تب بھی اس کی ربوبیت ور حمت پر بٹہ نہ لگتا۔

خدا کا جلال و عظمت بے پایاں اس کی حکمت بے انتہا وہ خدا اس فساد کی اصلاح کے لیے ایسی بودی تدبیر اختیار کرے کہ خود عورت کے رحم میں جا کر جنین بنے پھر پیدا ہو دودھ پیئے کھانے پینے پیشاب پاخانہ کا محتاج رہے اور اسی پر بس نہیں بلکہ لوگوں کا طمانچہ اور گھوسہ کھائے ہر طرح کی گندگی اپنے سر پر رکھے اور لوگ ہر طرح سے اس کا مذاق اور استہزاء کریں اور لوگوں کو اس سے اسی قدر دشمنی ہو جائے کہ جب تک اس کو سولی پر چڑھا کر اس کی جان نہ لے لیں اس وقت تک اطمینان کا سانس نہ لیں در حقیقت حضرت مسیح کے دور میں یونان د روم میں دیوی دیوتاؤں کے بارے میں جو تصور تھا کہ وہ خوش بھی ہوتے ہیں رنجیدہ بھی ہوتے ہیں شکست بھی کھاتے ہیں فتحیاب بھی ہوتے ہیں شادی بیاہ بھی کرتے ہیں محبت و نفرت بھی کرتے ہیں اور مرتے بھی ہیں پولس نے انہیں سے یہ تصور لے کر صلیبی موت کا فلسفہ بیان کیا۔ اور اس کو دین عیسائی میں داخل کیا۔

(۴) نقطہ مفروضہ

تمام نسل انسانی آدم و حوا سے پیدا ہیں جس کی وجہ سے آدم کا گناہ اس کی سب اولاد میں منتقل ہو گیا جس کے نتیجہ میں سب لوگوں سے شریعت و قانون کی اطاعت کی استعداد ختم ہو گئی جب صلیبی موت پر ایمان لائیں گے تو قانون و شریعت کی اطاعت کی استعداد عود کر آئے گی یہ مفروضہ کتاب مقدس کے اور

عقل مشاہدہ و وجدان و تجربہ سب کے خلاف ہے کتاب مقدس کہتی ہے جو جان گناہ کرتی ہے وہی مرے گی باپ کے گناہ کا بوجھ بیٹا نہیں اٹھائے گا اسی طرح بیٹے باپ کا گناہ نہیں اٹھائے گا صادق کی صداقت اس کے لیے ہو گی اور شریر کی شرارت شریر کے لیے (حزقیل باب ۱۸/ ۲) اسی طرح قابل سزا گناہ عقلاً وہی ہے جو انسان اپنے اختیار سے کرتا ہے اگر کسی کو غیر اختیاری طور سے کوئی مرض لگ جاتا ہے تو نہ اس کو مطعون کیا جاتا ہے اور نہ ہی سزا کے لائق سمجھا جاتا ہے انسان کا وجدان گواہی دیتا ہے کہ ہم میں اچھے برے کی تمیز اور اس کے کرنے کا اختیار ہے اس لیے کہ ہر اچھے برے کام کے وقت میں دل سے تحسین و نفریں کی آواز آتی ہے بری صحبت بری تربیت یا کسی خاص جذبہ کے تحت یہ آواز اور اس کا اثر دب جاتا ہے تو اچھی تعلیم و تربیت سے اس کا اثر قوی ہو جاتا ہے خدا کی شریعت اور اس کا ضابطہ و قانون اس کو بیدار کرتا ہے اور اس کو چمکاتا ہے ہم دیکھتے ہیں کہ ساری دنیا میں حکومتیں بنتی ہیں پارلیمنٹیں ہوتی ہیں قانونی مجلسیں قانون وضع کرتی ہیں اور نسل انسانی کی اکثریت اس پر عمل کرتی ہے بہت قلیل حصہ قانون کی خلاف ورزی کرتا ہے پھر آدم کے گناہ کی وجہ سے نسل انسانی میں یہ استعداد کمزور ہو گئی ہو غلط ماحول غلط تربیت کی وجہ سے اس میں مرض یا ضعف پیدا ہو گیا تو بروقت علاج سے پھر اصلی حالت لوٹ آتی ہے علاج کا یہی طریقہ ہے کہ طبیب کوئی نسخہ یا دوا تجویز کرے اور مریض اس کو استعمال کرے اور علاج کا یہ کیا طریقہ ہے کہ طبیب اپنا سر پھوڑ لے اور مریض کو شفا ہو جائے مسیح کی صلیبی موت پر ایمان رکھنے والوں کو مخلصی ہو گئی اور ان میں نیک کام کرنے کی نئے سرے سے استعداد پیدا ہو گئی اگر واقعہ ایسا ہے تو صلیبی موت پر ایمان رکھنے اور نہ رکھنے والوں کے درمیان تو فرق ہونا چاہیے مگر کیا کسی تبدیلی کا مشاہدہ ہو رہا ہے کیا زندگی کے کاروبار میں ان کے حال یکساں نہیں ہیں جیسے پہلے شر و فساد کا غلبہ تھا اسی طرح اب بھی خدا کی نافرمانی اور اس کے خلاف جنگ جاری ہے بلکہ گناہ کی معافی اور نجات ابدی کے اعتقاد نے خدا کی مخالفت پر اور جری کر دیا اچھے برے میں کوئی فرق نہیں رہا۔

اسلام خوشخبری دیتا ہے

انسان پیدائشی جہنمی ہے انسانی فطرت پیدائش کے ساتھ گناہ گار و عصیاں کار ہے اپنے باپ کا موروثی گناہ اس کا پشتارہ اپنی پیٹھ پر لاد کر لاتا ہے یہ تصور کس قدر ہولناک تھا یہ ظالمانہ عقیدہ انسانیت کی پیشانی پر ایک بدنما داغ تھا اسلام نے انسانیت کا سر بلند کیا ہے اس کو عزت کا مقام دیا ہے اور اس کو عظیم الشان خوشخبری دی ہے کہ تمہاری فطرت بے گناہ و بے داغ ہے تمہارا سنورنا اور بگڑنا خود تمہارے اختیار میں ہے خدا نے ہر انسان میں نیکی و بدی کے فطری الہامات ودیعت رکھے ہیں۔ عقل و تمیز کے بعد خدا کا شکر گذار نیکوکار بننا یا بدکردار بننا خود اس کے اپنے اختیار میں اور اس خوش خبری کی صحیح معنی میں وہی قدر کر سکتے ہیں جو موروثی گناہ کے سائے میں پروان چڑھے ہیں ڈاکٹر نظمی لوقا لکھتے ہیں حق یہ ہے کہ اس اسلامی عقیدہ کی قدر جو انسانوں کو موروثی گناہ سے بری سمجھتا ہے وہی کر سکتا ہے جو عیسائیت کے موروثی گناہ کے سائے میں رہا ہو جو عقیدہ انسان کے تمام اعمال کو ندامت و گناہ کے رنگ سے رنگ دیتا ہے اور زندگی میں اس کا سلوک ایک متردد اور شکی انسان جیسا ہوتا ہے وہ ایک پر اعتماد وہ ایک پر اعتماد آدمی کی طرح قدم نہیں اٹھا سکتا ہے کیوں کہ موروثی گناہ کے تصور نے اس کی کمر توڑ دی ہے وہی ایک دوسری جگہ گناہ کفارہ صلیب کے بارے میں تحریر کرتے ہیں میں وہ ہول وہ گھبراہٹ نہیں بھول سکتا ہوں جو بچپن میں مجھ پر آدم کے گناہ اور جہنم کے روح فرسا حالات سن کر طاری ہوئی تھی جس میں حوا کے مشورہ پر چلنے کے سبب آدمی داخل ہوگا اور یہ کہ مسیح اپنے پاک خون سے کفارہ نہ بنتے تو انسانیت کا انجام ہلاکت ہوتی اسی طرح مسیح کے پہلے کے لاکھوں انسانوں کے انجام پر میرا دل کڑھا کہ وہ کہاں ہوں گے اور انہیں کفارہ کے بغیر کیوں گناہ کی حالت میں موت دیدی گئی اس عقیدہ کو دیکھتے ہوئے ایک ایسے عقیدہ کا وجود ضروری تھا جو انسان کے کندھے سے لعنت کا بوجھ اتار دے اور انہیں ایسی عدالت کا سراغ دے جو مجرموں کے ساتھ بے گناہوں کو نہیں پکڑتی اور نہ باپ کا گناہ بیٹے پر لادتی ہے بلکہ بشریت کے لیے

عزت کی ضمانت دیتی ہے گناہ و کفارہ کا یہ ظالمانہ عقیدہ زندگی کے سر چشموں کو زہر آلود کر دیتا ہے اس بوجھ سے انسان کو نجات دلانا انسانیت پر سب سے بڑا احسان اور اسی میں نئی زندگی پھونکنے کے مرادف ہے (مسیحیت یوسف چلپی اردو ترجمہ)

عقیدہ کفارہ اور قرآن

قرآن نے عیسائیت کے عقائد تثلیث اور حضرت عیسیٰؑ کے خدا ہونے اور صلیبی موت اس کی پرزور تردید کی مگر عقیدۂ کفارہ کی کوئی تردید نہیں کی کیونکہ یہ کوئی مستقل عقیدہ نہیں ہے بلکہ جب مسیح کو خدا کا بیٹا قرار دیا تو اس سوال کی فلسفیانہ توجیہ ہے کہ جب مسیح خدا کا بیٹا تھا تو وہ صلیب پر چڑھ کر لعنت کی موت کیں مرا جب حضرت مسیح کی خدائی اور اس ابنیت کی تردید کر دی گئی اسی طرح ان کی صلیبی موت کی تردید کر دی گئی تو خود بخود اس عقیدہ کی تردید ہو گئی۔

کمپیوٹر کتابت: نواز پبلی کیشنز دیوبند

نمبر	کتاب	مصنف / مترجم
۱۔	قرآن کریم	
۲۔	بائبل قدیم	
۳۔	بائبل جدید	
۴۔	بائبل کا دیباچہ	پادری جے، آر، ڈبلیو مترجم پادری جے علی بخش
۵۔	اظہار الحق	مصنفہ حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ
۶۔	النصرانیت	شیخ ابوزہرہ
۷۔	المسیحیت	دکتور احمد شبلی
۸۔	الاسفار المقدسہ فی الادیان السابقہ	دکتور علی عبدالواجد وافی
۹۔	المسیح فی القرآن والتورات والانجیل	عبدالکریم الخطیب
۱۰۔	الموافقات	علامہ شاطبیؒ
۱۱۔	الفارق بین المخلوق والخالق	عبدالرحمٰن بک باجہ جی زادہ
۱۲۔	مسیحیت	یوسف چلپی اردو ترجمہ شمس تبریز خاں
۱۳۔	ازالۃ الشکوک	حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی
۱۴۔	نوید جاوید	مولانا ابوالمنصور
۱۵۔	امان الایمان	مولانا ابوالمنصور
۱۶۔	پیغام محمدی	حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ
۱۷۔	تحقیق اناجیل	محمد صادق علی اسسٹنٹ سرجن
۱۸۔	قسطنطین اعظم	جان بی فرتھ اسکوائر ترجمہ عنایت اللہ بے،اے
۱۹۔	تواریخ کلیسا مسیحی	پادری ڈبلیو، بی، ہیرس بی،اے

محاضرۂ علمیّہ

بسلسلۂ ردّ اہل کتاب

عیسائیت ۲

(کلیسا کی روشنی میں)

پیش کردہ

حضرت مولانا نعمت اللہ صاحب اعظمی

استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند

Composed by Nawaz Publications

فہرست مضامین

مسیحی فرقے

نیقیہ کی کونسل سے سرکاری سطح پر تثلیثی عقیدہ کے لئے راہ ہموار ہو گئی اور بعد کی کونسلوں کے ذریعہ عقیدہ تثلیث مسیحیت کا جزٔ لاینفک بن گیا مگر اس عقیدہ سے متعلق جزوی اختلاف پیدا ہوا اور اس اختلاف کی وجہ سے فرقہ بندی وجود میں آئی اور یہ فرقے مختلف نام سے مشہور ہوئے ان میں سے بعض اہم فرقوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) نسطوریون:۔ نسطور نامی قسطنطنیہ کا بطریک تھا۔ یہ فرقہ اسی کی طرف منسوب ہے مسیح کی شخصیت میں الوہیت وانسانیت کے درمیان تعلق میں اس کے نظریہ کے مطابق مسیح میں جزء انسانیت کا غلبہ ہے وہ کہتا تھا کہ اقنوم ابن نے جسم اختیار نہیں کیا اور مسیح سے اس کا تعلق حلول واتحاد کا نہیں ہے بلکہ اس نے اپنی محبت اس کو عطا کی جس کی وجہ سے وہ مجازاً ابن ہو گیا اور مریم نے صرف انسان کو جنا جیسے اور عورتیں جنتی ہیں۔ اور تاریخ قبطیہ کا مصنف لکھتا ہے ان نسطور ذهب الى ان ربنا يسوع المسيح لم يكن الها فى ذاته بل هو انسان مملوء من البركة والنعمة اوملهم من الله فلم يرتكب خطئية (النصرانية) بطریک اسکندریہ کیرلس اور بطریک قسطنطنیہ یوحنا دونوں نے نسطور کو سمجھایا مگر وہ اپنی رائے پر قائم رہا تو افسس کی پہلی کونسل منعقدہ ۴۳۱ء میں نسطور کے قول کی تردید کی گئی اور اس کو ملعون قرار دے کر اس کو اس کے منصب سے معزول کر کے جلاوطن کر دیا گیا۔

نسطور کا یہ قول مردہ ہو چکا تھا قبادین فیروز کسریٰ فارس کے دور میں نصیبین کا پوپ برصوما نامی اس نے اس مذہب کو دوبارہ زندہ کیا مگر بعد میں اس فرقے نے کلیسا روم سے اپنے تعلقات استوار کرنے کے لئے اپنے مذہب میں

تبدیلی کرلی اور مسیح میں دو طبیعت لاہوت و ناسوت کے قائل ہو گئے تو کلیسائے روم نے ان کی مخالفت ترک کردی اور ان سے لعنت اٹھالیا۔

(۲) یعاقبہ:۔ یہ فرقہ یعقوب برادعی کی طرف منسوب ہے بردعہ سواری کی پشت پر جو چار ڈالی جاتی ہے چونکہ یعقوب اسی قسم کی چادر استعمال کیا کرتا تھا جس کی وجہ سے اس کو برادعی کہا جاتا ہے۔

یعقوب کا نظریہ:۔ مسیح میں الوہیت کا غلبہ اس طرح ہے کہ لاہوت و ناسوت دونوں جمع ہو کر ایک طبیعت لاہوت بن گئے اور دونوں کی مشیت ایک ہو گئی یعنی مسیح اللہ کا جسمانی ظہور ہے اور بعینۃ اللہ ہے یہ نظریہ تو اسکندریہ کے بطریک ویسفورس نے پیش کیا تھا خلقید دنیہ کی کونسل منعقدہ ۴۵۱ھ میں اس نظریہ کو رد کر دیا گیا تھا اور مسیح میں دو طبیعت ایک انسانی اور ایک الٰہی اسی طرح اس میں دو مشیت الٰہی و انسانی کہ مسیح حقیقتاً خدا بھی ہے اور انسان بھی ہے کو منظور کیا تھا اور بطریک اسکندریہ کو ملعون قرار دیا گیا تھا جس کی وجہ سے مصری کلیسا اور ارمنی کلیسا اور سریانی کلیسا ایک ساتھ رومی کلیساء سے الگ ہو گئے اور رومی کلیسا سے اپنا تعلق ختم کرلیا تھا اسکندریہ کی کلیسا کا نظریہ مردہ ہو رہا تھا کہ سو سال بعد یعقوب برادعی نے اس مذہب میں دوبارہ جان ڈالی اور پوری قوت سے اس کو پھیلایا جس کی وجہ سے یہ مذہب یعقوب کی طرح منسوب ہو گیا اور اس مذہب کے ماننے والوں کو یعاقبہ کہا جانے لگا جو یعقوب کی جمع ہے قرآن نے اس فرقہ یعاقبہ کی تردید کرتے ہوئے کہا لقد كفر الذين قالوا ان الله هو المسيح ابن مريم قل فمن يملك من الله شيأ ان اراد ان يهلك المسيح ابن مريم وامه ومن فى الارض جميعاً (مائدہ ۱۷) لقد كفر الذين قالوان الله هو المسيح ابن مريم وقال المسيح يابنى اسرائيل اعبدوا الله ربى وربكم انه من يشرك بالله فقد حرم الله عليه الجنه وماواه النار وماللظالمين من انصار (مائدہ ۷۲) يا اهل الكتاب لاتغلوا فى

دینکم ولا تقولوا علی الله الاالحق انما المسیح عیسی ابن مریم رسول الله (النساء۱۷۱)۔

(۳) ملکی یا ملکانی :۔ رومی کلیسا کا عقیدہ جس میں مسیح کے اندر الٰہی وانسانی دونوں طبیعت برابر موجود ہیں اسی طرح مسیح میں الٰہی وانسانی دونوں مشیت پائی جاتی ہیں جس سے مسیح واقعی خدا بھی ہیں اور انسان بھی ہیں اپنی خدائی حیثیت سے باپ کے برابر ہیں اور اپنی انسانی حیثیت سے خدا سے کم تر ہیں اس رومی کلیسا کے عقیدہ کی رومی قیاصرہ نے ہمیشہ حمایت کی اور ان کا بھی یہی مذہب رہا اس لئے اس کو ملکی اور ملکانی کہا جاتا ہے قرآن کا ارشاد اس فرقہ کے بارے میں لقد کفر الذین قالوا ان الله ثالث ثلاثة ومامن اله الااله واحد (مائدہ۷۲) یا اهل الکتاب لاتغلوا فی دینکم ولاتقولوا علی الله الا الحق انما المسیح عیسی ابن مریم رسول الله وکلمته القاها الی مریم وروح منه فامنوا بالله ورسوله ولاتقولوا ثلاثه انتهوا خیرالکم انما الله اله واحد (النساء ۱۷۱)

(۴) مارونی فرقہ :۔ یہ فرقہ یوحنا مارون کی طرف منسوب ہے یوحنا مارون مسیح میں دو طبیعت لاہوتی وناسوتی کے اجتماع کا قائل تھا مگر دونوں کی مشیت کے ایک ہونے کا بھی قائل تھا اس کے نظریہ کی تردید کے لئے قسطنطنیہ کی تیسری کونسل ۶۸۰ء میں منعقد ہوئی جس میں ایک مشیت کے قائل کی تکفیر کی گئی اور مسیح میں دو مشیت لاہوتی ہے وانسانی کی تجویز پاس ہوئی۔

(۵) مقدد نیولیس اور اس کے متبعین :۔ عقیدہ تثلیث عیسائیت کا جزء لاینفک نہیں بنا تھا اور عیسائی دنیا نے روح القدس کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کیا تھا کہ مقدد نیولیس نے روح القدس کے مخلوق ہونے کا دعوی کیا اور اس کے ماننے والوں کی خاصی تعداد ہو گئی تو قسطنطنیہ کی پہلی کونسل ۳۸۱ء میں منعقد ہوئی اور روح القدس کے درجہ پر بحث ہوئی بالآخر روح القدس کو اقانیم ثلاثہ کا ایک اقنوم

قرار دیکر اس کو بھی خدائی کا درجہ دیا گیا اور مقدونیوس کو کافر و ملعون قرار دیا گیا۔
(٦) کلیسائے آرتھوڈوکس:۔ روح القدس کو اقانیم ثلاثہ کا ایک اقنوم تسلیم کر لیا گیا تھا مگر اس کے اب وابن سے تعلق کی نوعیت کا کوئی فیصلہ نہیں ہوا تھا۔ قسطنطنیہ کے بطریک فوسیوس نے دعوی کیا کہ روح القدس کا ظہور وانبثاق صرف اب سے ہوا ہے اس کی مخالفت میں روم کا بطریک کہتا تھا کہ روح القدس کا ظہور وانبثاق اب وابن دونوں سے ہوا ہے اس کے لئے اس نے قسطنطنیہ میں ایک کونسل ۸٦٩ء میں بلائی اس کونسل کو بعد میں مغربی لاتینی کونسل سے یاد کیا جاتا ہے اس کونسل نے بطریک قسطنطنیہ کے نظریہ کی تردید کرتے ہوئے قرار داد پاس کی کہ روح القدس کا ظہور وانبثاق ابن واب دونوں سے ہوا ہے اور ساتھ ہی یہ تجویز بھی پاس ہوئی کہ مسیحیت اور اسکے عقائد ورسوم سے متعلق امور کے تصفیہ کا حق صرف کلیسا روم کو حاصل ہے اسی طرح بطریک قسطنطنیہ کی ملعونیت اور عہدہ سے بھی معزولی کی بھی تجویز پاس ہوئی اس کے مقابلے میں بطریک قسطنطنیہ نے ایک دوسری کونسل بلائی جو بعد میں مشرقی یونانی کونسل سے مشہور ہوئی جس میں روح القدس کا ظہور صرف باپ سے ہوا ہے یہ تجویز پاس ہوئی اسی طرح کلیسائے روم کی سیادت وقیادت سے انکار کی قرار داد بھی پاس ہوئی پھر اس کے بعد سے کلیسائے روم اور کلیسائے قسطنطنیہ میں گروہ بندی ہو گئی اور ۱۱۲۹ء میں روم میں ایک اجتماع ہوا جس میں ایک ہزار پوپوں نے شرکت کی اس اجتماع نے بہت کوشش کی کہ دونوں کلیسا میں اتحاد واتفاق ہو جائے مگر ساری کوشش بے سود رہی اسی کے بعد سے قسطنطنیہ کی کلیسا اور اس کے حمایتوں نے اپنا نام آرتھوڈوکس چرچ تجویز کیا اور اپنا صدر مقام قسطنطنیہ کو قرار دیا اور اپنے سب سے بڑے پیشوا کا نام بطریک رکھا اس کے مقابلے میں کلیسائے روم اور اس کے حمایتوں کا اپنا نام کیتھولک چرچ رہا اور صدر مقام روم ہی رہا اور انہوں نے اپنے سربراہ کا نام پاپا رکھا۔
(۷) بربرانیہ یا مریمین:۔ یہ فرقہ حضرت مسیح اور ان کی ماں کو خدا کہتا تھا یہ

فرقہ ایک قدیم فرقہ ہے قسطنطنین اعظم نے نیقیہ کی کونسل بلائی تھی توان فرقوں میں بھی یہ فرقہ موجود تھا اور نزول قرآن کے زمانہ میں بھی یہ فرقہ موجود تھا اسی فرقہ کے عقیدہ اور اس کی تردید کی طرف قرآنی آیات میں اشارہ ہے۔
اذ قال الله یا عیسی ابن مریم اانت قلت للناس اتخذونی وامی الھین من دون الله قال سبحانك مایکون لی ان اقول مالیس لی بحق ان کنت قلته فقد علمته تعلم مافی نفسی ولااعلم ما فی نفسك انك انت علام الغیوب (مائدہ ۱۱۶) افسس کی کونسل نے جب نسطور کے خلاف تجویز پاس کی تو مریم کو باقاعدہ ام الله مادر خدا کا لقب دیا اور آہستہ آہستہ ایک بہت بڑی دیوی بن گئیں جن سے طرح طرح کی مرادیں مانگی جاتی تھیں ۔ بعد میں پروٹسٹنٹ فرقہ نے تصویروں اور مجسمہ کی مخالفت کی مگر کیتھولک کلیسا آج بھی اس مسلک پر قائم ہے۔
(۸) پروٹسٹنٹی ، یا انجیلی کلیسا :۔ اب تک جن فرقوں کا تعارف کرایا گیا ہے اگرچہ ان میں باہم رسوم وشعائر کا بھی اختلاف تھا مگر بنیادی اختلاف عقیدہ کا اختلاف تھا مگر پروٹسٹنٹی فرقہ اور کیتھولک فرقہ میں عقیدہ کا کوئی اختلاف نہیں تھا بلکہ ان کا باہم اختلاف کلیسا کے اختیار واقتدار کے دائرے کے تعین اور بعض دیگر رسوم وشعائر کی حد تک محدود تھا قرون وسطی میں لاطینی مغربی ممالک مختلف ٹکڑوں وحصوں میں بٹے ہوئے تھے اور ان کا الگ الگ حکمراں وبادشاہ ہوتا تھا جس میں باہم مناقشت ومخاصمت اور کبھی کبھی قتال کی بھی نوبت آجاتی تھی جس کی وجہ سے کلیسائے روم کا اقتدار برابر بڑھتا رہا یہاں تک کہ پاپاؤں کا انتخاب بھی براہ راست کلیسا کرنے لگا اور انہوں نے اپنا اختیار واقتدار اتنا وسیع کر دیا کہ علماء وعوام تو کیا چیز ہیں امراء واحکام پر بھی ہاتھ ڈالنا شروع کر دیا کلیسا نے اپنے اقتدار کا غلط استعمال کرتے ہوئے اپنی تعلیمات وقوانین کے نفاذ میں بڑے مبالغہ سے کام لیا ارشاد ودعوت افہام وتفہیم کے بجائے جبر وتشدد کا طریقہ اختیار کیا کلیسا کے کسی

قانون اور اسی کی تعلیم کے خلاف اظہار رائے بدترین قسم کا جرم قرار دیا گیا ہر طرح کی علمی و سائنسی مباحثہ کو منع کر دیا گیا اس کے نفاذ کے لئے ۱۲۱۵ء میں باقاعدہ ایک کونسل منعقد کی گئی جس میں بدعات کے استیصال کے نام پر ایک محکمہ تفتیش قائم کیا گیا جس کے ذریعہ علماء کے خلاف جاسوسی کی جاتی تھی اور ذرا ذرا سے شبہ کی بناء پر ان کی جائیداوں کو ضبط کر لیا جاتا تھا اور بری طرح سے قتل کیا جاتا تھا آگ میں جھونک دیا جاتا حبس دوام کی سزا دی جاتی تھی۔

امراء و حکام:۔ علماء کی طرح امراء و حکام پر اپنے قوانین کا نفاذ ضروری قرار دیا گیا اور اس کے لئے عہدوں سے معزولی اور لعنت کی تجویزیں پاس کی جاتیں عوام الناس پر طرح طرح کے ٹیکس لگائے گئے اور اس کی وصولیابی میں طرح طرح کے تشدد اور بدسلوکی کو روا رکھا گیا---انجیل کی تفسیر اور فتوی دینے کا اختیار اپنے لئے خاص کر لیا گیا اور کلیسا کی تفسیر اور اس کا فتوی کیسا ہی خلاف عقل کیوں نہ ہو اس میں شک کرنے کو جرم عظیم قرار دیا گیا بلکہ ایسی صورت میں خود اپنی عقل پر آدمی کو شبہ کرنے کا حکم دیا گیا مثال کے طور پر دو مسئلہ ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) عید فصح کے موقع پر مسیحی شراب اور روٹی استعمال کرتے ہیں اور اس کو عشاء ربانی سے تعبیر کرتے ہیں ارباب کلیسا کا کہنا تھا کہ عشاء ربانی کی روٹی مسیح کا جسم و گوشت اور شراب مسیح کا خون بن جاتی ہے اور جو شخص یہ عشاء ربانی استعمال کرتا ہے وہ مسیح کے خون اور گوشت کو اپنا جز بدن بنا لیتا ہے یہ ایسی غیر معقول بات تھی جس کو کسی کی عقل قبول نہیں کر سکتی تھی۔ کہ کس طرح شراب ایک معین شخص کا خون بن سکتی ہے اور روٹی اس کا بدن اور جسم مگر کلیسا نے سب لوگوں پر اس کو ماننا فرض و لازم قرار دیا اور کسی قسم کے شک و شبہ کرنے کو ممنوع قرار دیا اسکی خلاف ورزی کرنے والے ہر طرح کی لعنت و سزا کے مستحق قرار پاتے۔

(۲) کلیسا کا اقتدار اسی دنیا تک محدود نہیں تھا بلکہ وہ پطرس حواری کے واسطہ سے مسیح کا خلیفہ ہے اس کا اقتدار داختیار خدا کی ملکوت و بادشاہت میں بھی اسی طرح

جاری وساری ہے جیسے دنیا میں جس کی بناء پر بارھویں کونسل نے طے کیا کہ کلیسائے روم کو مسیح نے نجات کا پروانہ دینے کا مجاز کر دیا ہے جس کی وجہ سے بلا تکلف نجات کے ٹکٹ فروخت ہونے لگے ان ٹکٹوں پر تحریر لکھی رہتی جس کا حاصل یہ تھا کہ پاپائے روم کو رسولی اختیارات کی بناء پر ہر طرح کے گناہوں کو معاف کرنے کا حق ہے جس کی وجہ سے میں نے تمہارے ہر طرح کے گناہ کو معاف کر دیا اور تم ایسے طاہر ومطہر ہو گئے کہ آئندہ کوئی گناہ تمہارے اندر اثر انداز نہ ہوگا اور یہ جنت کا ایسا ٹکٹ ہے کہ تم کو اب جنت میں داخل ہونے سے کوئی پہرہ دار اور اس کا نگراں یا کوئی شخص روک نہیں سکتا ہے۔

النصرانیہ میں اس کی پوری عبارت کو نقل کیا ہے وہاں دیکھ لیا جائے۔

صلیبی جنگوں سے مسیحی ذہن کے سامنے نئے آفاق کھلے حق پسند روحین اسلام کی روشنی کی طرف مائل ہونے لگیں کلیسا کے حقِ مغفرت کے خلاف آواز بلند ہونے لگی ان کو معلوم ہو گیا کہ انسان ان واسطوں کے بغیر خدا سے قریب ہو سکتا ہے ایک پادری جو عام انسانوں سے کم گنہ گار نہیں ہوتا ہے وہ دوسروں کو پروانہ نجات کیوں کر دے سکتا ہے گناہوں کو دھونے میں آدمی کی توبہ اور خدا کی رحمت کو دخل ہے کلیسا میں گناہوں کا اعتراف ایک خرافاتی عمل ہے ابتداء میں اصلاحی آواز بلند کرنے والوں کو شدید قسم کی سزائیں دی گئیں ایسے لوگوں کو زندہ آگ میں جلا دیا گیا مگر بعد میں حالات نے کروٹ بدلی اور کلیسا کے خلاف سخت احتجاج ہوا سب سے زیادہ موثر آواز لوتھر اور۔ زونجلی اور کالون کی تھی لوتھر جرمنی کا رہنے والا تھا زونجلی سوئیزرلینڈ کا اور کالون فرانس کا لوتھر نے کلیسا کو اپنی سخت تنقید کا نشانہ بنایا اس نے پاپائے روم کے پروانہ مغفرت کے خلاف ایک تحریر کلیسا کے دروازہ پر لٹکا دیا اس کے گستاخانہ امر پر محکمہ تفتیش نے اس کو طلب کیا مگر بعض حکام کی اعانت اور اشارہ سے اس نے اپنے کو پیش کرنے سے انکار کر دیا بادشاہ نے پوپ کے اعلان کے مطابق لوتھر کے حق شہریت کو چھین لیا اور بادشاہ نے اپنا حکم نافذ کرنا چاہا تو

لوتھر کے ماننے والوں نے اس کے خلاف احتجاج کیا اس وقت سے اس جماعت کو پروٹسٹنٹ کہا جانے لگا جس کے معنی احتجاج و مظاہرے کے ہیں۔

پروٹسٹنٹی اصلاحات

(۱) کلیسا کے سربراہ کو کوئی تقدس حاصل نہیں ہے تنہا کتاب مقدس ہمارے اعتقادات کا ماخذ ہے۔

(۲) کلیسا کی قیادت و سیادت محض وعظ وارشاد تک محدود ہے۔(۳) کتاب مقدس کی تفسیر کا حق ہر شخص کو حاصل ہے جس میں لیاقت و صلاحیت ہو اس کی تفسیر کا حق کلیسا کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔

(۴) کسی کو مغفرت کا پروانہ دینے کا حق نہیں ہے یہ حق صرف خدا کو حاصل ہے۔

(۵) نماز میں ایسی زبان جو پڑھنے والے کی سمجھ میں نہ آئے سکا استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔

(۶) عشاء ربانی مسیح کے کفارہ کی یادگار ہے اور ان کے فداکاری کا نشان ہے اور یہ بات بالکل لغو ہے کہ شراب مسیح کا خون اور روٹی مسیح کا گوشت اور بدن بن جاتی ہے (۷) انہوں نے رھبانیت کا انکار کیا اور پوپ بننے کے لئے یہ کوئی لازمی شی نہیں ہے بلکہ اس سے معصیت پیدا ہوتی ہے اور کلیسا میں طرح طرح کی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں اسی طرح کلیسا میں تصویریں لٹکانا اس کی عبادت کرنا سب ممنوع ہے۔

مسیحیت کے مختلف فرقوں میں باہمی تعلقات

مسیحیت نے ابتداء میں یہودیوں کے ہاتھوں طرح طرح کے ظلم و ستم سہے مگر یہودیوں کے علی الرغم مسیحیت برابر پھیلتی اور بڑھتی رہی یہاں تک کہ یہودیت پر غالب آگئی یہودیوں نے تعصب اور اپنے دہشت گردانہ مزاج کی وجہ سے رومیوں کے دلوں میں غیض و غضب اور بغض و نفرت کی آگ بھڑکادی تھی جس کی وجہ سے وہ یہودیوں پر طرح طرح سے ظلم و ستم ڈھاتے تھے رومی عیسائیت کو بھی یہودیت کی ایک شاخ کے طور پر جانتے تھے اور ان کا خیال تھا کہ یہودیت نے

اپنی شکل بدل کر اپنے لیئے بہت سے انصار و مدگار پیدا کر لیئے ہیں ورنہ ان میں بھی
وہی یہودیوں کا تعصب موجود ہے جس کی وجہ سے ان پر بھی اسی طرح مظالم شروع
ہو گئے مکمل تین صدی تک طرح طرح کے ظلم و ستم جبر و قہر کے شکار بنے رہے
یہاں تک کہ قسطنطنین اعظم کا دور آیا اس نے عیسائیوں کے ساتھ ہمدردانہ
سلوک کیا بلکہ آگے بڑھ کر ان کی حمایت کرنے لگا پھر اس کے بعد خود بھی عیسائی
ہو گیا اس وقت سے دوسرے مذاہب کے مقابلہ میں عیسائیت کا پلہ بھاری ہو گیا پھر
کیا تھا عیسائیت نے اپنے دشمنوں میں سے ہر ایک سے پورا پورا بدلہ چکایا مستقل طور
سے صلیب مقدس کے نام پر ایک جماعت بنائی گئی جس کا مقصد رومی بت پرستوں
کے محض وجود کو ہی نہیں بلکہ ان کے آثار و نشاں تک کو مٹا دینا تھا جس کی وجہ سے
ظلم و بربیت قتل و خون ریزی کا وہ بازار گرم ہوا کہ تاریخ میں اس کی نظیر مشکل سے
ملے گی اب عیسائیت حضرت عیسیٰ کی لائی ہوئی عیسائیت نہیں رہ گئی تھی بلکہ وہ
پولس کے خیالات اور یونان اور اسکندریہ کے فلسفہ سے مخلوط ہو کر ایک نئی مسیحیت
بن گئی تھی جس کی وجہ سے اس میں اصل عیسائیت سے ہٹ کر بہت سی بدعتیں
داخل ہو گئی تھیں جس کو اصل عیسائیت کے ماننے والے تسلیم کرنے کے لئے تیار
نہیں تھے تو پولسی مسیحیت نے ان پر طرح طرح کے ظلم و ستم ڈھائے اور کلیسا آئے
دن طرح طرح کی بدعتیں ایجاد کرتا رہتا تھا اس کے خلاف جس نے آواز اٹھائی وہ
ان کے ظلم و ستم کا نشانہ بنا چوتھی صدی میں اریوس اور اس کے متبعین نے الوہیت
مسیح کے خلاف آواز اٹھائی جس کی وجہ سے نیقیہ کی کونسل کا انعقاد ہوا کونسل نے
آریوس کی تکفیر کی اور ان کو خدا کی رحمت سے دور ملعون و مطرود قرار دیا ان کی
کتابوں کو جلادینے کا حکم دیا اریوس کو جلاوطن کیا گیا اور ان کے متبعین کو حکومت
کے ہر عہدہ سے معزول کیا گیا ان کے حق شہریت کو چھین لیا گیا ان کی جائیدادیں
ضبط کر لی گئیں قسطنطنیوس کے زمانہ میں تھوڑے دنوں کے لئے اریوس اور
اس کے ماننے والوں کا غلبہ ہوا تو انہوں نے ایک ایک کا بدلہ چکانے کی کوشش کی

تیودوس اول رومی بادشاہ کے عہد میں باقاعدہ تفتیش کا ایک محکمہ قائم کیا گیا جس کے ممبران سارے کے سارے راہب مقرر کئے گئے ان کو زبردست اختیار حاصل تھے ان کے فیصلے کی کوئی اپیل نہیں تھی ان کا کام ہی تھا لوگوں کے عقائد کی جاسوسی کرنا تمام رعایا کو حکم دیا گیا تھا کہ جس کسی کے بارے میں کسی قسم کا شبہ ہو اس کے لئے ضروری ہے کہ محکمۂ تفتیش کو آکر خبر دے ایسے لوگ گرفتار ہوتے تو صرف وہی نہیں ان کا پورا خاندان مصیبت میں گرفتار ہوتا ان لوگوں نے ظلم و بربریت کی ایسی ایسی شکلیں ایجاد کر رکھی تھیں کہ آج ان کو سن کر ہی بدن پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔

نسطور کی تکفیر کی گئی اس کو جلاوطن کیا گیا اور تمام نسطوریوں کو حق شہریت سے محروم کر دیا گیا ان کی تمام کتابوں کو جلا دینے کا حکم دیا گیا ان کی جائیدادیں ضبط کر لی گئیں اسکندریہ کا بطریک وسیکورس کی سرکردگی میں مصری کلیسا اسی طرح سریانی کلیسا رومی کلیسا سے الگ ہوا تو ان کے تکفیر کی گئی ان کو ملعون و مطرود کیا گیا مگر مصریوں نے اپنے بطریک کا ساتھ دیا اس لئے ان کے مقابلے میں ان کا کچھ بس نہ چلا مگر جب رومیوں کو اقتدار حاصل ہوا تو وہ مصریوں کو طرح طرح سے پریشان کرتے رہے اور ان کے ساتھ برابر تذلیل و تحقیر کا معاملہ کرتے رہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں مسلمانوں نے مصر پر حملہ کیا تو بہت آسانی کے ساتھ مسلمانوں کی ماتحتی میں رہنے کو رومیوں کے مقابلہ میں ترجیح دیا مشرقی یونانی کلیسا جب سے رومی کلیسا سے علاحدہ ہوا ان میں برابر کشمکش جاری رہی اور جب رومی کلیسا کو صلیبی جنگوں کے دوران عسکری قوت حاصل ہو گئی تو پوپ انوسینٹ ثالث نے صلیبی قائدوں کو اکسایا کہ یونان سے مشرقی ممالک کو چھین لیں چنانچہ نوفل ابن نعمت اللہ سوسنہ سلیمان میں لکھتا ہے کہ پوپ انوسینٹ ثالث نے صلیبی قائدوں کو اس کے لئے اکسایا وہ لوگ بارہ سو چار ۱۲۰۴ء میں قسطنطنیہ میں گھس آئے ان کا مقصد یونان اور یروشلم کے بطریقوں کو زیر کرنا تھا اور اس کی خاطر انہوں نے قید و بند اور کلیسا پر تالا چڑھانے سے بھی گریز نہیں کیا اور ان کو اتنا مجبور کیا کہ

وہ رومیوں کے مقابلے میں عربوں کو ترجیح دینے لگے کیتھولک فرقے پروٹسٹنٹ فرقے کے ساتھ ظلم و بربریت کا معاملہ کیا اسی طرح جب پروٹسٹنٹوں کو موقع ملا تو انہوں نے کیتھولک نے فرقے کے لوگوں کے ساتھ ویسا ہی سلوک کیا ہے اور کس کس طرح سے ایک فرقے نے ایک دوسرے فرقہ کی خون ریزی کی ہے وہ تو ایک مستقل باب ہے نمونہ کے طور پر دونوں فرقے کے ایک دو واقعہ کو ذکر کیا جاتا ہے پروٹسٹنٹوں کے خلاف رومی کلیسا نے جو ظلم و زیادتی کی ہے حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانوی الثالث عشر نامی رسالہ سے نقل کرتے ہیں کہ یورپ کے مختلف ممالک میں ان لوگوں نے کم از کم دو لاکھ تیس ہزار پروٹسٹنٹوں کو آگ میں جلا کر ہلاک کیا اور برتولماحواری کی عید کے موقع پر تیس ہزار آدمیوں کو آنکوے کے ذریعے ان کے جوڑ جوڑ کو اکھاڑ کر موت کے گھاٹ اُتارا فرانس کے بادشاہ شارل نہم نے اپنی بہن سے شادی کے وعدہ پر امیر نافار کو بلایا جو پروٹسٹنٹی تھا جب وہ اور اس کے دوست واحباب پیرس میں عقد نکاح کے وقت اکھٹے ہوئے تو پہلے سے سوچے سمجھے منصوبہ کے مطابق جتنے پروٹسٹنٹی تھے جن کی تعداد دس ہزار بتائی جاتی ہے سب کو ذبح کر دیا، پاپائے روم کو جب اس کی اطلاع ملی تو خوشی سے پھولے نہ سمایا اور پطرس کلیسا میں جا کر شکرانہ کی نماز ادا کی پروٹسٹنٹوں نے کیتھولک فرقہ کے لوگوں کے ساتھ جو ظلم و زیادتیاں کیں ہیں اس کی بھی ایک دو مثال نمونہ کے طور پر ذکر کرتا ہوں مولانا رحمت اللہ صاحب نے مراۃ الصدق نامی کتاب سے نقل کرتے ہیں کہ کیتھولک فرقہ کے چھ سو چالیس مسافر خانے نوے مدرسہ دو ہزار تین سو چھہتر گرجا گھر ایک سو دس اسپتالوں کو لوٹ کر معمولی قیمت پر لوگوں کے ہاتھ فروخت کر دیا کچھ کو آپس میں تقسیم کر لیا اور ہزاروں ہزار کی تعداد میں لوگوں کو جلاوطن کر دیا جس میں بوڑھے بچے بیمار ہر طرح کے لوگ تھے کسی کی کوئی رعایت نہیں کی اور کیتھولک فرقے کے کتب خانوں کو لوٹ لیا ان کتابوں کو پنساریوں اور دوا فروشوں اور صابن فروخت کرنے والوں کے ہاتھوں

بیچ دیا اور کتنی ہی کتابوں کو کھانا پکانے کے لئے ایندھن کے طور پر استعمال کیا کیتھولک فرقہ کے خلاف سو قانون پاس کئے نمونہ کے طور پر اس میں سے دو چار قانون کو نقل کیا جاتا ہے (۱) ان لوگوں کو اپنا مدرسہ قائم کرنے کا حق حاصل نہ ہوگا اور نہ ہی تعلیم حاصل کرنے کا (۲) عدالت میں ان کا کوئی دعوی مسموع نہیں ہوگا۔ (۳) لندن سے پانچ میل بھی دور کوئی نہیں جاسکتا اگر کسی کے بارے میں معلوم ہو جائے تو اس کو ایک ہزار روپیہ جرمانہ ادا کرنا ہوگا (۴) ان کا نکاح ان کے مردوں کا کفن ودفن پروٹسٹنٹی طریقہ پر کیا جائیگا۔ (۵) عدالت میں ان کی گواہی معتبر نہیں ہوگی مسیحی فرقوں میں کبھی بھی آپس میں رواداری نہیں پائی گئی نہ عوام میں نہ خواص میں اور ہمیشہ مسیحی علماء کو نسلوں کے سایہ میں ایک دوسرے کی تکفیر کرتے رہے اور ملعون ومطرود کرتے رہے اور ایک فرقہ کا دوسرے فرقہ سے نکاح صحیح نہ ہونے کا فتوی صادر کرتے رہے اور ان کی حکومتیں علماء کے زیر سایہ ایک دوسرے کو جلاوطن کرتی رہیں اور حقوق شہریت سلب کرتی رہیں جائیدادیں ضبط کرتی رہیں قرآن میں اللہ کا ارشاد ہے ومن الذين قالوا انا نصارى اخذنا ميثاقهم فنسوا حظاً مما ذكروا به فاغرينا بينهم العداوة والبغضاء الى يوم القيامة وسوف ينبهم الله بماكانوا يصنعون (المائدہ ۱۴) آسمانی سبق بھلادینے کا جو انجام ہونا چاہئے تھا وہی ہوا کہ جب وحی الٰہی کی اصل روشنی ان کے پاس نہ رہی تو اوہام واہوا کی اندھیریوں میں ایک دوسرے سے الجھنے لگے مذہب تو نہ رہا مگر مذہب کے جھگڑے رہ گئے بیسوں فرقے پیدا ہو کر اندھیرے میں ایک دوسرے سے ٹکرانے لگے۔

کونسل اور اجتماع

عقائد اور اعمال سے متعلق مسیحی علماء کے مشاورتی اجتماع کو کونسل کہا جاتا ہے۔
اسلامی اجماع اور مسیحی اجتماع میں زمین و آسمان کا فرق ہے

اجماع

اہل حل و عقد علماء کسی مسئلہ کی اصل میں غور و فکر کرتے ہیں اور جب اس کی اصل نص صریح یا غیر صریح کا انکشاف ہو جاتا ہے اس بنیاد پر کسی مسئلہ پر اتفاق کا نام اجماع ہے جس اتفاق کا کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ میں صراحتاً یا کنایۃً ماخذ اور منشار موجود نہ ہو اس کا اسلام میں کوئی اعتبار نہیں ہے شاہ ولی اللہ حجۃ البالغہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ولم یجوز القول بالاجماع الذی لیس مستندا الی احدھما (حجۃ البالغہ)

عیسائیوں کے یہاں مشاورتی اجتماع کی حقیقت عیسائی علماء اور ان کے دین کے حاملین کا کسی امر پر اتفاق کر لینا اور محض اس اتفاق سے یہ خیال کر لیا جاتا ہے کہ ثبوت علم لئے یہ اتفاق قطعی دلیل ہے جبکہ اس مسئلہ میں کوئی دینی نص یا اجازت بھی موجود نہیں ہوتی ہے بلکہ کبھی تو اس کے خلاف نص موجود ہوتی ہے جس کی بناء پر وہ لوگ کونسل کے ذریعہ دینی عقیدہ اور شرعی احکام کا اختراع اور اضافہ کر لیتے ہیں اور شریعت اسلامی ایسی صورت میں کسی کو اجازت نہیں دیتی ہے کہ اضافہ یا ایجاد کرے بلکہ اسی کی حیثیت بل نتبع ما الفیینا علیہ آباونا کی ہوتی ہے۔

کونسل کی نوعیت:۔ عیسائیوں کے یہاں کونسلیں دو طرح کی ہیں عمومی اور خصوصی عمومی کونسل جس میں تمام کلیسا اور مذہبی جماعتوں کی نمائندگی ہوتی ہے خصوصی کونسل جس میں کسی ایک فرقہ یا چند فرقے یا چند کلیسا کی نمائندگی ہو یا مقامی اور خصوصی نوعیت کی حامل ہو عمومی کونسل کی تعداد نیقیہ کی پہلی کونسل سے ۱۸۶۹ء تک کی تعداد بیس ہے نیقیہ کونسل میں الوہیت مسیح کا مسئلہ طے ہوا قسطنطنیہ کی پہلی کونسل میں نیقیہ کی کونسل کی تجویز پر اضافہ کرتے ہوئے روح القدس کے خدائی درجہ کی تجویز پاس ہوئی افسس کی کونسل میں ان دونوں

کونسلوں کے فیصلہ پر اضافہ کرتے ہوئے مسیح میں دو طبیعت انسانی اور لاہوتی کا فیصلہ ہوا ان کونسلوں کا انعقاد جس قسم کے ماحول میں ہوا اس میں بحث کا کیا طریقہ کیا تھا اور فیصلہ کی بنیاد کیا ہوا کرتی تھی ان سب کا اجمالاً تذکرہ ہو چکا ہے روم کی کونسل منعقدہ ۱۲۲۵ء میں روم کے کلیسا اور اس کے نائبین کو غفران ذنوب اور نجات کا ٹکٹ دینے دوزخ و جنت کی تقسیم کے کا مالک ہونے کا فیصلہ ہوا اور روم میں منعقدہ کونسل ۱۸۶۹ء کے ذریعہ پاپائے روم کو ہر خطاء اور غلطی سے معصوم ہونے کی تجویز پاس ہوئی جب کونسلوں کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ کسی انسان کو خدا بنادیں اور خدا سے سارے اختیارات سلب کر کے کسی انسان کے ہاتھ میں دیدیں تو اگر گناہوں کے معاف کرنے کا حق کسی کو دے دیں دوزخ اور جنت کا کسی کو ٹھیکیدار بنادیں اور عصمت کا پروانہ عطا کر کے اس کی طرف ہر طرح کا اقتدار اور اختیار منتقل کردیں جس کی وجہ سے اس کو معتقدات کی تعیین کا حق حاصل ہو جائے، حرام یا حلال کرنے کا حق مل جائے اور جس واقعہ کو صحیح کہے وہ صحیح ہو جائے جس کو غلط بتائے وہ غلط ہو جائے اور اس کے ساتھ ان باتوں پر ہر مسیحی کو اسی طرح اس کا ماننا ضروری ہو جیسے خدا کا حکم ہوتا ہے تو اس امر میں تعجب کی کیا بات ہے چنانچہ غفران ذنوب اور نجاب کے ٹکٹ سے ترقی کرتے ہوئے ان لوگوں نے اعتراف ذنوب کا سلسلہ شروع کیا کہ مجرم و گنہ گار خلوت و تنہائی میں اپنے ایک ایک گناہ کی تفصیلی کیفیت ذکر کرے گا اسی وقت پوپ و راہب اس کے گناہ کو معاف کرسکتا ہے اس اعتراف گناہ کی آڑ میں کتنی ہی عورتوں کا کس کس طرح بلیک میل کیا گیا اور کس کس طرح ان پر ناجائز دباؤ ڈالا گیا اور کیسی کیسی انسانیت سوز حرکتیں کی گئیں اسے تحریر میں نہیں لایا جاسکتا ہے اناجیل و رسائل و خطوط کے انبار سے موجودہ اناجیل اربعہ اور مخصوص رسائل و خطوط کا انتخاب ہی اس بنیاد پر ہوا تھا کہ اس کے مندرجات پولس کے مقرر کئے ہوئے معتقدات کے موافق و مطابق تھے مگر مرور ایام سے یہ احساس قوی ہوتا

چلا گیا کہ ہم اس کی پابندی کے ساتھ حسب خواہش اس میں اصلاح ترمیم و تنسیخ نہیں کر سکتے ہیں اس کے لئے انہوں نے اجتماعات اور کونسلوں کو ایجاد کیا تمام کونسلوں اور اجتماعات کی روداد پڑھ جایئے کبھی کسی ممبر نے کسی مسئلہ میں نصوص انجیل کو پیش نہیں کیا اور کبھی بھی یہ آواز نہیں اٹھائی کہ یہ مسئلہ انجیل کی فلاں عبارت کے خلاف ہے اس طرح کونسلوں کے ذریعہ انجیل سے گلوخلاصی کر لی گئی اور بہت سے مسائل میں کونسل بھی آڑے آئی تو پوپ کی عصمت کی تجویز پاس کرا کے کونسلوں کی ضرورت کو بھی ختم کر دیا گیا سارا اختیار اور ہر قسم کا اقتدار دنیاوی اخروی زمینی و آسمانی بلکہ خدائی اختیارات سب پوپ اور ان کے نائبین کو منتقل کر دیا گیا جس کی وجہ سے وہ لوگ جس قسم کے اعتقاد کا حکم دیں جس قول و عمول کو حرام یا حلال قرار دیں یا جس واقعہ کو صحیح یا غلط قرار دیں اس کو ماننا تسلیم کرنا ساری عیسائی دنیا پر اسی طرح واجب ہے جیسے خدا کا حکم ہوتا ہے انیس سو برس سے عیسائی دنیا کہتی رہی کہ یہودیوں کا دامن حضرت مسیح کے خون سے داغ دار ہے مگر ۱۹۶۵ء میں پوپ نے یہودیوں کو حضرت مسیح کے خون سے بری کر دیا تو اب یہودی حضرات مسیح کے خون سے بری ہو گئے اور تمام عیسائی دنیا اس پر ایمان لائی قرآنی ارشاد ہے ان کثیرا من الاحبار والرھبان لیاکلون اموال الناس بالباطل ویصدون عن سبیل اللہ (التوبہ ۳۴) اتخذوا احبارورھبانم ارباباً من دون اللہ (التوبہ ۳۱)

موجودعیسائی مذہب کے مصادر ومأخذ

عیسائیت کا اولین مآخذ و مصادر جن پر کلیسا کو اعتماد ہے دو طرح کی کتابیں ہیں۔(۱) بائبل قدیم جس کو عہد قدیم بھی کہا جاتا ہے بائبل کے معنی کتاب کے ہیں۔ حضرت موسی علیہ السلام اور ان کے بعد دیگر انبیاء جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے گذرے ہیں ان کے واسطے سے جو کتابیں ملی ہیں اس پر بائبل قدیم

اور عہد قدیم کا اطلاق ہوتا ہے اور اس کے تین نسخے ہیں۔ یونانی نسخہ، عبرانی نسخہ، سامری نسخہ، یونانی نسخہ عیسائیوں میں کیتھولک فرقہ کے نزدیک مستند ہے جس میں چھیالیس کتابیں ہیں عبرانی نسخہ عیسائیوں میں پروٹسٹنٹ فرقہ کے یہاں مستند ہے جس میں انتالیس کتابیں ہیں جس کی تفصیل یہودیت والے محاضرہ میں آچکی ہے ۔(۲) عہد جدید ستائیس کتابوں پر مشتمل ہے (۱) انجیل متی (۲) انجیل مرقص (۳) انجیل لوقا (۴) انجیل یوحنا ان چاروں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سیرت اور ان کی تعلیمات کا بیان ہے اس لئے اس کو تاریخی اسفار (کتابیں) سے تعبیر کرتے ہیں (۵) رسولوں کے اعمال اس میں مسیح کے ان تلامذہ اور شاگردوں کے حالات اور ان کی تبلیغی مساعی کا تذکرہ ہے جن کو رسولوں کے لقب سے ملقب کیا جاتا ہے (۶) رسولوں کے خطوط جن کی تعداد انیس ہے پولس رسول کا خط جن کی تعداد چودہ ہے (۱) رومیوں کے نام خط (۲) کرنتھیوں کے نام پہلا خط (۳) کرنتھیوں کے نام دوسرا خط (۴) گلتیون کے نام خط (۵) افسیون کے نام خط (۶) فلپیوں کے نام خط (۷) کلسیوں کے نام خط (۸) تھسلنیکیوں کے نام پہلا خط (۹) تھسلنیکیوں کے نام دوسرا خط (۱۰) تیمتھیس کے نام پہلا خط (۱۱) تیمتھیس کے نام دوسرا خط (۱۲) ططس کے نام خط (۱۳) فلیمون کے نام کا خط (۱۴) عبرانیوں کے نام خط۔ یعقوب کا ایک خط پطرس رسول کا دو خط اور یوحنا رسول کا تین خط اور یہودہ کا ایک خط یہ کل اکیس خطوط ہیں جن کو تعلیمی اسفار بھی کہا جاتا ہے ان خطوط میں دین کی تعلیم کا اہتمام ہے جس کی وجہ سے اس کو تعلیمی اسفار کہا جاتا ہے (۲۷) یوحنا رسول کا مکاشفہ ہے جس میں عالم بالا میں مسیح کی حکومت کا بیان ہے اس طرح عہد جدید کل ستائیس کتابوں پر مشتمل ہے۔

حضرت عیسیٰ کی انجیل

قرآن کا بیان قرآن میں انجیل کا لفظ متعدد بار آیا ہے یہاں پر ان آیات کو

ذکر کیا جاتا ہے جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل دینے اور ان پر نازل کرنے کا ذکر ہے " وقفينا على آثارهم بعيسى ابن مريم مصدقاً لما بين يديه من التوارة واٰتيناه الانجيل فيه هدى ونور (مائدہ ۴۶) اذ علمتك الكتاب والحكمة والتوراة والانجيل (مائدہ ۱۱۰) وقفينا بعيسى ابن مريم وآتيناه الانجيل (الحدید، ۲۷) ويعلمه الكتاب والحكمة والتورا ة والانجيل (عمران، ۴۸) قال انى عبد الله اٰتنى الكتاب وجعلنى نبيا (مریم، ۲۱)

اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو ایک کتاب دی ہے جس کا نام انجیل ہے لفظ انجیل یونانی ہے جس کے معنی بشارت وخوش خبری کے ہیں مگر اس کا استعمال علم ونام کے طور پر ہے اس لئے اس کا ترجمہ بشارت وخوش خبری نہیں کرنا چاہئے مگر عہد جدید میں کبھی انجیل اور کبھی بشارت کبھی خوش خبری کے لفظ سے اس کا تذکرہ ہے۔

حضرت عیسیٰ پر انجیل نازل ہونے کا اناجیل اربعہ سے ثبوت

انجیل مرقس میں ہے پھر یوحنا کے پکڑوائے جانے کے بعد یسوع نے گلیل میں آکر خدا کی خوش خبری (انجیل) کی منادی کی اور کہا وقت پورا ہو گیا ہے اور خدا کی بادشاہی نزدیک آگئی ہے توبہ اور خوش خبری (انجیل) پر ایمان لاؤ باب ۱۔۱۵ جو کوئی میری اور انجیل کی خاطر اپنی جان کھوئے گا وہ اسے بچائے گا۔ باب ۹۔ ۲۵۔ اس نے ان سے کہا کہ تم دنیا میں جاکر ساری مخلوق کے سامنے انجیل کی منادی کرو۔ باب، ۱۵-۱۶۔ اور ضروری ہے کہ سب قوموں میں انجیل کی منادی کی جائے۔ (باب ۱۳، ۱۰)

انجیل متی میں ہے کہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تمام دنیا میں جہاں کہیں اس خوش خبری (انجیل) کی منادی کی جائے گی یہ بھی جو اس نے کیا ہے اس کی

یادگاری میں کہا جائے گا۔باب ۱۲-۲۶،ان حوالوں میں تو لفظ انجیل کا ذکر ہے اور بہت سے مقامات میں حضرت عیسیٰ نے اس کو کلام سے تعبیر کیا ہے انجیل یوحنا میں ہے مسیح نے جواب میں انہیں کہا میرے ماں اور میرے بھائی تو یہ ہیں جو خدا کا کلام سنتے اور اس پر عمل کرتے ہیں باب ۸،۲۱۔

انجیل یوحنا میں ہے کہ یہ کلام جو تم سنتے ہو میرا کلام نہیں بلکہ باپ کا کلام ہے جس نے مجھے بھیجا ہے باب ۲۴-۱۴، ان حوالوں سے معلوم ہوا کہ حضرت مسیح پر خدا کا کلام انجیل کے نام سے نازل ہوا۔اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ نے لوگوں کو انجیل کی منادی کرنے کا بھی حکم دیا جس سے معلوم ہوا کہ انہوں نے انجیل دی مگر یہ معلوم نہ ہو سکا کہ وہ انجیل کن لوگوں کو دی حضرت عیسیٰ نے بارہ حواری کا انتخاب صلیب پر چڑھنے سے پہلے کیا تھا ان کا ارشاد ہے جو باتیں میں نے اپنے باپ سے سنی وہ سب تم کو بتادیں تم نے مجھے نہیں چنا ہے بلکہ میں نے تمہیں چنا ہے اور تم کو مقرر کیا کہ جاکر پھل لاؤ اور تمہارا پھل قائم رہے (یوحنا باب ۱۵-۱۵) جس سے بظاہر تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ تمام حواریوں کو انجیل حوالہ کی مگر پولس رسول افسیوں باب ۱۱-۴ کے خط میں لکھتا ہے اور اسی نے بعضوں کو رسول اور بعضوں کو نبی اور بعضوں کو مبشر (یعنی انجیل کی منادی کرنے والا) اور بعضوں کو چرواہا اور استاد بنا کر دے گیا جس نے شبہ پیدا کر دیا کہ سب حواری کو انجیل نہیں حوالہ کی بلکہ بعض کو حوالہ کیا پھر یہ حوالہ کرنا تحریری طور سے ہوا ہو تو اس کا آج تک کوئی ثبوت نہیں مل سکا اگر زبانی طور پر حوالہ کیا تو پھر حواری کو الگ الگ تعلیم دی یا اجتماعی طور سے اس میں سے بھی کسی کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

پولس رسول کے قول سے دلیل

پولس رسول جو بعد میں عیسائی ہوا اس کے چودہ خطوط عہد جدید میں شامل

ہیں وہ بھی عیسائیوں کے یہاں مثل انجیل مقدس شمار ہوتے ہیں اس میں طیطیس کے خط کے علاوہ بارہ خطوط میں تقریباً ستر بار انجیل کا لفظ استعمال کرتا ہے کبھی اس کو خدا کی انجیل کبھی خدا کے بیٹے کی انجیل کبھی مسیح کی انجیل کبھی مطلق انجیل لکھتا ہے۔

(امر دوم)

کسی چیز کے محفوظ و باقی رکھنے کی دو صورت ہے (۱) مکتوب شکل میں ہو (۲) حفظ و زبانی یاد کر لینا انجیل مسیح عہد مسیح میں کسی قابل تحریر شی پر لکھی گئی ہو تو بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ ایسا نہیں ہوا، اگر حضرت مسیح نے مکتوب کی شکل میں لوگوں کو دیا ہوتا اور مسیح کا متن اور اس کا کوئی مستقل نسخہ کتاب کی شکل میں موجود ہوتا تو بعد میں غیر اصلی انجیلوں متی۔ مرقس۔ لوقا یوحنا اور دیگر اسی طرح کی انجیلوں کا وجود نہ ہوتا بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح نے انجیل کی تعلیم حواریوں کی دی اور ان کو منادی کرنے کا حکم دیا حواری اس تعلیم کو روایت بالمعنی کے طور پر اپنے الفاظ میں جن کی جو زبان ہوئی اس میں بیان کرتے۔

حضرت عیسیٰ کی انجیل مفقود ہے

موافق و مخالف سب تسلیم کرتے ہیں کہ اب حضرت عیسیٰ کی انجیل کہیں نہیں پائی جاتی ہے۔ یہ اناجیل اربعہ حضرت عیسیٰ پر نازل شدہ انجیل نہیں ہے بلکہ یہ اناجیل حضرت عیسیٰ کے تلامذہ اور ان کے متعلقین کی یادداشت ہے جس میں انہوں نے حضرت عیسیٰ کی تعلیم تقریر اور ان کے حالات قلم بند کئے اور اس پر انجیل کا اطلاق بھی بہت زمانہ کے بعد کیا گیا۔

موجودہ اناجیل پر انجیل کا اطلاق تیسری صدی میں ہوا

مسیحی علماء کے اقوال

راڈویل ترجمہ قرآن مجید کے صفحہ ۵۲۷ میں لکھتا ہے کہ انجیل کے لفظ

سے یہ مجموعہ عہد جدید کا یا اس کا کوئی حصہ نہ سمجھنا چاہئے بلکہ وہ وحی سمجھنا چاہئے جو خدا کی طرف سے عیسیٰ کی طرف بھیجی گئی ہے۔ اسی طرح مسیحی علماء کے نزدیک مسلم ہے کہ ابتداءً خاص تعلیم مسیح پر انجیل کا اطلاق ہوتا تھا اور یہ مجموعہ جیسے اب انجیل کہا جاتا ہے اس کو حواریوں کی یادداشت کہا جاتا تھا ان کو بہت دنوں بعد انجیل کا لقب ملا چمبرس انسائیکلوپیڈیا مطبوعہ لندن ۱۸۶۸ جلد پنجم لفظ گاسپل کے بیان میں لکھتا ہے مسیح کی تعلیم یا پیغام انجیل کہلاتی ہے اور وہ الہامی نوشتہ جس کے ذریعہ بعد میں ہم کو وہ تعلیم یا پیغام پہنچا ان کو بھی انجیل کا لقب ملا مگر ہم نہیں کہہ سکتے کہ کہ ان نوشتوں کا یہ نام کب پڑا اس میں تو بہت جھگڑا ہے کہ اس کا نام دوسری صدی کے نصف میں جسٹن مارٹر کے عہد میں پڑا البتہ تیسری صدی میں عام طور پر یہ نام استعمال کیا گیا اس کے بعد لکھا ہے کہ پے پیس نے ایک مقام پر متی (مرقس کا ذکر اس طرح کیا ہے کہ انہوں نے مسیح کے حالات اور اعمال اور وعظ لکھے لیکن لفظ گاسپل (انجیل) کا اطلاق نہیں کیا اسی طرح ان کے مصنفین کا نام اول زمانہ کے عیسائیوں میں نہیں ملتا ہے یہاں تک کہ جسٹن مارٹر ہمیشہ بجائے گاسپل (انجیل) متی یا لوقا یا یوحنا کے یادداشت رسولوں کی کہتا ہے (پیغام محمدی) فاضل نورٹن نے علم الاسناد میں ایک کتاب لکھی ہے انہوں نے اس کتاب کے دیباچہ میں اکھارن کی کتاب سے نقل کیا ہے کہ مسیحی دین کے شروع میں حضرت مسیح کے حالات میں ایک مختصر سا رسالہ موجود تھا ہو سکتا ہے کہ اس کو اصلی انجیل کہا جائے اور گمان غالب ہے کہ یہ انجیل ان عیسائیوں کے لئے لکھی گئی تھی جنہوں نے حضرت مسیح کی باتیں خود اپنے کانوں سے نہیں سنیں اور نہ ان کے احوال کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا اور یہ انجیل بمنزلہٗ قالب کے تھی اور یہ انجیل متی ولوقا ومرقش کی انجیل کا ماخذ ہے بلکہ پہلی دو صدی میں جتنی انجیلیں رائج تھیں سب کا ماخذ یہی انجیل رہی اظہار الحق دوم ص: ۲۷۹، ازالۃ الشکوک جلد دوم ص: ۱۵۴ ہارن صاحب نے اپنی تفسیر کی چوتھی جلد میں محقق لیکرک اور

کوپ اور میکالس اور لپسنگ اور ہیمیرس اور مارش سے نقل کیا ہے کہ وہ لوگ کہتے ہیں کہ شاید متی لوقا کے پاس ایسا صحیفہ عبرانی میں تھا جس میں حضرت مسیح کی گذارشات لکھی ہوئی تھیں اور انہوں نے اس سے نقل کیا ہے متی نے بہت زیادہ اور لوقا نے تھوڑا ازالۃ الشکوک جلد دوم ص: ۴۱۷۔

اناجیل اربعہ کی تفصیل

انجیل متی:۔ حضرت عیسیٰ نے اپنے شاگردوں میں جو آپ پر پہلے ایمان لائے اور ان کو آپ کی طویل صحبت حاصل تھی ان میں سے بارہ افراد کو اپنی تعلیم کی اشاعت کے لئے منتخب کیا جس کی وجہ سے ان پر رسول کا اطلاق ہوتا ہے اور ان کو حواری کہا جاتا ہے ان بارہ افراد میں متی بھی تھے جس کی وجہ سے متی بھی رسول وحواری ہیں یہ انجیل انہیں کی طرف منسوب ہے۔

متی کے احوال:۔ حضرت مسیح پر ایمان لانے سے پہلے وہ رومی حکومت کے تحت کفرناحوم جو گلیل کے علاقہ میں ہے چنگی وصول کرتے تھے یہودی رومی حکومت کی ملازمت ہی کو ناپسند کرتے تھے پھر چنگی وصول کرنے والے ظلم وزیادتی کیا کرتے تھے اس لئے اس پیشہ اور اس پیشہ کو اختیار کرنے والے کو نہایت بری نظر سے دیکھتے تھے متی کا ذکر خود انجیل متی میں باب ۹ میں اس طرح مذکورہ ہے یسوع وہاں سے آگے بڑھ کر متی نام ایک شخص کو محصول کی چوکی پر بیٹھے دیکھا اور اس سے کہا کہ میرے پیچھے ہولے وہ اٹھ کر پیچھے ہولیا اور جب وہ گھر میں کھانا کھانے بیٹھا تو ایسا ہوا کہ بہت سے محصول لینے والے اور گنہ گار آکر یسوع اور اس کے شاگردوں کے ساتھ کھانا کھانے بیٹھے فریسوں نے یہ دیکھ کر اس کے شاگردوں سے کہا کہ تمہارا استاذ محصول لینے والوں اور گنہگاروں کے ساتھ کیوں کھانا کھاتا ہے اس نے یہ سن کر کہا کہ تندرستوں کو طبیب درکار نہیں بلکہ بیماورں کو حضرت متی رفع مسیح کے بعد مختلف شہروں اور جگہوں پر تبلیغ عسیائیت کرتے ہوئے حبشہ پہنچے

وہاں پر ۶۲ء میں حبشہ کے بادشاہ کے سپاہیوں نے مار مار کر ہلاک کر دیا۔
انجیل کی زبان:۔ متقدمین عیسائی علماء تقریباً متفق ہیں کہ متی نے عبرانی یا سریانی زبان میں اپنی انجیل لکھی۔ ہارن نے اپنی تفسیر کی جلد چہارم میں ان تمام علماء متقدمین و متاخرین کے نام کو نقل کیا ہے جو کہتے ہیں کہ متی نے **عبرانی زبان** میں اپنی انجیل لکھی اور اسی طرح جو لوگ کہتے ہیں کہ متی نے **عبرانی و یونانی دونوں** زبانوں میں اپنی انجیل مکمل کی ہے ان کے قول کو نا قابل اعتبار بتایا ہے **بلکہ متی نے** اپنی انجیل خاص طور سے مسیح پر ایمان لانے والوں کے لئے لکھی تھی۔
تاریخ تدوین:۔ ہارن اپنی تفسیر کی چوتھی جلد میں لکھتا ہے کہ قدیم مورخین کلیسا سے ہم کو انجیلوں کی تصنیف کے بارے میں جو معلومات ملی ہیں وہ ایسی غیر معین اور ابتر ہیں کہ کسی معین امر تک رسائی نہیں ہو رہی ہے متقدمین نے اپنے وقت کی گپوں کو سچ خیال کر کے اس کو لکھ دیا۔ اور بعد گزر جانے مدت دراز کے اس کو پرکھنا ناممکن ہو گیا پھر انجیل متی کے زمانہ تالیف میں اختلافات کو نقل کرتے ہوئے مختلف سنیں کو ذکر کیا ۶۱-۶۲-۶۴-۴۸-۳۳-۴۱-۳۸-۳۷-
اصل انجیل متی مفقود اب اس کا ترجمہ موجود ہے
اس کا ترجمہ یونانی زبان میں ہوا اور اس یونانی زبان سے عبرانی زبان میں اور اصلی انجیل متی جو عبرانی زبان میں تھی وہ مفقود و معدوم ہے اور یونانی ترجمہ کئی ایک نے کیا اور کسی مترجم کا حال معلوم نہیں کہ وہ کون تھا۔

موجودہ انجیل متی - متی حواری کی انجیل نہیں ہے۔

(۱) کسی کتاب کو کسی طرف محض منسوب کر دینے سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ وہی اس کا مصنف ہے بلکہ دلائل کے ذریعہ اس کو ثابت کرنا ضروری ہے اگر خود موجود ہو تو اس سے تحقیق کرنی پڑتی ہے اگر وہ خود موجود نہیں ہے تو اس کی طرف منسوب کرنے کے لئے اسناد متصل چاہئے اگر اس کا ثبوت اخبار آحاد صحیحہ

کے ذریعہ ہوگا تو اس کتاب کی نسبت اس کی طرح ظنی ہوگی، اگر خبر متواتر کے ذریعہ سے ہو تو یہ نسبت قطعی ہوگی انجیل متی کو متی کی طرف نسبت ثابت کرنے کے لئے خبر متواتر تو کیا ہوتی خبر واحد جس کے روای معتبر اور سند متصل ہو یہ بھی نہیں ہے۔

(۲) مسیحیت کے ابتدائی دور میں اس کا کہیں ذکر نہیں آتا ہے نورٹن اپنی کتاب الاستاذ میں ذکر کرتا ہے کہ دوسری صدیٰ کے آخر یا تیسری صدی کے شروع سے پہلے متی اور مرقس اور لوقا کی انجیلوں کا سراغ نہیں لگتا ہے اول اول ۲۰۰ء کے قریب ارینیوس نے ان انجیلوں کا ذکر کیا ہے اور کچھ کچھ دلائل ان کی عدد کے بارے لایا ہے اور ۲۱۶ء کے قریب کلیمنس اسکندریانوس نے بڑی محنت کر کے ظاہر کیا کہ انہیں چاورں انجیلوں کو واجب التسلم مانا جاوے (ازالۃ الشکوک جلد دوم ص: ۱۴۴ واظہار الحق جلد دوم ص: ۳۸۱)

(۳) یہودیوں اور عیسائیوں میں جھوٹ بولنا اور جعل کرنے کا کثرت سے رواج تھا اور اس کو مستحب دین سمجھ کر کرتے تھے یہودیوں میں یہ عادت جناب مسیح کی ولادت سے پہلے سے رائج تھی صدہا آدمی الہام کا جھوٹا دعوی کرتے تھے جس کی وجہ سے بعض انبیاء نے اپنے عہد کے یہودیوں پر واویلا کیا اور جناب مسیح کے عروج آسمانی کے تھوڑے ہی عرصہ بعد یہ وبا عیسائیوں میں بھی پھیل گئی تھی اور غیر معتبر اور جھوٹی کتابیں اور جھوٹے خطوط اور جھوٹے وعظ کرنے والوں کا چرچا ہو گیا تھا اور اس کے بعد تو اتنا زور ہوا کہ یہودیوں کی طرح خداپرستی کی ترقی کے لئے جھوٹ بولنا مستحبات دینی میں شمار ہونے لگا اور جب ارجن اور دیگر علماء مسیحی نے س کا فتوی دے دیا تو اس جعل کی کوئی انتہا نہ رہی۔

دیکھو خود پولس رسول کہتا ہے کہ اگر میرے جھوٹ کے سبب خدا کی سچائی اس کے جلال کے واسطے زیادہ ظاہر ہوئی تو پھر کیوں گنہگار کی طرح مجھ پر حکم دیا جاتا ہے رومیوں کا خط باب ۷-۳، آدم کلارک اپنی تفسیر کی پانچویں جلد ص:

۳۶۹ میں لکھتا ہے کہ ہمیشہ سے رسم ہے کہ بڑے آدمیوں کے بہت سے مورخ ہوا کرتے ہیں اور یہی حال ہمارے خداوند کا ہے لیکن چونکہ اکثران کے بیان غلط تھے اور ان چیزوں کو جو واقع نہیں ہوئی تھیں انہوں نے یقینی بنار پر لکھ دی تھی اور حالات میں عمداً یا سہواً غلطی کی تھی ازالۃ الشکوک ج: ۲، ص: ۲۱۷۔ گلتیون کے نام خط میں خود پولس لکھتا ہے مگر بعضے جو تم کو گھبرا دیتے ہیں اور مسیح کی انجیل کو الٹ دینا چاہتے ہیں اسی طرح کرنتھیون کے نام دوسرے خط میں لکھتا ہے کہ ایسے لوگ جھوٹے رسول اور دغابازی سے کام کرنے والے اور اپنے آپ کو مسیح کے رسولوں کے ہم شکل بنالیتے اور کچھ عجیب نہیں کیونکہ شیطان بھی اپنے آپ کو نوارنی فرشتہ کا ہم شکل بنالیتا ہے اگر اس کے خادم بھی راست بازی کے خادموں کے ہم شکل بن جائیں تو کوئی بڑی بات نہیں ہے آدم کلارک اس کی تفسیر میں لکھتا ہے کہ وہ لوگ جھوٹا دعوی کرتے تھے کہ ہم مسیح کے رسول ہیں لیکن حقیقت میں وہ مسیح کے رسول نہ تھے۔ وہ وعظ اور محنت کرتے تھے مگر اپنے فائدے کے سوا اور کچھ مطلب نہ رکھتے تھے، یوحنا رسول کا پہلا خط اس کے باب ۴ میں ہے اے عزیزو ہر ایک روح کا یقین نہ کرو بلکہ روحوں کو آزماؤ کہ وہ خدا کی طرف سے ہیں یا نہیں کیونکہ بہت سے جھوٹے نبی دنیا میں نکل کھڑے ہوئے ہیں آدم کلارک اس کی تفسیر میں لکھتا ہے اول زمانہ میں ہر ایک معلم دعوی کرتا تھا کہ مجھ کو روح القدس کا الہام ہوا ہے اس لئے کہ تمام معتبر پیغمبر اسی طرح آئے تھے اور روح سے مراد یہاں آدمی ہے جو دعوی کرے کہ میں روح القدس کے اثر میں ہوں اور اس کے کہنے کے موافق سکھلاتا ہوں روحوں کو آزماؤ یعنی سکھلانے والے کو جن کو روح القدس نے الہام نہیں کیا ہے خصوصاً یہودیوں میں سے الخ اسی طرح پطرس رسول کے دوسرے خط میں بھی اسی طرح کی بات ہے، ہارن اپنی تفسیر کے پہلے حصہ میں لکھتا ہے کہ پاک نویسوں نے خبر دی ہے کہ ایسے لوگ انہیں کے زمانے میں پیدا ہوگئے تھے اور اس کی بھی خبر دی تھے کہ آگے کو

بدلوگ ہونگے، موشیم اپنی تاریخ کی پہلی جلد کے صفحہ ۶۵ میں دوسری صدی کے علماء کے بیان میں لکھتا ہے کہ افلاطون اور فیثاغورث کے متبعین کا ایک مقولہ تھا کہ راستی اور خدا پرستی کی ترقی کے لئے جھوٹ بولنا اور فریب دینا صرف جائز ہی نہیں بلکہ قابل تحسین بھی ہے اور مسیح سے پہلے مصر کے یہودیوں نے ان سے یہ مقولہ سیکھا تھا جیسا کہ بلاشبہ بہت سے پرانے ملفوظون سے یہ امر ثابت ہوتا ہے اور ان دونوں سے یہ بری وبا کی غلطی عیسائیوں کو لگی اور بہت سی کتابوں کو بڑے بزرگوں کی طرف جھوٹ منسوب کرنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے اسی طرح ولیم میور اپنی کتاب اردو تاریخ کلیسا میں لکھتا ہے کہ دوسری صدی میں مسیحیوں میں گفتگو رہی کہ جب بت پرست فیلسوف اور حکیموں کے ساتھ دین کا مباحثہ ہو تو انہیں کے بحث کا طرز و طریقہ اختیار کرنا جائز ہے یا نہیں بالاخر ارجن وغیرہ کی رائے کے مطابق جب یہ طریقہ مذکور تسلیم ہوا اس سے مسیحی بحاثوں کی تیز عقلی اور نکتہ سنجی سے بحث میں رونق آگئی گو راستی وصفائی میں خلل پڑ گیا فیلسوف لوگ جب کسی طریقہ کی پیروی کرتے تھے تو کبھی کبھی اس کے حق میں خود کتاب لکھ کر کسی معروف آدمی کے نام اس کو منسوب کرتے کہ لوگ اس حیلہ سے اس پر زیادہ متوجہ ہونگے اسی طرح مسیحی جو فیلسوفوں کی طرح بحث کرتے تھے کتاب لکھ کر کسی حواری یا خادم حواری یا معروف اسقف کے نام سے رواج دیتے تھے یہ دستور تیسری صدی سے شروع ہوا اور کئی سو برس تک رومی کلیسا میں جاری رہا ازالۃ الشکوک ج: ۲، ص: ۲۲۱۔

جب فریب دینا خدا پرستی کی ترقی کے لئے بمنزلہ مستحب دینی ٹھرایا گیا اور اسی طرح کی جعل سازی کے لئے ایسے علماء مسیحی جنہیں لوگ مقتدا اور رہنما جانتے ہیں اس کے واسطے فتویٰ دیا تو اس سے گمان قوی ہو گیا کہ ان لوگوں میں سے کسی نے خود ہی لکھ کر اس کو رواج دینے کے لئے متی حواری کی طرف منسوب کردیا۔ پھر یہ لوگ خود ہی تسلیم کرتے ہیں کہ متی حواری کی لکھی انجیل

مفقود ہے موجودہ انجیل متی تو اس کا یونانی ترجمہ ہے اور ترجمہ کرنے والا کا حال کچھ معلوم نہیں اگلے زمانہ میں عیسائیوں میں علم کا چرچا بہت کم تھا اور جہل کا زور زیادہ تھا، پس جب مترجم کا حال معلوم نہ ہو تو اس کے ترجمہ کا کیا اعتبار پھر ان کو ترجمہ کا سلیقہ نہیں تھا مذکر کو مونث سے مونث کو مذکر سے مفرد کو جمع سے جمع کو مفرد سے بدل ڈالنا اور ان کی پرانی عادت ہے پھر یہ لوگ ترجمہ میں جملے کے جملے اپنی طرف سے بڑھادیا کرتے تھے کچھ گھٹا دیا کرتے تھے جس سے اب یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ اصل کس قدر تھی اور مترجم نے کیا گھٹایا کیا بڑھایا، اور محقق نورٹن کہتا ہے کہ وہ مترجم ایسا تھا جس کو جھوٹی سچی روایت میں تمیز نہیں تھی اس نے جھوٹی روایات بھی اپنے ترجمہ میں داخل کر دیا ہے۔

(۴) انجیل متی دیکھنے سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس کا لکھنے والا متی حواری نہیں ہے اس لئے کہ انہوں نے جناب مسیح کے اکثر احوال بچشم خود دیکھا اور انکے بہت سے اقوال اپنے کانوں سے سنا ہے مگر پوری انجیل پڑھ جایئے کہیں سے نہیں معلوم ہوتا ہے کہ اس کا لکھنے والا اپنا آنکھوں دیکھا حال اپنے کانوں سنی ہوئی بات نقل کر رہا ہے حالانکہ اس زمانہ میں بھی تصنیف و تالیف کا وہی طریقہ تھا جو موجودہ زمانہ میں ہے کہ لکھنے والا اگر اپنا حال یا اپنا چشم دید واقعہ یا اپنے کانوں سے سنا ہوا قصہ نقل کرتا ہے تو کسی نہ کسی جگہ معلوم ہو جاتا ہے کہ اپنا دیکھا یا سنا ہوا قصہ نقل کر رہا ہے حواریوں کے خطوط کو دیکھو اسی طرح لوقا کی تحریر دیکھو کہ اس نے انجیل لکھی ہے اسی طرح کتاب اعمال کو انیس باب تک تو اس کو اسی طرح لکھتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سنی سنائی روایتیں نقل کر رہا ہے مگر اس کے بعد پولس رسول سے ملاقات ہو گئی تو اس کے بعد کے حالات واقعات کو اس طرح لکھتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنا دیکھا ہوا حال نقل کر رہا ہے ولیم میور اپنی تاریخ کلیسا میں لکھتا ہے کہ پولس ایشیائے کوچک کے بیچوں بیچ سے گزر کر اور اس کے سب ملکوں چھوٹے بڑے شہروں میں گشت کر کے شہر تراوس

پہنچا تو اس کو لوقا مل گیا وہ اس کے بعد پولس کے ساتھ برابر رہا اس واسطے لوقا باقی احوال مندرجہ کتاب اعمال کو متکلم کے صیغہ میں لکھتا ہے۔

نیز انجیل متی میں خود متی کا ایسا تعارف ہے جس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب متی حواری کی نہیں ہے انجیل متی میں خود متی کا تعارف باب ۹ میں ہے جس کا ذکر پہلے کیا جاچکا ہے اور یہاں پر صرف ایک عبارت نقل کی جاتی ہے یسوع نے وہاں سے آگے بڑھ کر متی نام ایک کو محصول کی چوکی پر بیٹھے دیکھا اور اس سے کہا کہ میرے پیچھے ہولے وہ اٹھ کر اس کے پیچھے ہولیا۔

(۵) اگر متی حواری کی یہ کتاب ہوتی تو اس میں اس قدر فاحش غلطیاں نہ ہوتیں جن میں سے کچھ کی نشاندہی کی جاچکی ہے اسی لئے اس میں تغیر و تبدل و تحریف کو موافق و مخالف سب لوگ تسلیم کرتے ہیں مانی کیز فرقہ عیسائیوں میں ایک بدعتی فرقہ تھا اسی کا ایک مشہور عالم فائٹس اگسٹائن کے مقابلہ میں کہتا ہے کہ میں ان چیزوں سے انکار کرتا ہوں جن کو فریب سے تمہارے باپ دادے نے اس میں الحاق کر دیا ہے اور اس کی خوبصورتی اور خوبی کو بدشکل اور خراب کر دیا کیونکہ یہ امر محقق ہے کہ یہ عہد جدید نہ خود عیسی نے لکھا ہے نہ حواریوں نے بلکہ ایک گم نام شخص نے اس کو لکھا اور اس کو حواریوں اور اس کے رفقاء کی طرف منسوب کر دیا اس خیال سے کہ مبادا اس کو ناواقف و جاہل سمجھ کر لوگ اعتبار نہ کریں اس نے عیسی کے متبعین کو بڑی تکلیف دی کہ ایسی کتاب جس میں تضاد و تناقض کثرت سے ہیں ان کے نام سے منسوب کی۔

کیا حضرت عیسیٰ کے مریدوں کے ساتھ جو باہم متفق اور یکدل تھے برائی کرنی نہیں ہے (انتہی)

جعل سازی کے کثرت رواج کی وجہ سے ان لوگوں نے صرف انجیل اور عہد جدید کی کتابوں میں تحریف کو محدود نہیں رکھا بلکہ اپنے علماء کی کتابوں میں بھی تحریف و جعل سازی کرتے تھے یوسی بئیس اپنی تاریخ میں ڈیونیشیس کا قول

نقل کرتا ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میں نے بھائیوں کی درخواست پر خطوط لکھے اور ان شیطان کے خلیفوں نے اس کو گندگی سے بھر ڈالا بعض باتیں بدل دیں اور کچھ دوسری چیزیں داخل کر دیں۔

(۶) ان لوگوں میں اصلاح والحاق کا بڑا رواج تھا اور یہ بات بالکل معیوب نہیں تھی کہ اصلاح کے طور پر جملے کے جملے بڑھا دئے جائیں اور کچھ جملوں کو گھٹا دیا جائے اسی طرح سنی سنائی روایت کو کوئی حاشیہ پر لکھ دیتا اور بعد میں آنے والا اس کو متن میں داخل کر دیتا تھا اور یہ بات اس قدر عام تھی کہ دوست تو دوست دشمن بھی ان حرکات کو جانتے تھے اسی لئے دوسری صدی کا سلسوس نامی ایک بت پرست جس نے ابطال مسیحیت پر ایک کتاب لکھی اس نے کتاب میں لکھا کہ عیسائیوں نے اپنی انجیل کو تین چار بلکہ اس سے زائد بار اس طرح بدلا کہ اس کا مضمون بھی بدل گیا۔ لاردنر اپنی تفسیر کی جلد خامس میں لکھتا ہے کہ جس وقت مسالہ قسطنطنیہ کا حاکم تھا اناجیل کے بارے میں فیصلہ ہوا کہ ان کے مصنفین نامعلوم ہیں اور خوب و بہتر بھی نہیں ہیں اس فیصلہ کی بناء پر اناسیطیوس بادشاہ نے حکم دیا کہ دوبارہ اس کی تصحیح کی جائے چنانچہ اس کی دوبارہ تصحیح ہوئی اس سے یہ بات بھی عیاں ہوگئی کہ ان لوگوں کے نزدیک اس کی نسبت حواریوں اور ان کے متبعین کی طرف درست نہیں ہے ورنہ اس کے مصنفین کے مجہول اور نامعلوم ہونے کے کیا معنی ہیں اور یہ بھی ثابت ہوا کہ ان لوگوں نے اپنے علم کے مطابق جہاں تک ہو سکا اغلاط کی تصحیح کی۔

(۷) ابیونی اور ناصری فرقہ کے پاس انجیل متی تھی جو اس انجیل متی سے بالکل مختلف تھی اس انجیل کی زبان عبرانی تھی اس میں سرے سے اول کے دو باب نہیں تھے اسی طرح اور بہت سے مقامات میں اس موجودہ انجیل سے مختلف تھی۔

انجیل مرقس (بفتح المیم وضم القاف)

یوحنا نام مرقس لقب ہے یہ برنا بارسول کے بھانجے ہیں پولس اور برنابا کے

ساتھ قبرص اور آسیہ وغیرہ شہروں میں تبلیغی دورے میں شریک رہے پھر پطرس رسول کے ساتھ بہت دنوں تک رہے۔ شاید پطرس رسول کے ہاتھ پر عیسائی ہوئی اسی لئے پطرس ان کو بیٹا کہا کرتا تھا اس تحقیق کی بناء پر یہ تابعی ہوں گے اور بعض دوسرے حضرات کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کے ستر شاگردوں میں مرقص بھی ہیں حضرت عیسیٰ ان کے گھر جایا کرتے تھے اور انہوں نے اپنے حواریوں کے ساتھ عشاء ربانی انہیں کے گھر کھائی تھی حضرت عیسیٰ کے رفع آسمانی کے بعد عیسائی انہیں کے گھر جمع ہوتے تھے اس قول پر مرقس کا شمار شاگردوں پر ہوگا۔ رومن تفسیر مرقس میں ان کو تابعی بتایا گیا ہے کہ اگرچہ مسیح کے منہ سے اس نے کلام نہیں سنا مگر پطرس کی صحبت میں رہ کر اچھی طرح خداوند کے حالات سے واقف ہو گئے تھے پطرس کی جب روم میں شہادت ہو گئی تو وہاں سے ہجرت کر کے شمالی افریقہ پھر مصر چلے آئے اور وہاں پر تبلیغ کرتے رہے اور ۶۷ء میں شہید ہو گئے مصری قبطی کلیسا اپنے آپکو مرقس کا خلیفہ کہتا ہے۔

تاریخ تدوین:۔ ہارن اپنی تفسیر کی چوتھی جلد میں لکھتا ہے متقدمین مورخین کلیسا سے ہم کو انجیلوں کی تصنیف کے بارے میں جو معلومات ملی ہیں وہ ایسی ابتر وغیر معین ہیں کہ کسی معین امر تک رسائی نہیں ہو رہی ہے پھر اس کی تصنیف وتدوین کے مختلف سن نقل کئے، ۵۶-۶۰-۶۳-۶۵۔ ارنیوس کہتا ہے کہ پطرس کا مرید ومترجم مرقص پطرس وپولس کے بعد جو کچھ پطرس سے سن رکھا تھا اس کے مطابق لکھا اور ارنیوس کے موافق اور بہت سے علماء کا قول ہے اور جیروم کا قول ہے کہ پطرس کی زندگی میں اس کو لکھا تھا پطرس کو معلوم ہوا تو اس نے پسند کیا۔

زبان:۔ ڈاکٹر پوست اس انجیل کی زبان یونانی بتاتا ہے ہندی تواریخ کلیسا میں اس کی زبان رومی نقل کی ہے اور لکھا ہے کہ مرقس نے رومی عیسائیوں کے لئے اس انجیل کو لکھا تھا تو اس کی زبان بھی رومی ہوگی اور مفتاح الکتاب ص: ۱۴۱ میں بھی اس کی زبان کو رومی ہی بتایا ہے اور سریانی نسخہ کے حاشیہ میں لکھا ہوا ہے کہ

مرقس نے لاطینی زبان میں انجیل لکھی تھی وینس شہر میں کچھ اس کا حصہ موجود ہے وہاں کے لوگ کہتے ہیں کہ یہی اصل انجیل مرقس ہے۔

یہ انجیل مرقس کی نہیں ہے :۔ کسی کتاب کی نسبت کے استناد کے لئے ضروری ہے کہ مصنف کی شخصیت معلوم ہو اور اس کی طرف نسبت کا ثبوت ہو مسیحیت کے ابتدائی دور میں اس کا کہیں وجود نظر نہیں آتا ہے جیسا متی کی انجیل کے سلسلہ میں نورٹن کا قول نقل کیا جاچکا ہے اسی طرح اناجیل اربعہ کے لکھنے والے کو ایک دوسرے کی انجیل کا کچھ پتہ نہیں اور اس کے علاوہ وہ تمام دلائل جو متی کی انجیل کے غیر مستند ہونے کے ذکر کئے گئے ہیں ان میں سے بیشتر دلائل انجیل مرقس پر منطبق ہیں۔

انجیل لوقا :۔ لوقا طبیب یہ انطاکیہ میں پیدا ہوا اور طبابت کے فن میں ماہر تھا مگر ڈاکٹر پوسٹ اس کو رومی بتاتا ہے اسی طرح بعض مؤرخین اس کو فوٹو گرافر بتاتے ہیں غیر قوم یہود سے ہے پولس کا خاص شاگرد ہے بہت سے تبلیغی اسفار میں پولس کا شریک رہا ہے حضرت مسیح کو دیکھا نہیں ہے اس لئے اس کو تابعی کہا جائیگا۔

تاریخ تدوین :۔ دیگر اناجیل کی طرح اس کی تاریخ تصنیف میں مختلف اقوال ہیں ڈاکٹر ہارن کا قول پہلے ذکر کیا جاچکا ہے کہ قدیم مورخین کلیسا سے انجیلوں کی تصنیف کے بارے میں جو معلومات حاصل ہوئی ہیں وہ نہایت ابتر ہیں جسکی وجہ سے اس کے سنین مختلف نقل کئے گئے ہیں ۶۳ء ۶۴ء وغیرہ۔

کتاب کی زبان یونانی تھی :۔ وجہ تصنیف تھیفلس نامی ایک شخص کی خاطر اس انجیل کو لکھا ہے اور اس شخص کے بارے میں اختلاف ہے کوئی اس کو رومی کہتا ہے تو کوئی مصری بعض یونانی بتلاتے ہیں لوقا اپنی انجیل کے دیباچہ میں لکھتا ہے چونکہ بہتوں نے اس بات پر کمر باندھی ہے کہ جو باتیں ہمارے درمیان واقع ہوئیں ان کو ترتیب دار بیان کریں جیسا کہ انہوں نے جو شروع سے خود دیکھنے والے اور کلام کے خادم تھے انہوں نے ہم تک پہنچایا اس لئے اے معزز تھیفلس میں نے

بھی مناسب جانا کہ سب باتوں کا سلسلہ شروع سے دریافت کر کے ان کو تیرے لئے ترتیب سے لکھوں تا کہ جن باتوں کی تو نے تعلیم پائی ہے ان کی پختگی تجھے معلوم ہو جائے۔اس عبارت سے عیاں ہے کہ یہ کتاب ایک تاریخ ہے جو سنی سنائی باتوں کو ترتیب دیکر لکھی گئی ہے اسکاٹ اپنی رومن تفسیر میں لکھتا ہے جو لوقا نے لکھا اس نے اس کو اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا وہ خود کہتا ہے کہ اوروں سے سنا ہوں جیروم لکھتا ہے کہ اس انجیل کا بائیسواں باب اور اس کی کچھ آیات مشکوک ہیں اسی طرح شروع کے دو باب مارسیون کی انجیل لوقا میں سرے سے ہے ہی نہیں۔

کیا یہ انجیل لوقا کی لکھی ہوئی ہے:۔جس طرح اور انجیلوں کا مسیحیت کے ابتدائی دور میں کوئی وجود و ظہور نہیں تھا یہی حال لوقا کی انجیل کا بھی ہے اسی طرح اس انجیل میں اناجیل ثلاثہ میں سے کسی انجیل کا حوالہ نہیں ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان اناجیل کا بھی اس کو کوئی علم نہیں ہے نیز اس کا کوئی سلسلۂ اسناد صحیح طور سے موجود نہیں ہے جعل و فریب کا بیان گذر چکا ہے تو کیسے رجحان پیدا ہو سکتا ہے کہ اس کا کاتب لوقا ہے۔

انجیل یوحنا:۔یوحنا حواری ان کی ماں سالومہ حضرت مریم کی رشتہ دار ہیں ان کے باپ زبدی ہیں یعقوب کبیر ان کے بھائی ہیں ان کا پیشہ ماہی گیری تھا رفع مسیح کے بعد برابر تبلیغ کرتے رہے یہاں تک ۹۸-۱۰۰ء میں ان کا انتقال ہو گیا۔

تاریخ تدوین:۔ہارن کا قول پہلے نقل کیا چکا ہے کہ قدیم مورخین کلیسا کا انجیلوں کی تصنیف کے بارے میں ایسا ابتر بیان ہے جس سے کسی معین بات تک رسائی ممکن نہیں ہے اس لئے حسب سابق اس کی تدوین کے سن میں بڑا اختلاف ہے سن ۹۵-۹۶-۹۸-۸۹-۶۹-۶۸- یوسف خوری کہتا ہے کہ ایشا اور دوسری جگہوں کے اساقفہ کے کہنے سے الوہیت مسیح کے اثبات کے لئے یوحنا نے یہ انجیل لکھی تا کہ ان لوگوں میں حضرت عیسیٰ نجات دہندہ اور کفارہ دینے والے کی الوہیت و بشریت کے عقیدہ کو رائج کیا جا سکے۔

یہ انجیل یوحنا حواری کی نہیں ہے:۔ (ا) حضرت مسیح کی تعلیم اپنے کانوں سے سننے والے اور ان کے حالات بچشم خود دیکھنے والے حواری کی اس کتاب میں کہیں سے نہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنا دیکھا حال بیان کررہا ہے بخلاف مکاشفات یوحنا کے اس میں مصنف متکلم کا صیغہ اور کہیں کہیں اپنا نام ذکر کرتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ انجیل یوحنا کی نہیں ہے بلکہ اس کتاب میں یوحنا کا ذکر اس انداز سے آرہا ہے جس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ یہ کتاب یوحنا حواری کی نہیں ہے مثلاً لکھتا ہے کہ یسوع مسیح نے اپنی ماں اور اس شاگرد (یوحنا) کو جس سے محبت رکھتا تھا پاس کھڑے دیکھ کر ماں سے کہا اے عورت دیکھ تیرا بیٹا یہ ہے پھر شاگرد (یوحنا) سے کہا دیکھ تیری ماں یہ ہے اسی وقت وہ شاگرد (یوحنا) اسے اپنے گھر لے گیا باب ۱۹-۲۶ پس وہ شمعون اور دوسرے شاگرد (یوحنا) کے پاس جسے یسوع عزیز رکھتا تھا دوڑی ہوئی گئی باب ۲-۱۳ اس پر کا دوسرا شاگرد (یوحنا) بھی جو پہلے قبر پر آیا تھا باب ۸-۲ پطرس نے مڑ کر اس شاگرد کو اپنے پیچھے آتے دیکھا جس سے یسوع محبت رکھتا تھا جس نے شام کے کھانے کے وقت اس کے سینہ کا سہارا دیکر پوچھا تھا باب ۲۰-۲۱ یہ وہی شاگرد ہے جو ان باتوں کی گواہی دیتا ہے اور جس نے ان کو لکھا ہے اور ہم جانتے ہیں کہ اس کی گواہی سچی ہے ان تمام عبارتوں میں وہ شاگرد خود یوحنا ہو بالکل قرین قیاس نہیں ہے اسی طرح ہم جانتے ہیں کہ اس کی گواہی سچی ہے ہم جاننے والا جملہ یقیناً دوسرے شخص کا ہے اسی طرح وہ شاگرد یا دوسرا اس سے یوحنا مراد نہ لینے کی ایک اور وجہ یہ ہے جس کو رومن تفسیر اسکاٹ صاحب نے بیان کیا کہ جب مسیح کو گرفتار کیا گیا اور سب ساتھی بھاگ گئے اور پطرس نے مسیح کا تین بار انکار کیا ایسے موقع پر دوسرا شاگرد جو سردار کاہن سے کچھ جان پہچان رکھتا تھا باہر نکلا اور دربان سے کہہ کر پطرس کو اندر لے آیا باب ۱۶-۱۸۔ اسکاٹ صاحب کہتے ہیں کہ یوحنا گلیلی والا ایک عام آدمی تھا اس کی سردار کاہن سے اتنی جان پہنچان کہاں ہوسکتی ہے کہ محض دربان

سے کہہ کر پطرس کو اندر لے آئے بہتر گمان یہ ہے کہ کوئی عزت دار شخص یروشلم کا رہنے والا ہوگا جس کو سردار کاہن جانتا تھا مگر اسکو یہ علم نہیں تھا کہ وہ بھی مسیح کا شاگرد ہے۔

(۲) شروع ہی سے اس انجیل کے بارے میں کلام رہا ارنیوس کے زمانہ میں بہت سے لوگ اس کو یوحنا حواری کی انجیل تسلیم نہیں کرتے تھے مگر ان لوگوں کے جواب میں بھی ارنیوس نے یہ نہیں کہا کہ میں نے اپنے استاد پولیکارب سے یہ سنا ہے کہ وہ کہتا تھا کہ یہ کتاب میرے استاد یوحنا کی ہے اگر یہ یوحنا کی کتاب ہوتی تو یوحنا کے خصوصی شاگرد پولیکارب کو ضرور علم ہوتا اور وہ اس بات کو لازمی طور سے اپنے شاگرد ارنیوس کو بتلاتا مگر ایسے موقع پر ارنیوس کا یہ حوالہ نہ دینا جب کہ ارنیوس زبانی بات کا بڑا محافظ تھا یہ بڑا قرینہ ہے کہ یہ یوحنا حواری کی تصنیف نہیں ہے۔

(۳) انجیل یوحنا کے فلسفیانہ مضامین یوحنا ماہی گیر کے مبلغ علم سے بہت اوپر کے ہیں چنانچہ انسائیکلوپیڈیا برناٹیکا میں اس سلسلہ میں تحریر ہے کہ یوحنا کی انجیل کے بارے میں کوئی شک نہیں ہے کہ وہ ایک غیر معتبر کتاب ہے جس میں یوحنا اور متی کے بیانات میں تضاد پیدا کرنے کی کوشش کی ہے اور اس جعل ساز مصنف نے متن کتاب میں دعوی کیا ہے کہ وہی مسیح کا محبوب یوحنا ہے اور کلیسا نے بھی اس کے اس دعوی کو تسلم کرلیا ہے کہ وہی مسیح کا یوحنا ہے مگر یہ کتاب تورات کی بعض منسوب کتابوں سے زیادہ نہیں ہے کہ ان کے اور منسوب الیہم کے درمیان کوئی ربط نہیں ملتا ہے ہمیں ان لوگوں پر بڑا رحم آتا ہے جو کسی نہ کسی طرح فلسفی یوحنا کو یوحنا حواری بنادینا چاہتے ہیں لیکن ان کی یہ کوشش کامیاب نہیں ہوسکی یعنی یوحنا حواری جو ارض گلیل کا ایک مچھلی پکڑنے والا اس کے دماغ میں اسکندریہ اور یونان کے فلسفیانہ خیالات کیوں کر پیدا ہوگئے نیز اگر مکاشفات یوحنا اور انجیل یوحنا کا موزانہ کیا جائے تو دو کتابوں کے خیالات اور اغراض میں اس قدر اختلاف ہے کہ دونوں کتابوں کا مصنف ایک شخص کو قرار دینا دشوار ہے اس

کے علاوہ یوحنا یہودی ہے یہودیوں کے لئے یہ ایک لغو و بے فائدہ کام ہے کہ عبرانی الفاظ کا ترجمہ کیا جائے اور یہودی رسموں کی تشریح کی جائے مگر انجیل یوحنا کو پڑھتے ہیں تو اس میں اس طرح کی باتیں ملتی ہیں وہ لکھتا ہے کہ یہود کی ایک عید تھی اگر کوئی یہودی لکھتا تو یوں لکھتا عید فصح تھی یا عید خیمہ تھی یا ہماری عید تھی۔

(۴) انجیل یوحنا بقیہ تینوں انجیلوں سے مختلف ہے انجیل یوحنا کا مقصد پلا یعنی حلب والے ناصری اور ابیونی عیسائی سے الگ ایک ایسی جماعت تیار کرنا ہے جس میں الوہیت مسیح کے اعتقاد اور اسکندریہ و یونان کے فلسفہ سے دلچسپی ہو اور یہ کہ مسیح کا مذہب یہودی مذہب سے بالکل مخالف ہے اس کا اعتقاد رکھتی ہو اور انہیں امور میں زور پیدا کرنے کے لئے یوحنا حواری کی طرف منسوب کر دیا ہے ورنہ اس کا جعل بالکل نمایاں ہے اس لئے کہ یہ بقیہ انجیلوں سے اس قدر مختلف ہے کہ اس انجیل کا مسیح اور ہے اور بقیہ تینوں انجیلوں کا مسیح اور ہے۔

(۵) استادلن کہتا ہے کہ یہ انجیل اسکندریہ کے مدرسہ کے کسی طالب علم کی تصنیف ہے یوحنا حواری کی تصنیف نہیں ہے فرقہ الوجین اس کو یوحنا کی تصنیف تسلیم نہیں کرتے ہیں اسی طرح برطشنیدا ایک مشہور محقق ہے اس کا بھی یہی قول ہے کہ کسی نے دوسری صدی میں یوحنا کے نام پر مشہور کر دیا ہے۔ محقق کرونیس کہتا ہے کہ یہ انجیل بیس ابواب پر مشتمل تھی افسس کی کلیسا نے اکیسویں باب کا اضافہ کر دیا مانی کیز فرقہ کا مشہور عالم فاسس کی بات پہلے بھی نقل کی جاچکی ہے کہ وہ کہتا ہے کہ عہد جدید کو نہ مسیح نے لکھا اور نہ ہی کسی حواری نے بلکہ ایک مجہول شخص نے خود لکھ کر حواریوں کی طرف نسبت کر دیا تاکہ لوگ اس کا اعتبار کریں متی کی انجیل کی تحقیق کے سلسلہ میں اس دور کے عیسائیوں کے احوال جو ذکر کیے گئے ہیں اس کی روشنی میں فاسس کا قول بہت قوی نظر آتا ہے۔

بقیہ کتب عہد جدید:۔ اعمال رسول اس کا مصنف لوقا ہے اس کتاب میں بارہ باب تک پطرس حواری کے احوال کا تذکرہ ہے اس کے بعد سے پولس رسول کے

احوال کا ذکر ہے اس کتاب کی حیثیت ایک تاریخی کتاب کی ہے۔
پولس کے چودہ خطوط:۔ یوسی بیس نے ارجن کا قول نقل کیا ہے کہ پولس کے نام یہ خطوط سب جعلی ہیں پولس نے کلیسا کے نام پر دو چار سطر لکھا ہے ان خطوط میں دو چار لائن پولس کی ہوں گی وہی یوسی بیس اپنی تاریخ میں پولس کا چودھواں خط عبرانیوں کے نام والے اس کے بارے میں لکھتا ہے کہ بعض لوگ جعلی بتاتے ہیں اریجن سے نقل کیا ہے کہ لوگوں کے درمیان مشہور یہ ہے کہ وہ کلمنٹ کا لکھا ہوا ہے جو روم کا پوپ تھا بعض لوقا کا لکھا ہوا بتلاتے ہیں اور ترتولین کا قول ہے کہ یہ برنابا کا لکھا ہوا ہے ارنیس ۱۷۸ء اور ہب لولی کس ۲۳۰ء اور فوتیس ۵۱ ۳ء یہ تینوں اس کو جعلی کہتے ہیں راجرس بھی عبرانیوں کے نام والے خط کو کتب مقدسہ کی فہرست سے خارج کرتا ہے نیقیہ کی کونسل نے بھی اس کو مشکوک قرار دیکر خارج کر دیا تھا موجودہ دور کے محققین اس کے خطوط میں اول تین خطوط کی صحت کے قائل ہیں اس کے بعد کے چار خطوط کو جعلی کہتے اور باقی کو مشکوک قرار دیتے ہیں۔
یعقوب کا خط:۔ یہ یعقوب بن حلفی ہیں یعقوب کبیر سے ممتاز کرنے کے لئے ان کو صغیر سے ملقب کیا جاتا ہے یہ حواری اور مسیح کے عزیز اور رشتہ دار ہیں مسیحی تاریخ میں یروشلم کی کلیسا کے پہلے پوپ ہیں انہیں کی صدارت میں پہلی کونسل یروشلم میں منعقد ہوئی تھی اور انہیں کی تجویز پر غیر قوم عیسائیوں کے لئے ختنہ کو غیر لازم قرار دیا گیا تھا اسی طرح ان کے لئے صرف تین چیزیں حرام کی گئیں اعمال باب ۱۵۔ یعقوب کے خطوط کو نیقیہ کی کونسل نے مشکوک قرار دیا اور آج تک سریانی بائبل میں اس کو داخل نہیں کیا گیا ہے راجرسؔ بھی اس کی نسبت کو جعلی بتاتا ہے یوسی بیس نے اپنی تاریخ میں بہت سے متقدمین علماء عیسائی کا قول نقل کیا ہے جو اس کو جعلی کہتے ہیں۔
پطرس کے دو خط:۔ پطرس لقب سمعان نام ماہی گیری کا پیشہ پطرس یہ لقب

حضرت مسیح کا دیا ہوا ہے انہوں نے ان کو کیفا کہا اور کیفا کے معنی پتھر اور چٹان کے ہیں اس کو یونانی زبان میں پطرس کہتے ہیں یہ رئیس الحواری کہلائے عیسائیت کی تبلیغ و شاعت میں ان کی سعی کو بڑا دخل ہے روم میں ایک کلیسا قائم کیا خود ہی اسکے سربراہ رہے اسی لئے رومی کلیسا اپنے آپ کو پطرس کا خلیفہ کہتا ہے۔ نیرون بادشاہ کے زمانہ میں ۶۷ء میں روم میں شہید ہوئے۔

پطرس کا دوسرا خط اس کو نیقیہ کی کونسل نے مشکوک قرار دیا سریانی بائبل میں اس خط کو کتاب مقدس میں جگہ نہیں ملی بلسن اس کو جعلی خط کہتا ہے یوسی بیس اپنی تاریخ میں تحریر کرتا ہے کہ دوسرا خط کتب مقدسہ کی فہرست میں نہیں شمار ہوتا ہے مگر لوگ اس کو پڑھتے ہیں۔

یوحنا کے تین خط:۔ نیقیہ کی کونسل نے صرف پہلے خط کو تسلم کیا بقیہ دونوں کو رد کر دیا اسی لئے سریانی بائبل میں صرف پہلا خط جگہ پاسکا بقیہ دونوں کو اس میں جگہ نہ ملی راجرس بھی ان دونوں خطوں کو جعلی کہتا ہے اسی طرح بلس کی بھی یہی رائے ہے۔

یہودا کا خط:۔ یہودا یعقوب الصغیر کے بھائی مسیح کے رشتہ دار ہیں ان کو تدی بھی کہا جاتا ہے یہ حواری ہیں اور عسائیت کی تبلیغ کرتے ہوئے عراق تک گئے اور وہیں شہید ہوگئے نیقیہ کی کونسل نے اس کو یعقوب کا خط تسلم نہیں کیا یوسی بیس اپنی تاریخ میں اس خط کو جعلی بتاتا ہے بائبل کی تاریخ میں کورنیس کا قول نقل کیا ہے کہ یہ خط اس یعقوب کا ہے جو یروشلم کی کونسل کا پندرھواں پوپ تھا اور قیصر ہڈریاں کے زمانہ میں مارا گیا۔

مشاہدات یوحنا:۔ نیقیہ کی کونسل نے اس کو مشکوک قرار دیا یوسی بیس اپنی تاریخ میں نقل کرتا ہے کہ بہت سے متقدمین عیسائی علما اس کو کتب مقدسہ کی فہرست سے خارج کرتے ہیں اور سرنتھس ملحد نے انجیل یوحنا اور مشاہدات یوحنا کو یوحنا کی طرف منسوب کر کے شہرت دی سریانی بائبل میں اس کو کتب مقدسہ میں جگہ نہیں ملی۔

عہد جدید کی ہیئت ترکیبی

مسیحیت کے ابتدائی دور میں بہت سی انجیلیں تھیں خود لوقا اپنی انجیل کے دیباچہ میں لکھتا ہے چونکہ بہتوں نے کمر باندھی کہ ان کاموں کو جو ہمارے درمیان واقع ہوئے ہیں ان کو ترتیب وار بیان کریں جیسا کہ انہوں نے جو شروع سے دیکھنے والے اور کلام کے خادم تھے انہوں نے ہم کو پہنچایا اس عبارت سے خود معلوم ہوتا ہے کہ لوقا کی انجیل سے پہلے بہت سی انجلیں تالیف ہو چکی تھیں اور لوقا کے اعتقاد میں وہ صحیح تھی مقدس جسٹن مارٹر کے زمانہ تک جس کسی مسیحی بزرگ نے اپنی تقریر یا تحریر میں کسی انجیل کا حوالہ دیا ہے وہ ان چار انجیلوں کے سوا اور انجیلوں سے دیا ہے ان چار انجیلوں کا نام ان زمانہ کی تحریروں میں نہیں ملتا ہے مقدس کلیمنٹ کی تحریر میں جس انجیل کا حوالہ ملتا ہے اس کی عبارتوں کو موجودہ انجیلوں کی عبارتوں سے موازنہ و مقابلہ کیا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ کے بزرگوں کے سامنے زمانہ حال کی انجیلیں نہیں تھیں ان باتوں سے یہ امر ظاہر ہوتا ہے کہ اس دور میں کسی انجیل کا معین متصور قائم نہیں ہوا تھا اسی طرح عہد جدید کا بھی کوئی معین تصور نہیں تھا تقریباً چوتھی صدی کے شروع میں عیسائیوں کو اپنے مذہب کے لئے ایک معین کتاب مقرر کرنے کا خیال آیا ان کے سامنے عہد قدیم موجود تھا اسکو سامنے رکھ کر یہ یہ کام تدریجی طور پر مکمل ہوا۔

اتھاناسیوس مجلس نیقیہ کا ایک اہم رکن مانا جاتا ہے اس کی جدوجہد سے مجلس نے مسیح کی شخصیت میں الوہیت کا فیصلہ کیا تھا اسی ہی کی جدوجہد سے مجلس نے چار اناجیل کو مقدس اور بقیہ کو غیر مستند قرار دیا متروک انجیل کی تعداد کافی تھی ان متروک اناجیل کے بارے میں قسطنطنین اعظم اور تھوڈودیس بادشاہ نے جلادینے کا حکم صادر کیا جس کی بناء پر بہت سی انجیلیں جلادی گئیں اس لئے کہ جو لوگ اس حکم کی خلاف ورزی کرتے ان کو قتل کر دیا جاتا تھا اسی طرح

لیون اول جو چار سو چالیس سے چار سو اکسٹھ تک پوپ اعظم کے عہدہ پر رہا اس نے اس طرح کی متروک اناجیل کو جلادیا اس کے باوجود تھوڑی بہت متروک انجیل باقی رہ گئیں اور کچھ کا نام صرف باقی رہا کسی کسی انجیل کے دو چار جملے اور فقرے دیگر کتابوں میں موجود پائے جاتے ہیں مقدس جیروم کی کتابوں اور پوپ جے لاژ کے محاکمہ سے بہت سی انجیلوں کا سراغ ملتا ہے فیر بیس نے پچاس متروک انجیلوں کی کیفیت لکھ کر شائع کی۔

جس طرح بہت سی انجیلیں تھی اسی طرح حواریوں کی تبلیغی مساعی کے سلسلے میں اعمال رسول کے نام سے بہت سی کتابیں تھیں جیسے یوحنا کے اعمال اندریاس کے اعمال لوقا کے اعمال وغیرہ۔

اسی طرح ایک بڑی تعداد ایسے مکتوبات کی بھی تھی جو حواریوں کی طرف منسوب تھے ہر فرقہ اپنے اپنے مذہب و مسلک کی تائید میں ان کو پیش کیا کرتا تھا۔

نیقیہ کی کونسل منعقدہ ۳۲۵ء نے جہاں اناجیل میں انجیل مرقس و متی ولوقا و یوحنا کا انتخاب کیا اعمال رسول میں اعمال رسول لوقا کو منتخب کیا اور خطوط میں پولس کے تیرہ خطوط کو لیا اور چودھویں خط بنام عبرانیاں ترک کردیا اسی طرح یعقوب کا خط پطرس کا دوسرا خط اور یوحنا کا دوسرا اور تیسرا خط اور یہودا کا خط اور مشاہدات یوحنا کو ترک کردیا اس کے بعد لادوقیہ کی کونسل منعقدہ ۳۶۴ء میں ان چھ خطوط کو کتاب مقدس میں شامل کرلیا گیا مگر مشاہدات یوحنا کو ان کونسل نے بھی اس کتاب کی فہرست میں شامل نہیں اس کے بعد قرطاجنہ کی کونسل منعقدہ ۳۹۷ء میں مشاہدات یوحنا کو بھی اس فہرست میں شامل کرلیا اس کے بعد بھی عہد جدید کا معین تصور پختہ نہیں ہوا تھا اس لئے کہ اس کے بعد بھی کوئی جماعت بعض کتابوں کو اس مجموعہ سے خارج کرتی ہے تو دوسری جماعت کچھ کتابوں کو اس مجموعہ میں داخل کرتی ۳۸۲ء میں روم میں کونسل ہوئی اس نے موجودہ عہد جدید کے مجموعہ کو مستند تسلیم کیا اور پوپ گلاسیوس نے باضابطہ طور

پر انہیں سند قبول عطاء کی اس کے بعد مسیحی دنیا کے سواد اعظم نے ایک مکمل بائبل پر اتفاق کیا۔

موجودہ بائبل کو مستند قرار دینے کی وجہ الہامی ہونا نہیں ہے۔ انجیلوں اور اعمال رسول اور حواریوں کے خطوط کے انبار میں انجیل متی و مرقس ولوقا و یوحنا اور اعمال رسول لوقا۔ پولس کے چودہ خطوط اور یعقوب کا ایک خط پطرس کے دو خط اور یوحنا کے تین خط اور یہودا کا ایک خط اور مشاہدات یوحنا کے منتخب کرنے اور اس کو مستند تسلم کرنے اور بقیہ اناجیل اور اعمال رسول اور خطوط کو غیر مستند قرار دینے کی بظاہر کوئی معقول وجہ سمجھ میں نہیں آتی ہے اس لئے کہ اس انتخاب سے پہلے کے بزرگ مسیحی دوسری انجیلوں سے حوالہ دیا کرتے تھے اور خود لوقا کے بیان سے بھی ان بہتری انجیلوں کے صحیح ہونے کی شہادت مل رہی ہے اس لئے اس مجموعہ کو مستند اور بقیہ کو غیر مستند کہنے کی اگر کوئی وجہ ہو سکتی ہے تو یہی ہو سکتی ہے کہ کلیسا کے لئے ضروری تھا کہ مخالفین کے سامنے تعلیمات مسیح کا ثبوت فراہم کرے اور ثابت کرے کہ یہ تعلیمات و معجزات حضرت مسیح کے ہیں اور شریعت میں کم از کم دو تین گواہ ثبوت مدعا کے لئے ضروری ہے جب کلیسا کو مرقس و متی و یوحنا کے بارے میں معلوم ہوا کہ ان حضرات نے حضرت مسیح کے ملفوظات و حالات کو جمع کیا ہے یہ حضرات خود حواری یا حواریوں کے رفیق ہیں اور ان کا بیان کردہ مضمون اپنے اعتقاد کے موافق اور قریب تر پایا تو کلیسا نے ثبوت کے چار گواہ کی حیثیت سے اس کو منظور کر لیا اور ایسی انجیل جس سے تثلیث کی جڑ کٹتی تھی یا جو موسیٰ کی شریعت کی اطلاعت کو لازم کہتی تھیں اس کو بالکل چھوڑ دیا۔

اس انتخاب میں اس کے مضامین کے الہامی ہونے اور ان لوگوں کے ملہم من اللہ ہونے کو بالکل دخل نہیں ہے اس لئے کہ اگر الہامی ہونے کی بات ہوتی تو اس کے لئے ایک انجیل کافی تھی خدا کا خطاب عام ہوتا ہے اور رسولوں کے الہام میں غلطی کا یا جھوٹ کا کوئی امکان نہیں اس لئے ایک الہام کے بعد دوسرے

الہامی کی کوئی حاجت نہیں رہ جاتی اسی وجہ سے تمام انبیاء سابقین پر کوئی کتاب مکرر نازل نہیں ہوئی ورنہ لازم آئے گا کہ خدا کو ایک مرتبہ الہام کرنے کے بعد اطمینان نہیں ہوا تو دوسرا الہام کیا۔

الہامی ہونے کی مزید تردید

ہارن اپنی تقریر کے جلد اول کے حاشیہ پر لکھتا ہے جب ہم کہیں کہ کتب مقدسہ خدا کا کلام ہے تو ہماری مراد یہ نہیں کہ وہ سب خدا نے بولا یا لکھوایا ہر چیز اس میں کی کلام خدا ہے بلکہ انصاف اور رحم اور زندگی کے پاکی کے احکام کے بیان اور ان تاریخی حصوں میں جن میں ایسی زندگی کا بیان ہے جو ان اصول کے احکام کے خلاف ہیں تفریق کرنا چاہئے پہلا تو پاک خدا کا کلام ہے۔دوسرا تاریخی حصہ ان میں بعض نیک آدمیوں کا اور بعض شریر کا اور بعض شیطان کا کلام ہے انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا کی جلد گیارہ میں الہام کے بیان میں لکھا ہے کہ اس بات میں گفتگو کہ آیا کتب مقدسہ کی ہر بات اور ہر معاملہ الہامی ہے یا نہیں جیروم اور گروٹیس اور راسمس اور پروکوپیس اور بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ کتب مقدسہ کی ہر بات الہامی نہیں ہے اسی کتاب میں ایک دوسری جگہ تحریر ہے کہ جو لوگ کتب مقدسہ کی ہر بات الہامی کہتے ہیں اور اپنے دعوی کو بآسانی نہیں ثابت کر سکتے اور رریس کی انسائیکلو پیڈیا میں الہامی ہونے کی نسبت گفتگو کیا ہے کہ ان مولفین کے افعال و ملفوظات میں غلطیاں ہیں اور اختلاف و تضاد ہے اسی طرح حواری لوگ ایک دوسرے کو صاحب وحی نہیں سمجھتے تھے جیسا کہ یروشلم کی کونسل اور پولس کا پطرس کو الزام دینے سے ثابت ہوتا ہے اور قدما مسیحی ان کو خطاء سے خالی نہیں سمجھتے تھے اور بعض مرتبہ ان کے افعال پر روک ٹوک کی گئی ہے میکائیلس نے طرفین کے دلائل تول کر فیصلہ کیا ہے کہ ناموں کے لئے تو الہام مفید ہے لیکن تاریخی کتابوں کے واسطے جیسے انجیلیں اور اعمال اگر الہام سے

بالکل قطع نظر کر لیا جائے تو کچھ نقصان نہیں ہے اور تاریخی معاملوں میں حواریوں کی گواہی صرف انسانوں کی سی گواہی مانا جائے تو ایسا سمجھنے سے دین عیسوی کو کچھ نقصان لازم نہیں آئے گا۔ (پیغام محمدی ص: ۵۴)

عیسائیت کے مختلف فرقوں کی دینی واخلاقی حالت

اور مسیحیت پر دینی مظالم کے بائبل پر اثرات

جس دور میں انجیل کا متعین و تصور قائم کیا جارہا تھا اور عہد جدید کو متعین کیا جارہا ہے اس دور اور اس سے پہلے دور میں عیسائیوں کے مختلف فرقوں اور جماعتوں کی اخلاقی اور دینی حالت ناگفتہ بہ تھی راستی اور خدا پرستی کی ترقی کے لئے جھوٹ بولنا فریب دینا جعل کرنا خود کتاب لکھ کر کسی حواری یا اس کے رفیق یا کسی بزرگ مسیحی کی جانب منسوب کر کے رواج دینا کسی مسئلہ و عقیدہ کو ثابت کرنے کیلئے الحاق کرنا کسی اعتراض کو دفع کرنے کے لئے عبارتوں کو حذف کر دینا عبارت میں سلاست پیدا کرنے کے لئے اپنے مذاق کے موافق عبارت تبدیل کر دینا اور اس کی اصلاح کر دینے کا عام رواج تھا مسیحیت کی تحقیق کرنے والے کے لئے ان احوال کا مطالعہ ضروری ہے اسی طرح مسحیت اپنے ابتدائی دور میں جن دینی مظالم کا نشانہ بنی رہی جو انسانی شعور اور اس کی طاقت سے زیادہ تھے ایک تحقیق کے طالب کے لئے اس کا بھی مطالعہ ناگزیر ہے اس لئے کہ ان کے مطالعہ ہی سے تاریخ میں عیسائیت کا مقام اور اس کی حیثیت واضح ہو سکتی ہے جس کی وجہ سے مسیحیت پر بحث کی بنیاد کی حیثیت سے ان مظالم کو اجمالاً ذکر کیا جاتا ہے۔

دینی مظالم:۔ پہلی چار صدیوں میں مسیحیوں پر جو ایذار سانی اور دینی مظالم ہوئے تواریخ مسیحی کلیسا میں ان کو دس دور پر منقسم کیا ہے اس میں چار دور کو ظلم و بربریت کے اعتبار سے بہت ممتاز کہا جاسکتا ہے اختصار کی وجہ سے ان چار ادوار میں جو مظالم ہوئے ان میں بعض کو مثال کے طور پر ذکر کیا جارہا ہے۔

رومی سلطنت کے قانون کی رو سے وہی قومی و شخصی مذاہب جائز سمجھے جاتے تھے جن کو سرکار کی جانب سے اجازت ہو چوتھی صدی عیسوی تک مسیحی مذہب قانون کی رو سے جائز نہیں تھا اس لئے مسیحی مذہب کی پیروی خلاف قانون تھی اس مذہب کو ایک خفیہ سوسائٹی سمجھا جاتا تھا انکا اکٹھا ہونا شبہ کی نظر سے دیکھا جاتا تھا ان کے خفیہ جلسے سلطنت کے لئے نقصان کا باعث سمجھے جاتے تھے اس بات کا اندیشہ ظاہر کیا جاتا تھا کہ جو لوگ سلطنت سے ناراض ہیں اس جماعت میں شامل ہو کر سلطنت کے خلاف خفیہ شازشیں کریں گے نیز مسیحیوں کی نسبت یہ خیال کیا جاتا ہے کہ وہ دیوی دیوتاؤں کے منکر ہیں ان کی نحوست کی وجہ سے ہر طرح کی مصیبتیں ملک پر آرہی ہیں قحط سالی زلزلہ ہوا کوئی وبائی بیماری ہوئی جب کبھی اس طرح کا حادثہ ہوا تو ہر طرف سے شور اٹھتا کہ یہ سب مسیحیوں کی شامت سے ہوا ہے اور ان پر ہر طرح کا جبر و ظلم روا رکھا جاتا نیر و قیصر کے عہد میں جو ۵۴ء سے ۶۸ء تک تخت نشین تھا ۱۸ جولائی کو شہر روم پر ایک آفت آگئی شہر میں سخت آگ لگ گئی جو متواتر نو دن تک رہی جس سے سارا شہر جل کر خاکستر ہو گیا اس آتش زنی کا الزام مسیحیوں پر آیا پھر کیا تھا مسیحی اس سختی سے ستائے گئے کہ مورخین لکھتے ہیں کہ جانوروں کی کھال میں سی سی کر کتوں کے آگے ڈال دیا گیا لوگوں کو پکڑ پکڑ کر تار کول لگا کر سیدھا زمین میں گاڑ کر آگ لگادی گئی اسی طرح تماشا گاہ اور کھیل کے میدان میں چاروں طرف کھڑا کر کے جلادیا گیا اور اس سے روشنی کا کام لیا گیا اس قدر سخت سے سخت سزائی دی گئیں کہ عوام الناس کے اندر بھی مسیحیوں کے لئے ہمدردی کا جذبہ پیدا ہو گیا اگرچہ یہ ایذا رسانی اس کی شروعات روم سے ہوئی ہے مگر بہت جلد دوسرے شہروں میں اس کی تقلید کی گئی تراجن قیصر جس کا عہد حکومت ۹۸ء سے ۱۱۷ء تک ہے اپنے عیسائیوں کے ہر قسم کے اجتماع پر پابندی لگادی حتی کہ انفرادی عبادت تک کو جرم قرار دے دیا اور اس کی سخت گیری کی وجہ سے لوگ ادھر ادھر فرار اور مجبور

ہو گئے جو مسیحی ہونے کا اقرار کرتا اس کو قتل کر دیا جاتا تھا زبردستی ان لوگوں سے بتوں اور دیوی دیوتاؤں پر نذرونیاز چڑھوائی جاتی جو انکار کرتا تھا اس کو قتل کر دیا جاتا تھا بہت تعداد مسیحیوں کی انہوں نے اپنے مسیحی ہونے کا انکار کیا بلکہ کتنوں نے مسیح کو گالیاں دیں تب جا کر ان کی جان بچی ڈیسی لیس کے عہد میں تمام عیسائیوں کو ملازمت اور سرکاری خدمت سے علاحدہ کر دیا گیا اور ان کو زبردستی پکڑ پکڑ کر نذرونیاز چڑھوایا جاتا اور جو کوئی انکار کرتا اس کو قتل کر دیا کر دیا جاتا ہے عہد دقلدیوس میں مصریون پر ظلم و ستم کی انتہا ہو گئی انہوں نے رومی حکومت سے آزادی کا نعرہ لگایا ایک لاکھ چالیس ہزار عیسائی قتل کئے گئے بعض مورخین تو تین لاکھ بتاتے ہیں ان کی تمام مذہبی کتابوں کو جلادیا گیا۔ ایسے مظالم اور پر آشوب دور میں مسیحیت کا تسلسل کس طرح باقی رہ سکتا ہے اور خود عیسائی اعتراف کرتے ہیں کہ مظالم کی وجہ سے ہمارے پاس ان کتابوں کا سلسلہ اسناد مفقود ہے اور ایسی پریشانی اور اضطراب کی حالت میں دشمنوں کی نظروں سے بچ بچا کر خفیہ طور پر جو کتابیں لکھی گئیں اس پر کیسے اعتماد و اطمینان کیا جا سکتا ہے ایسے موقعوں پر جو باتیں نہیں کہی جاتیں اور نہیں لکھی جاتیں اس کو بھی لوگوں کی طرف منسوب کر دیا جاتا ہے تو ان کتابوں میں آسمانی کتابوں کے اوصاف کیسے باقی رہ سکتے ہیں اور کتاب لکھنے والے کس طرح اپنی غیر جانب داری باقی رکھ سکتے ہیں۔

کلیسا کے انتخاب کے بعد بھی انجیل میں تحریف

کلیسا کے انتخاب کے بعد بھی ان میں ہر طرح کی تحریف لفظی ہوتی رہی اس کو پہلے بھی بیان کیا گیا ہے مگر اس جگہ اور طرح بیان کیا جاتا ہے (۱) مسیحی علماء نے عہد نامہ جدید کے متن کی تصحیح کے لئے جان توڑ کر کوشش کی جس سے امید تھی کہ ہمیشہ کے لئے ایک متن پر اتفاق ہو جائے گا مگر نتیجہ اس کے بالکل برعکس نکلا ڈاکٹر مل نے عہد نامہ جدید کے متعدد نسخے جمع کر کے مقابلہ کیا تو تیس ہزار

اختلافات شمار کئے جان جیمس وغیرہ نے مختلف ملکوں میں پھر کر متقدمین کی بنسبت بہت زیادہ نسخے بچشم خود دیکھے اور جب مقابلہ کیا تو یہ اختلافات دس لاکھ تک پہنچ گئے جس میں زیادہ اختلافات قرأت اور کتابت کے تھے لیکن بکثرت ایسے بھی اختلاف تھے جس سے حق وباطل اصلی وغیر اصلی عبارت اور مضامین کی تمیز اٹھ جاتی ہے بعض حصے الحاقی ہیں تو کہیں کچھ کم ہیں کہیں عبارت کو بدل دیا گیا ہے جس نے انجیل سے متعلق متعدد مشکل مسئلے پیدا کر دئے مگر اتنی بات قطعی ہے انجیل میں تحریف ہوئی اور مسیحیت کے ہر لحہ بدلنے والے رویئے اور مزاج نے نوشتوں کو ہر مرحلہ میں متاثر کیا ہے۔

تحریف بائبل کے اقسام

آدم کلارک نے اس کی چار وجہیں ذکر کیں ہیں (۱) ناقلوں کی غفلت اور ان کا سہو پھر اس کی متعدد صورتیں نقل کی مثلاً عبرانی اور یونانی کے حروف صوت وصورت میں مشابہ ہیں جس کی وجہ سے بعض غافلوں اور ناقلوں نے ایک لفظ کی جگہ دوسرا لفظ یا حرف لکھ دیا قدیم نسخوں میں اختصار کے نشانات بکثرت موجود ہیں غفلت شعار ناقلوں نے اس کا صحیح مفہوم نہیں سمجھا اور کچھ کا کچھ نقل کر دیا۔ قدیم نسخوں میں بین السطور اور حاشیہ پر مشکل مقامات کی شرح لکھنے کا عام رواج تھا ان لوگوں نے اس کو متن کا حصہ بنالیا (۲) غلط نسخوں سے نقل اس کی بھی متعدد شکلیں ذکر کی مثلاً بعض حروف کے شوشے کم ہو گئے یا مٹ گئے کاغذ یا چمڑا باریک تھا ایک طرف کا لکھا ہوا دوسری طرف آگیا اور اس کا جز معلوم ہونے لگا۔ (۳) اصل میں متن کو بالارادہ بہتر اور درست کرنے کے لئے از خود تصحیح کی کوشش کی گئی میکلس لکھتا ہے کہ ایک بڑا سبب یہ بھی ہے کہ ایک ہی واقعہ کا ذکر مختلف مقامات پر یا مختلف کتابوں میں مذکور ہے ایک دوسرے سے مطابقت پیدا کرنے کے لئے تبدیلی کر دی گئی ہے اسی طرح لاطینی ترجمہ سے مطابقت پیدا

کرنے کے لئے بھی یہ کام کیا گیا(۴) یہ ایک ثابت شدہ امر ہے کہ بعض لوگوں نے جان بوجھ کر ایسی تحریفات کیں تاکہ جو مسئلہ تسلیم شدہ ہے اس کو قوی اور مضبوط کیا جائے یا کسی مسئلہ پر اعتراض وارد ہوتا ہے تو اس تبدیلی سے اس کا جواب ہو جائے اس کی متعدد مثالیں حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانوی نے اظہار الحق میں ان کی کتابوں سے نقل کیا ہے۔ وہاں ملاحظہ کیا جائے۔